اسلام اور عصری ایجادات

تالیف

علامہ احمد بن محمد الغماری الحسنی رحمۃ اللہ علیہ

تلخیص و ترجمہ

مفتی احمد میاں برکاتی

تقدیم

ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی)

حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل ۳۸۔اردو بازار لاہور

مطابقة الاختراعات العصریہ
لما اخبر بہ سید البریہ
کا
اُردو ترجمہ

اسلام اور عصری ایجادات

تالیف

الامام العلامۃ الحافظ ابو الفیض
احمد بن محمد بن الصدیق الغماری الحسنی
رحمۃ اللہ علیہ

تلخیص و ترجمہ

ابُو حماد مفتی احمد میاں برکاتی مارھروی

تقدیم

ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم۔اے، پی ایچ ڈی

حامد اینڈ کمپنی۔ مدینہ منزل اُردو بازار لاہور

نام کتاب	اسلام اور عصری ایجادات
تالیف	الامام العلامۃ الحافظ ابوالفیض احمد بن محمد بن الصدیق الغماری الحسنی
تلخیص و ترجمہ	ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی مارہروی حال آباد حیدر آباد، سندھ
تقدیم	ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم اے، پی ایچ ڈی
	حامد لطیف
بار اول	مارچ ۱۹۸۰ء
بار دوم	ستمبر ۱۹۸۲ء
مطبع	عالمین پرنٹرز ۱۰/۲۲ ریٹیگن روڈ لاہور
قیمت	[illegible]

انتساب

اپنے والد محترم حضرت خلیل العلماء علامہ مولانا مفتی اعظم مفتی محمد خلیل خان صاحب القادری البرکاتی دامت برکاتہم العالیہ و مدظلہم العالی کے نام!

جن کی تحریروں کی روشن شعاعوں سے آج نہ صرف اہل سندھ، پاکستان، ہندوستان بلکہ یورپ امریکہ و افریقہ میں بسنے والے اسلام کے شیدائی راہ ہدایت پا رہے ہیں۔

جن کی خاص تعلیم و تربیت اور عمدہ پرورش سے میں اس قابل ہوا کہ میرا نام بھی خادمان دین اور غلامان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا جائے۔

اختصاریہ

(طبع دوم)

مکرم جناب سید حامد لطیف صاحب زید مجدہٗ کا احقر نہایت ہی ممنون ہے ، جنہوں نے مارچ سنہ میں اس کتاب کو طبع کرا کے منظر پہ لا کر تشنہ کامی ختم فرمائی - کتاب جب تک چھپی نہ تھی ، ترجمان اہلسنت میں اقساط شائع ہونے کی وجہ سے ، کافی مقبولیت حاصل کر چکی تھی چھپنے کے بعد اس قدر مانگ بڑھی کہ چند ماہ میں ہی کتاب ختم ہو گئی اور دوبارہ طبع کرانے کے مطالبے بڑھ گئے - چنانچہ جناب حامد لطیف کے فرمان پر تنقیدی نظر سے اسے پھر پڑھا اور مناسب اصلاح کی - اور آخر میں چند صفحات کا ضمیمہ بھی شامل کتاب کیا - میں اس سلسلہ میں اپنے بزرگ صحافی محترم جناب محمد منیر قریشی لاہور اور جناب علیم الدین صاحب کراچی کا بھی ممنون اور شکر گزار ہوں ، جنہوں نے طبع دوم کے لئے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا - اہل قلم اور اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اگر اس کتاب میں کہیں کوئی کوتاہی محسوس فرمائیں تو احقر کو مطلع کریں ، فقط

خادم

احمد میاں برکاتی

فہرست مضامین

حرفِ آغاز

وہ ۱۵ رمئی ۱۹۷۱ء کی ایک خوشگوار صبح تھی، جب میں ایک پیریڈ سے فارغ ہو کر کلاس روم سے باہر نکلا، دیکھا کہ دار العلوم امجدیہ کے اندرونی دروازے پر طلبہ کی ایک بھیڑ لگی ہے، جستجو ہوئی تو میں بھی وہاں پہنچ گیا، ایک افغانی تاجر درسِ نظامی کے بہت سے قدیم علمی نسخے فروخت کرنے کے لیے لے کر آیا تھا اور علمِ دین کے متوالے اس ڈھیر سے اپنی پسندیدہ کتابیں چن رہے تھے۔ الحمد للہ کہ راقم الحروف کے والد ماجد مدظلہ کے ذاتی کتب خانہ میں درسِ نظامی کی بھی جملہ کتابیں موجود ہیں، اس لیے میری توجہ کا مرکز وہ کتب نہ بن سکیں۔ البتہ کتب کے الٹ پلٹ کرنے میں اچانک ایک نام پر نظر پڑی "المطابقۃ الاختراعات العصریہ لما اخبر بہ سید البریہ" نام پڑھتے ہی کتاب کا مضمون ذہن کے پردوں پر منکشف ہو گیا، فوراً اس کتاب کو حاصل کر لیا یہ وہی کتاب تھی جس کا اردو ترجمہ اور تلخیص "اسلام اور عصری ایجادات" کے نام سے اپنے محترم قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

عرصہ سے احقر کی یہ خواہش رہی کہ عصری ایجادات پر ایسے مضامین کا مطالعہ کروں جن میں قرآن و حدیث سے ان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ الحمد للہ کہ یہ تمنا پوری ہوتی نظر آئی ۱۹۷۱ء زمانہ طالب علمی کا آخری سال تھا اور عربی مدارس کے لحاظ سے ابھی تکمیل میں تین سال کا وقت باقی تھا۔ وہ زمانہ ایسا نہ تھا کہ درس کے علاوہ کسی اور طرف توجہ دی جائے لیکن تصنیف و تالیف کے شوق نے مجبور کیا کہ مذکورہ کتاب پر کچھ محنت کروں۔

یہ کتاب جو مصر کی مطبوعہ ہے پاکستان میں شاذ و نادر ہی کہیں پہنچی ہوگی، لہٰذا تلاش بسیار کے باوجود اس کے مزید نسخے مجھے حاصل نہ ہو سکے، چنانچہ سب سے پہلے یہ کتاب اپنے والد ماجد مفتی اعظم

سندھ حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی مدظلہم العالیہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور ترجمہ کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے بخوشی اجازت دی اور چند ہدایات فرمائیں۔ اس زمانہ میں دارالعلوم امجدیہ کراچی میں حضرت استاذی مفتی سید شجاعت علی صاحب قادری دامت برکاتہم مدرس اور مفتی تھے، احقر پر حضرت کی خاص نظرِ عنایت تھی۔ حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں اس کتاب کو اردو ترجمہ میں منتقل کرنے کی خواہش کا ذکر کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور اس کو بے حد سراہا۔

کتاب کا ترجمہ کرنا شروع کیا، تو محسوس ہوا کہ یہ عظیم ذمہ داری ہے جس میں مؤلف کی تحریر کی روح کو بھی باقی رکھنا ہے اور ترجمہ میں بھی حُسن پیدا کرنا ہے، اس وقت احساس ہوا کہ کتاب تالیف کرنا کچھ مشکل نہیں مشکل یہ ہے کہ کسی کتاب کو دوسری زبان میں منتقل کیا جائے۔ جدید عربی سے ناواقف ایک طالب علم (غیر مسلح) ہے اور جدید عربی کی ایک اہم کتاب کو اردو کے قالب میں ڈھالنے چلا ہے، خدا خیر کرے۔ یہ وہ خیال تھا جو ذہن میں کوندا، لیکن وہ نعمت ہی کیا جو بغیر محنت کے مل جائے، بہرحال آغاز ہو چکا تھا تکمیل کی توفیق کے لیے بارگاہ رب العزت میں دُعا کی۔

مذکورہ کتاب حضور پُرنور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور علم غیب پر مشتمل تھی چنانچہ یقین کامل تھا کہ اس کی تکمیل میں یقیناً وہیں سے رہنمائی ملتی رہے گی چنانچہ سرکار کا خاص کرم شاملِ حال رہا اور ترجمہ مکمل ہو گیا۔ دورانِ ترجمہ بہت سے ایسے مقامات آئے جن کا مفہوم فوری سمجھ میں نہ آتا، کئی الفاظ ایسے آتے کہ ان کا ترجمہ مشہور لغات میں نہ ملا۔ نامور اہلِ علم سے رابطہ قائم کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی اور اکثر یہ ہوا کہ ذہن میں اس کے معنی اور مفہوم خود بخود منکشف ہو جاتے اور بعد میں مزید تحقیق اور تلاش کے بعد بعینہٖ وہی معنی ہوتے۔ یقیناً میرے آقا کا کرم اور خاص عنایت تھی جو اس احقر پر دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو رہی تھی۔

درمیان میں گوناں گوں مصروفیات کی وجہ سے ترجمہ کا کام کئی کئی ماہ تک معطل رہا۔ اسی دوران

---

[1] حضرت مفتی اعظم عرصہ ۲۵ سال سے حیدرآباد سندھ میں مقیم ہیں اور ایک دینی درسگاہ دارالعلوم احسن البرکات کے شیخ الحدیث ہیں۔ اب تک سینکڑوں طلبہ آپ سے سندِ حدیث حاصل کر چکے ہیں۔ مترجم ۱۲۔

حضرت مفتی شجاعت علی صاحب مدظلہٗ کے زمانہ پر یہ ترجمہ قسط وار ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی میں شائع کرانا شروع کیا جو بہت مقبول ہوا۔ سولہ ماہ تک قسط وار مذکورہ ماہنامہ میں شائع ہوتا رہا۔ اس دوران بہت سے حضرات کے خطوط نے میری مزید ہمت بندھائی اور ۱۹۷۴ء کے اوائل میں، احقر ترجمہ کے کام سے فارغ ہو گیا۔

اصل کتاب میں مصنف نے قرآنی آیات، اور احادیث کے ضمن میں صرف کتاب کا نام لکھا تھا، راقم الحروف نے مزید افادہ کے لیے اکثر مقامات پر کتب کے نام کے ساتھ کتاب کا صفحہ اور جلد نمبر بھی لکھ دیا ہے، تاہم بعض کتابوں کی کمیابی یا نایابی کی وجہ سے ان کے صفحہ نمبر درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں کراچی کی کئی لائبریریوں سے رابطہ قائم کیا لیکن عام طور پر لائبریریوں میں یہ کتابیں موجود نہیں ہیں۔ اگر محترم قارئین ان کتابوں سے مطلع ہوں تو احقر کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں یہ اضافہ کر لیا جائے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ مجھے اور تمام اسلامی بھائیوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

احمد میاں برکاتی، ۶ دسمبر ۱۹۷۹ء

ناظم تعلیمات، دارالعلوم احسن البرکات

حیدرآباد، سندھ

مصنفؒ کے متعلق!

کسی کتاب کے ترجمہ کے ساتھ اصل مؤلف کا تذکرہ نہ کرنا، ادبی جرم بھی ہوتا ہے اور قارئین کے ساتھ زیادتی بھی ہوتی ہے، زیرِ نظر کتاب حضرت علامہ حافظ سید احمد بن محمد بن صدیق غماری حسنی کی تالیف فرمودہ ہے، اصحابِ علم نے آپ کو شیخ جلیل اور امام مجتہد کا لقب دیا ہے آپ کی کنیت ابوالفیض ہے۔ اپنے وقت کے زبردست عالم و فاضل ہیں، بعض علماء نے آپ کو مجددین میں شمار کیا ہے۔

علامہ شیخ احمد محمد موسیٰ اثری نقشبندی اس کتاب کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:-

"یہ کتاب عظیم الشان دینی مجلہ ہے۔ اگلوں کے علوم اور مجددین کی ابحاث کا ایک روشن چراغ ہے، اس کتاب کو سمجھ کر پڑھنے سے مومن کے ایمان کو نئی زندگی ملے گی اور لوگوں کے شکوک ختم ہو جائیں گے، جو لوگ عصرِ حاضر کی ایجادات کو اسلام میں تلاش نہیں کر پاتے ہیں وہ اس کو پڑھ کر چونک اٹھیں گے اور ان انکشافات سے ان کے قلوب کو اطمینان ملے گا۔" (اختراعات العصریہ ص۱۴)

اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر استراد شرکا (STARAD SHIRKA) چیکوسلواکیہ (CHICOSLAWCIA) نے جو پراگ یونیورسٹی سے فلسفہ میں فارغ ہوئے ہیں، ایک مرتبہ مؤلف سے اس کتاب کے موضوع پر گفتگو کی تو بہت متاثر ہوئے اور "انہوں نے مؤلف سے درخواست کی کہ وہ اس کتاب کو جلد چھپوائیں اور اس کے ساتھ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کا ترجمہ انگریزی میں شائع کروں۔" ڈاکٹر موصوف نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ اگر یہ کتاب انگریزی میں طبع ہو گئی تو اسلام کے لیے بالخصوص مشرقی یورپ میں بہت لوگوں کو نفع دے گی۔"

افسوس کہ کوشش اور تلاشِ بسیار کے باوجود مصنف کے مزید حالات معلوم نہ ہو سکے۔

زیرِ نظر کتاب، چوتھا ایڈیشن ہے جو ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۸ء میں مکتبہ قاہرہ مصر سے شائع ہوا ہے مصنف کی دیگر کتابوں میں درج ذیل آٹھ تصنیفات بھی شامل ہیں۔

(۱) حسن الغارة علی بدعة اذان الجمعة عند المنبر والمنارة۔

(۲) سبل الهدی فی ابطال حدیث اعمل لدنیاک کانک تعیش ابداً۔

(۳) الافضال والمنة فی رؤیة النساء لله تعالیٰ فی الجنة۔

(۴) المغیر علی الاحادیث الموضوعة فی الجامع الصغیر۔

(۵) اقامة الدلیل علی حرمة التمثیل۔

(۶) المعجم الوجیز للمستجیز۔

(۷) مسالک الدلالة فی شرح الرسالة بالآیات۔

(۸) برالوالدین۔ (وہ احادیث جو والدین کی فضیلت میں آئی ہیں)

علاوہ ازیں آپ کے ایک سگے بھائی (جن کا نام معلوم نہ ہو سکا) نے بھی مندرجہ ذیل کتب تالیف کی ہیں:-

(۱) اعلام النبیل بجواز التقبیل۔

(۲) الباحث عن علل الطعن فی الحارث۔

(۳) التحذیر من اخطار النابلسی فی تعبیر رؤیا فاطمة والحسن والحسین علیهم السلام۔

(۴) عقیدة اهل الاسلام فی نزول عیسیٰ علیه السلام۔

(۵) تعلیق علی کتاب الاکلیل فی شرح خلیل للعلامة الامیر۔

(۶) اتحاف ذوی الهمم فی شرح العشماویة۔

(۷) الرد المحکم المتین علی کتاب القول المبین۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت مؤلف کی اس علمی خدمات سے مسلمانوں کو نفع بخشے اور مصنف کے درجات میں ترقیاں عطا فرمائے (آمین)

★

ابو حماد احمد برکاتی
رکن پاکستان سُنی رائٹرز گلڈ
حیدرآباد

تقدیم

از:- ڈاکٹر محمد مسعود احمد

پیش نظر کتاب نہایت ہی حیرت انگیز اور سبق آموز ہے۔ اس کو پڑھ کر کچھ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہم صفحۂ روزگار پر نقش عبرت ہیں یا منزل قیامت کے سنگ میل ہیں۔ حیف

ع کس لیے آئے تھے ہم، کیا کر چلے

فاضل مصنف ابی الفیض احمد بن محمد الصدیق الغماری الحسنی مدظلہ العالی صحیح العقیدہ سُنی مسلمان اور درد مند انسان ہیں، ان کے عقیدے کی پختگی اور درد مندی و دل سوزی کا اندازہ ان حقائق سے ہوتا ہے جو اس کتاب میں ضمناً کہیں کہیں بیان کئے گئے ہیں فاضل موصوف صاحب تصنیف بزرگ ہیں، ان کی تصانیف کی تعداد دس سے متجاوز ہے۔

پیش نظر کتاب کا موضوع امورِ غیبیہ کے متعلق سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکتشافات واطلاعات ہیں — ان اکتشافات کا تعلق ظاہر سے نہیں، باطن سے ہے — عقل سے نہیں عشق سے ہے — وہ عشق کہ سراپا حضور ہے — وہ عشق کہ "پنہاں جواب" ہے — وہ عشق کہ "سراپا یقین" ہے — وہ عشق کہ "ام الکتاب" ہے۔

انسان جتنا بلند ہوتا ہے، نظر اتنی ہی وسیع ہوتی چلی جاتی ہے — فضاؤں میں سفر کرنے والوں پر یہ راز کھل چکا ہے — چاند پر قدم رکھنے والوں نے اس دنیا کو ایک طباق کی شکل میں مشاہدہ کیا — اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک، ماشق صادق نے صدیوں پہلے کائنات کو رائی کے دانے کی طرح ملاحظہ فرمایا۔ ؎

نظرت الی بلاد اللہ جمعا
کخردلة علی حکم اتصال

تو پھر اس کی بلندیوں کا کیا عالم ہوگا جس کو خود نظر دینے والا بلند کرے — ورفعنا لک ذکرک (انشراح: ۴) — اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کردیا۔ — ذکر جبھی بلند ہوتا ہے جب انسان خود بلند ہوتا ہے اور جب بلند نہ ہو بلکہ خود بلند کیا جائے تو پھر کیوں نہ زمین و آسمان کی ہر شے اور ہر حادثہ اس کی نگاہوں کے سامنے نگینے کی طرح چمکنے لگے؟ — جس طرح گھروں میں بیٹھے والے فضائی مسافروں کی نظر تک نہیں پہنچ سکتے اور جس طرح جاہل وان پڑھ، پڑھے لکھوں کی آنکھ نہیں لا سکتے — اسی طرح پڑھے لکھے ان کی نگاہ نہیں پا سکتے جو فیض سخاوی سے براہ راست مستفیض ہوئے ہیں — مگر افسوس محروم الٹی سیدھی دلیلوں سے اپنی محرومی کا حال چھپاتے ہیں اور اس طرح اپنے قلب و نظر کو بھی رسوا کرتے ہیں۔

ذرا غور تو کیجئے ایک عام سیاست دان اور سربراہِ مملکت کی قدر و منزلت اس علمیت اور بصیرت کی وجہ سے ہوتی ہے جو وہ عالمی حالات اور تاریخی حادثات کی روشنی میں حاصل کرتا ہے اور جس کے طفیل وہ اپنے زمانے سے چالیس پچاس برس آگے دیکھنے لگتا ہے اور اکثر ایسے صاحب بصیرت کا کہا سچ ثابت ہوتا ہے — لیکن جس انسان نے بظاہر عالمی حالات اور تاریخی حوادث کا مطالعہ نہ کیا ہو — دُور دراز کے سفر بھی نہ کیے ہوں — دنیا کے امیروں اور بادشاہوں سے بھی نہ ملا ہو — لکھا پڑھا بھی نہ ہو — پھر اس کو رہبر عالم بنا کر پیش کیا جائے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا جائے کہ یہ کچھ نہیں جانتا — اس کو ذرا بصیرت نہیں ہے — "یہ لکیر کا فقیر ہے"، معاذ اللہ — تو بتائیے اس کی طرف کون متوجہ ہوگا اور کیسے اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کرے گا؟ — ہاں جب آپ یہ کہیں گے کہ بیشک اس نے تاریخ عالم کا مطالعہ نہیں کیا — اس نے دنیا نہیں دیکھی — لکھا پڑھا بھی نہیں — لیکن وہ کچھ بتا رہا ہے جو کسی دوسرے نے نہیں بتایا — وہ کچھ دکھا رہا ہے، جو کسی دوسرے نے نہ دکھایا — وہ کچھ سنا رہا ہے، جو کسی دوسرے نے نہ سنایا — بلاشبہ اب، لوگ اس کی طرف دوڑ پڑیں گے — اس کو اپنا رہبر و پیشوا تسلیم کریں گے۔

تو آیئے، دیکھئے خالق عالم اُس رہبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے؟ —

ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون (البقرہ: ۱۵۱) — (اے دُنیا والو! ہمارا محبوب) "تم کو وہ کچھ بتا رہا ہے کہ اس سے پہلے تمہیں اس کی خبر بھی نہ تھی" — ایک جگہ یوں فرماتا ہے — علمو

بالقلم علم الانسان مالم یعلم (علق: ۴ و ۵) "قلم سے سکھایا، انسان کو سکھایا، وہ کچھ سکھایا کہ نہ جانتا تھا" ——— اب ذرا اقبال کے اس شعر کو پڑھیے جو نیا شباب لے کر سامنے آرہا ہے۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

کچھ امور غیبیہ کی "اطلاع" دی جاتی ہے اور کس شان سے؟ ——— ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبي من رسلہ من یشآء (آل عمران: ۱۷۹) ——— "اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ عام لوگو! تمہیں علم غیب دے دے، ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے"۔

اور کچھ امور غیبیہ سے خود پردے رکھائے جاتے ہیں ——— عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول (جن: ۲۶) ——— "غیب جاننے والا ہے، اپنا راز کسی پر نہیں کھولتا مگر رسولوں میں سے جس پر چاہے کھول دیتا ہے" ——— ذرا غور تو کیجئے جب وہ پردہ دار خود نقاب الٹ دے تو حسن عالم سوز کا کیا عالم ہوگا! ——— اللہ اللہ ——— تلک من انبآء الغیب نوحیھا الیک (ھود: ۴۹) ——— "یہ غیب کی خبریں ہیں (بس اے حبیب) تمہیں کو بتاتے ہیں ——— اللہ اکبر ——— دامن بھر دیا ——— قاسم بنا دیا ——— اور اعلان فرمایا ——— وما ھو علی الغیب بضنین (تکویر: ۲۴) ——— "یہ دل کھول کر غیب کی خبریں بتاتے ہیں"، دل تنگ نہیں، پوچھ لو جس کو پوچھنا ہے! ——— ہاں بخیل وہی ہوتا ہے جو ہوتے ہوئے بھی خرچ نہیں کرتا ——— اس کو کون بخیل کہتا ہے جس کے پاس دمڑی بھی نہ ہو؟ ——— آیت کے تیور بتا رہے ہیں کہ صلائے عام ہے، دینے والا سخی ہے' اس کے فرق اقدس پر تاج علوم 'ماکان وما یکون' رکھ دیا گیا ہے ——— اس کو غنی بنا دیا گیا ہے ——— دیکھیے آیت ووجدک عآئلا فاغنیٰ (ضحیٰ: ۸) ——— "تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا" ——— ایک نئے معنی ومفہوم کے ساتھ اپنے رخ سے گھونگھٹ اٹھا رہی ہے

مگر اس نے تو بخل نہ کیا ——— محروموں نے لینے میں بخل کیا ——— اپنا دامن کھینچ لیا ——— ایک شور مچایا اور زمین سر پر اٹھائی ——— "غنی کے پاس تو کچھ بھی نہیں" ——— "غنی کے پاس تو کچھ بھی نہیں" جنون دیوانگی نے یہاں تک رسائی کی تار دامن بھی باقی نہ رہا ——— لیں تو کس طرح لیں؟ ———

اللہ اللہ محرومی ہی محرومی ہے! ——— اور یہ دیوانگی اب تک نہ گئی اور یہ داغ محرومی اب تک نہ دھویا ———

جرأت رندانہ تو دیکھیے کہ عالمی سطح پر وہ گل کھلایا کہ عقل دنگ ہے ——— چند روز کی بات ہے، غالباً ۴ اپریل ۱۹۷۶ء کو اسلامی عالمی میلہ میں رائل البرٹ ہال، لندن میں ایک مجلس مذاکرہ میں پاکستان کے ایک مشہور عالم کا مقالہ پڑھا گیا ——— دروغ برگردن اخبار جنگ (۷ اپریل ۷۶ء) ——— سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس مقالے میں کہا گیا ہے۔

"نہ ہی وہ 'نامعلوم علم' کا دعوے رکھتے تھے"

جب قرآن کہتا ہے کہ ہم نے "نامعلوم" علم دیا تو جھٹلانے والے کیوں جھٹلائیں؟ ———

دیکھو یعقوب علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں ——— وانی اعلم من اللہ ما لا تعلمون (یوسف: ۸۶) ——— "مجھے اللہ کی طرف سے وہ کچھ معلوم ہے جو تم نہیں جانتے" ——— اور خود اللہ گواہی دے رہا ہے اور جو کچھ کہا گیا اس کی تصدیق فرما رہا ہے ——— وانہ لذو علم لما علمنٰہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون (یوسف: ۶۸) ——— "بے شک وہ ہمارے سکھائے سے صاحب علم ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے" ———

اللہ اکبر، وہ عالم الغیب، بے خبروں کا حال بھی خود بیان فرما رہا ہے ——— ہاں یہ وہ 'نامعلوم علم' ہے جس کو سامنے لایا گیا تو ہزاروں کی آنکھیں کھل گئیں اور لاکھوں گرویدہ و وارفتہ ہو گئے ——— اور یہی وہ 'نامعلوم' ہے جس کو آج بھی سامنے لایا گیا تو ہزاروں لاکھوں مشرف باسلام ہو سکتے ہیں ——— رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو عام انسان کے روپ میں پیش کرنا پہلے اتنا خطرناک نہ تھا جتنا آج خطرناک ہے ——— دیکھیے اس کے رسول خود کہہ رہے ہیں ——— ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشآء من عبادہ (ابراہیم: ۱۱) ——— "ہم ہیں تو بظاہر تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے" ——— تو بھلا محبوب اور مردود یکساں کیسے ہو سکتے ہیں؟ ———

الماس اور پتھر فطرتاً ایک ہوتے ہوئے بھی ایک نہیں ——— یہ تو برگزیدگان الٰہی ہیں ——— ان کا تو پوچھنا ہی کیا! ——— لیکن پھر بھی تم یہ کہتے ہو کہ وہ عام انسان تھا اور وہ 'نامعلوم علم' نہ رکھتا تھا تو جو کچھ ہم سن رہے ہیں ——— پھر یہ کیا ہے؟ دیکھیے کس شان اور یقین کے ساتھ اعلان فرما رہا ہے۔

"قیام قیامت سے قبل ان امور عظیمہ کو دیکھ لوگے
جو کبھی نہ دیکھے اور نہ سوچے" (الفتن)

یہی نہیں بلکہ مستقبل میں پیش آنے والے ان امور عظیمہ کو ایک ایک کر کے بیان فرما رہا ہے ———

تو ذرا بتا ؤ تو سہی ان باتوں کی خبریں دینے والا کس جہاں سے خبریں لا رہا ہے؟ ــــ اور کس جہاں کی خبر دے رہا ہے ــــ ایک خبر نہیں ــــ اور ایک طرح کی خبریں نہیں ــــ طرح طرح کی خبریں ــــ مذہبی واخلاقی ــــ تعلیمی و تدریسی ــــ تہذیبی ومعاشرتی ــــ سائنسی وتکنیکی ــــ تجارتی واقتصادی ــــ معدنیاتی وزراعتی ــــ سیاسی وملکی ــــ طبی ومعالجاتی ــــ خبریں ہی خبریں ــــ آیئے ذرا اس 'غیبی خبرنامہ' کو ایک نظر ملاحظہ کیجئے ــــ پھر بتایئے کہ یہ خبریں دینے والا 'نامعلوم' کا علم رکھتا ہے یا نہیں؟

قد جاءکم بصائر من ربکم ج فمن ابصر فلنفسہ ج ومن عمی فعلیہا وما انا علیکم بحفیظ ہ (انعام: ۱۰۵)

تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آگئیں تو جس نے دیکھا اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے بُرے کو، اور میں تم پر نگہبان نہیں۔

مذہبی واخلاقی

(۱) مساجد کو راستہ بنا لیا جائے گا (۲) قاریوں کی کثرت ہوگی، حشرات الارض کی طرح پائے جائیں گے (۳) علماء وفقہاء کی قلت ہوگی (۴) شریر فقہاء ہوں گے (۵) متقی مفتی ایسا عنقا ہو جائے گا کہ موٹا تازہ انسان ڈھونڈتے ڈھونڈتے دُبلا ہو جائے گا مگر پھر بھی نہ پائے گا (۶) ہزاروں نماز پڑھیں گے مگر ایک بھی مسلمان نہ ہوگا (۷) قرآن کریم کو عار سمجھا جائے گا (۸) اسلام کے کام ایسے لوگ کریں گے جو خود مسلمان نہ ہوں گے (چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مغربی قومیں قرآن وحدیث، تاریخ وسیر وغیرہ پر بہت مفید کام کر رہی ہیں اور ایسے لوگ دین کے کام کر رہے ہیں جو بظاہر بے دین معلوم ہوتے ہیں۔)

(۱) صرف جان پہچان والے سے علیک سلیک ہوگی (۲) بے حیائی، بدزبانی عام ہوگی (۳) بُرے ہمسایہ ہوں گے (۴) رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی (۵) عورتیں باغی ہو جائیں گی اور مرد نیکی کا راستہ چھوڑ دیں گے (۶) چھوٹوں کی خوب دیکھ بھال ہوگی اور بزرگوں کو نظرانداز کر دیا جائے گا (ترقی یافتہ ممالک میں بوڑھے والدین کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے، حکومت ان کی خبرگیری کرتی ہے۔ ان کی اپنی اولاد پوچھتی تک نہیں) (۷) زناکاری سے شرم نہ رہے گی (ترقی یافتہ ممالک میں یہ عام ہے، سب کے سامنے کوئی حیا نہیں) (۸) اوباش لوگ چلتی عورت سے چھیڑ چھاڑ کریں گے، چھیڑنے والا نہ کا تو اس کے ساتھ

اس کے سارے ساتھی ہنسیں گے (بڑے شہروں میں یہ وبا عام ہے، آج ہم خود دیکھ رہے ہیں) (۹) عورتیں بزرگوں اور بوڑھوں کو جھڑکیں گی (مغرب ومشرق میں یہ وبا عام ہے) (۱۰) سچا دوست اور مال حلال عنقا ہو جائے گا۔

تعلیمی و تدریسی

(۱) علم عام ہوگا، مرد، عورت، بچہ، غلام، آزاد سب پڑھیں گے۔

تہذیبی ومعاشرتی

(۱) عورتیں ملبوس ہو کر بھی عریاں ہوں گی (۲) سروں پر کوہان نما شئے (یعنی ہیٹ یا اس قسم کی ٹوپی) ہوگی (۳) عورتیں اترا کر چلیں گی (۴) مرد، عورتوں سے مشابہت پیدا کریں گے اور عورت مردوں سے (۵) سروں پر گانے بج رہے ہوں گے (۶) لوگ بازاروں میں اس طرح چلیں گے کہ ان کی رانیں نظر آئیں گی، (یعنی عورتیں اسکرٹ پہنیں گی اور مرد بن کر تنگ پتلونیں وغیرہ) (۷) واڑھیاں صاف کی جائیں گی۔ (۸) خوبصورت چمڑے کے جوتے پہنیں گے اور انہیں خوب چمکائیں گے (۹) مرد زینت کریں گے (۱۰) طرح طرح کے کھانے کھائیں گے، قسم قسم کے شربت پئیں گے، وضع وضع کے کپڑے پہنیں گے اور چکنی چپڑی باتیں کریں گے ــــ یہ امت کے شریر لوگ ہوں گے (اللہ اکبر! جن کو ہم شریف اور ترقی یافتہ سمجھتے ہیں وہی شریر نکلے)

سائنسی وتکنیکی

(۱) کجاووں کی مانند سواریاں ہوں گی (یعنی موٹریں، ٹرک، بسیں وغیرہ) (۲) زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا اور زمین سکڑ جائے گی (یعنی جدید قسم کے ذرائع ابلاغ تار، ٹیلیفون وغیرہ اور ذرائع حمل ونقل موٹر، ریل، جہاز وغیرہ ایجاد ہوں گے جن کی وجہ سے مکان وزماں کے فاصلے کم ہو جائیں گے) (۳) سال مہینہ ہو جائے گا، مہینہ جمعہ، جمعہ ایک دن اور دن ایک ساعت (۴) قلم ظاہر ہوگا (اس ارشاد میں فونٹین پین، پنسل، ٹائپ رائٹر، پرنٹنگ پریس وغیرہ سب ہی آگئے) (۵) جوتے کا تسمہ باتیں کرے گا اور وہ کچھ سنا دے گا جو اس کے پس غیبت گھر میں ہوتا رہا (ٹیپ ریکارڈ اور اسی قسم کے جدید آلات کی طرف صریح اشارہ ہے) (۷) ایک شہر کا تاجر دوسرے شہر کے تاجر سے مشورہ کرے گا (ٹیلیفون کی طرف واضح اشارہ ہے، آج کل اسی کے ذریعہ شہر شہر بلکہ ملک ملک کے تاجر باہمی مشورہ کرتے ہیں)۔

تجارتی و اقتصادی

(۱) تجارت عام ہوگی (۲) دولت کی ریل پیل ہوگی (۳) مرد و عورت مل کر تجارت کریں گے (۴) سود سے کوئی نہ بچے گا، جو بچے گا اس کو غبارِ سود ضرور پہنچے گا (۵) فرات سے سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا (پیٹرول کو 'کالا سونا' کہا جاتا ہے اس کے بے شمار ذخیرے اس علاقے میں نکلے ہیں) (۶) فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا تو لوگ اس کے بارے میں سُن کر ادھر جائیں گے، جس کے قبضے میں یہ ہوگا وہ کہے گا کہ اگر ہم دوسرے لوگوں کو اس کے لینے کی اجازت دیں گے تو وہ سب کا سب لے جائیں گے، اس پر لوگ قتل کئے جائیں گے۔ (تیل کا موجودہ عالمی بحران، شاہ سعود کا قتل اور مختلف اقوام کی اس مسئلے پر باہمی کشمکش اس پر گواہ ہے) (۷) بہت سی کانیں نکلیں گی جن پر صرف کمینوں کا قبضہ ہوگا (چنانچہ زیادہ تر کانیں دشمنانِ خدا و رسول اور غارت گرِ نوعِ انسان کے قبضے میں ہیں)۔

سیاسی و ملکی

(۱) مسلمان مسلمان کو قتل کریں گے، اور بتوں کے پجاریوں کو نظر انداز کریں گے (مسلمان مسلمان کو تو روزِ اوّل سے قتل کر رہے ہیں مگر بت کے پجاریوں والی بات اس وقت سامنے آئی جب تحریکِ آزادیٔ ہند میں بعض مسلمانوں نے مسلمانوں کو چھوڑ کر بت پرستوں سے دوستی کی اور پھر بنگلہ دیش کی تحریک کے موقع پر یہ بھی دیکھ لیا کہ مسلمان نے مسلمان کو قتل کیا[1] اور بت کے پجاریوں کو دعوت بھی دی گئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!) (۲) کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں گے، کچھ قبیلے بتوں کی پوجا شروع کر دیں گے (۳) یہ لوگ اسلام سے ایسے گزر جائیں گے جیسے تیر نشانے سے (پاکستان اور دوسرے اسلامی ملکوں میں جو لوگ قوم پرستی یا صوبہ پرستی اور آثار پرستی کی دعوت دیتے ہیں وہ اسلام سے اسی طرح دُور ہیں جیسے تیر نشانے سے خطا ہو کے دُور جا پڑتا ہے) (۴) جہاد کا بس غل شور ہوگا (چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں عالم اسلام کے اہم معاملات احتجاجوں، ہڑتالوں، قراردادوں کی نذر ہو جاتے ہیں) (۵) خائن کو امین بنایا جائے گا (۶) حاکم بدعمل و بدکردار ہوں گے۔

طبی و معالجاتی

(۱) فحش کاری سے نئی نئی بیماریاں پیدا ہوں گی (۲) لوگ اچانک مریں گے (۳) فالج اور حرکتِ قلب بند ہونا عام ہو جائے گا۔

یہ غیبی خبر نامہ آپ نے ملاحظہ فرمایا؟ ـــــ اور دیکھا کہ کیسی کیسی نامعلوم خبریں ہیں

---

[1] افغانستان کے سربراہ ببرک کارمل بھی اسی زمرہ میں آتے ہیں۔

جو آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور نقشِ عبرت بنے ہوئے ہیں ـــــ ایسی بہت سی آیات و احادیث موجود ہیں جو اس کتاب میں بکھری پڑی ہیں ـــــ آیئے مطالعہ کیجئے اور ایمان و یقین کو تازہ کیجئے۔

یہاں ایک امر کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں، فاضل مصنف نے بعض آیات و احادیث کی ایسی تاویلات کی ہیں جن میں کلام کی گنجائش ہے اور اتفاق کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے ـــــ آیات و احادیث کی اس حد تک تاویل کی جانی چاہیئے جہاں تک وہ اجازت دے اور حقیقت تو یہ ہے کہ کسی تاویل کی بھی ضرورت نہیں ـــــ زمانہ خود بخود آیات و احادیث کو واضح کرتا جا رہا ہے ـــــ زمانہ سے بڑھ کر کون مفسر ہوگا؟ ـــــ لا تسبوا الدھر فانی انا الدھر ـــــ جن آیات کی سابقہ زمانے میں تاویلات کی گئیں اب وہ ملتی جا رہی ہیں اور آیات کے معانی و مفاہیم خود بخود واضح ہوتے جا رہے ہیں، مثلاً قرآن کریم میں عالم حیوانات کے ساتھ عالم نباتات کے لیے بھی فرمایا کہ جوڑے جوڑے پیدا کئے جس کے معنی مفسرین نے کثرت و بہتات کے کیے ہیں لیکن اب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جس طرح عالم حیوانات میں نر و مادہ ہیں اور توالد و تناسل کا سلسلہ ہے ٹھیک اسی طرح عالم نباتات میں بھی نر و مادہ ہیں اور توالد و تناسل کا سلسلہ بھی ـــــ بہرکیف جن استدلالات سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا ان کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) سورہ مرسلات (آیت ۱ تا ۷) سے بمبار اور لڑاکا طیاروں پر استدلال (۲) سورہ انعام (آیت ۶۵) سے بموں پر استدلال (۳) سورہ یونس (آیت ۲۴) سے ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، آبدوزوں میزائلوں نیز جدید شہری زندگی اور عمارات وغیرہ پر استدلال (۴) سورہ تکویر (آیت ۵) سے چڑیا گھر پر استدلال اور اسی صورت کی (آیت ۳) سے پہاڑی سڑکوں پر استدلال (۵) حدیث پاک کے الفاظ صورت المساجد سے فوٹوگرافی اور کیمروں پر استدلال۔

لیکن اتنی اہم تصنیف میں چند باتوں سے اختلاف سے اس کی اہمیت کم نہیں ہوتی وہ ہر حال میں قابلِ قدر و منزلت ہے اور فاضل مصنف لائق مبارک باد ہیں کہ انہوں نے حقائق کو یکجا کر کے آنکھیں کھول دی ہیں، بکھرے موتیوں سے ایسی مالا بنائی ہے جو ایمان و یقین کے گلے میں خوب سجتی ہے۔

ع کرم کردی الٰہی زندہ باشی!

فاضل مصنف کے ساتھ ساتھ فاضل مترجم مولانا غلام محی الدین احمد میاں برکاتی زید مجدہٗ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک اردو داں طبقے کو اتنی اچھی اور مفید کتاب سے متعارف کرایا، دل کو تازگی اور روح کو زندگی بخشی —— فاضل مترجم نوجوان عالم ہیں، نہایت متواضع، مہذب اور مؤدب گویا ظاہری اور باطنی خوبیوں سے مالامال ہیں ان کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب برکاتی مدظلہ العالی سندھ کے ممتاز عالم دین ہیں اور دار العلوم احسن البرکات (حیدر آباد سندھ) کے صدر المدرسین۔

ع۔ رحمت حق بہانہ می جوید —— فاضل مترجم کو ایک افغان تاجر کے پاس اس کتاب کا عربی متن "مطابقة الاختراعات العصرية لما اخبر به سيد البرية"، کا چوتھا ایڈیشن (مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۹ء) دستیاب ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ترجمہ کی بات ان کے دل میں القا کی اور بفضلہ تعالیٰ سعیٔ بلیغ کے بعد یہ کام مکمل ہوگیا—— ترجمہ کی مشکلات کو سامنے رکھا جائے تو اس ترجمہ کو بلاشبہ ایک کامیاب ترجمہ کہہ سکتے ہیں۔ ترجمہ کرنا حقیقت میں ایک جسم سے روح نکال کر دوسرے جسم میں ڈالنا ہے، کامیاب ترجمہ بجائے خود ایک تخلیق ہے بلکہ بعض حالات میں اس سے بھی بڑھ کر کیونکہ ترجمہ کرتے وقت فکر انسانی پابند ہوتی ہے برخلاف تصنیف کے کہ وہاں مکمل آزادی ہوتی ہے البتہ تصنیف میں تبحر اور نظر کی ضرورت ہوتی ہے اور ترجمہ میں زبان پر عبور اور مہارت سے کام چل جاتا ہے۔

فی الحقیقت یہ کتاب ایک زندہ معجزہ ہے جو اس صدی میں ظاہر ہوا ہے، پہلے بھی ظاہر ہو سکتا تھا لیکن معجزات کی صفت خاص یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس معجزۂ علم غیب سے ہزاروں بھٹکے ہوئے راہ پائیں گے اور لاکھوں بیمار شفایاب ہوں گے۔ یہ کتاب بالخصوص اُن جوانوں کے لیے تریاق و اکسیر ہے جن کے قلب و نظر کو تہذیب جدید نے ڈسا ہے اور ان بزرگوں کے لیے بھی جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اب تک ایمان کی لذت سے محروم ہیں۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ مقبول فرمائے، ہم سب کو ہدایت بخشے اور فاضل مترجم زید مجدہٗ کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

محمد مسعود احمد پرنسپل گورنمنٹ کالج مٹھی
(ضلع تھرپارکر، سندھ)

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ
مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۷۶ء

تاثرات

ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی میں زیر نظر کتاب کا ترجمہ مئی ۱۹۷۲ء سے دسمبر ۱۹۷۴ء تک وقتاً فوقتاً سولہ اقساط میں شائع ہوا ہے۔ ذیل میں چند قارئین کے چند تاثرات پیش کیے جارہے ہیں۔

جناب مولانا عبدالوہاب۔ لاڑکانہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ ترجمان کا اس پُرفتن دور میں امتیازی شان سے جاری رہنا تعجب سے خالی نہیں ہے۔ احمد میاں صاحب برکاتی کا مضمون "اسلام اور عصری ایجادات" قابل صد تحسین ہے [1]

حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق رضوی، مدیر رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

آپ کا مضمون "اسلام اور عصری ایجادات" بہت اہم اور دوہری حیثیت کا حامل ہے، ایک تو علم غیب حریف کا مظاہرہ اور دوسرے موجودہ بے راہروی میں قوم کو انتباہ! اس مضمون کو جلد مکمل فرما کر کتابی صورت میں شائع فرمائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت مفید و بہتر ہوگا [2]

---

[1] ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی اگست ستمبر ۱۹۷۳ء۔

حافظ محمد رمضان خاں برکاتی۔ ایم اے، کراچی

آپ کی کتاب "اسلام اور عصری ایجادات" پڑھ کر دل و دماغ روشن ہوا اور دماغ روشن ہوا۔ اس کتاب سے بالخصوص ہم نوجوانوں کو بہت سی باتیں معلوم ہوئیں اور بہت سے ذہنوں کی گرہیں کھل گئیں [1]

جناب علی محسن صدیقی، استاد شعبۂ تاریخ اسلامی، کراچی یونیورسٹی۔

میں آپ سے شخصی طور پر واقف نہیں ہوں، مگر آپ کے ایک ترجمہ کو پڑھ کر آپ سے متاثر ضرور ہوا ہوں۔ وہ ترجمہ آپ نے "اسلام اور عصری ایجادات" کے عنوان سے شائع فرمایا ہے، موضوع کی ندرت کے پیش نظر اسے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا [2]

محمد منیر قریشی، مدیر مجلہ اخبار سائنس، لاہور

کتاب "اسلام اور عصری ایجادات" حاصل ہوئی، موضوع نہایت ہی اعلیٰ ہے کتاب میں مترجم نے واقعی محنت کی ہے اور اپنی خاندانی روایت کے مطابق خدمت سرانجام دی ہے [3]

جناب علیم الدین احمد، پیر کالونی، کراچی

کتاب "اسلام اور عصری ایجادات" پڑھی، نہایت خوب کتاب ہے مولف نے زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے اور تقریباً ہر سائنسی ایجاد کے بارے میں تحریر کیا ہے [4]

حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب زید لطفہٗ
مدیر رضائے مصطفیٰ۔ گوجرانوالہ

آپ کا مضمون "اسلام اور عصری ایجادات" بہت اہم اور دوہری حیثیت کا حامل ہے، ایک تو علم غیب شریف کا مظاہرہ اور دوسری موجودہ بے راہروی میں قوم کو انتباہ! لہٰذا اس مضمون کو جلد مکمل فرما کر کتابی صورت میں بڑے اچھے انداز میں شائع فرمائیں تو انشاء المولیٰ تعالیٰ بہت مفید و بہتر ہوگا [5]

★★★

[1] خط بنام مترجم ۲۶ ستمبر ۱۹۸۰ء [2] خط بنام مترجم ۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء
[3] خط بنام ناشر حامد اینڈ کمپنی ۲۰ نومبر ۱۹۸۰ء [4] خط بنام مترجم ۲۰ اپریل ۱۹۸۱ء
[5] خط بنام راقم الحروف ۶ ذوالقعدہ ۱۳۹۴ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

علمِ غیب نبی اکرم

ساری تعریف اللہ کے لیے ہے جیسی اس کے بلند مرتبہ کے لائق ہے۔ اور رحمت نازل ہو ہمارے سردار حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے اہلبیت اور صحابہ پر۔ اما بعد بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب، اور اللہ تعالیٰ کا آپ کو خبر کرنا جو کچھ ہو چکا اور جو قیامت تک ہوگا اور اس کی خبر کہ دونوں فریق جنت یا دوزخ کے منازل میں سے اپنی اپنی منزل میں چلے جائیں گے بلکہ اس کے مابعد زمانہ کی بھی جس کی کوئی انتہا نہیں ہے، اہل علم اور ایمان والوں کے لیے بالکل واضح ہے۔ سمجھ بوجھ اور عقل والوں کے لیے بالکل قطعی ہے کوئی بھی سمجھدار انسان آپ کے علم غیب میں اختلاف نہیں کر سکتے اور کوئی بھی دو ذکی اس میں شک نہیں کر سکتے، اس لیے کہ دلائل اور براہین اس قدر کثیر وارد ہوئے ہیں جتنی ضرورت تھی۔ علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہی کافی ہے: عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول [1] (غیب کا جاننے والا، تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے) اسی کے ساتھ ساتھ اس بات پر پختہ اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ رسولوں میں سے افضل ترین رسول اور تمام رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس معاملہ میں کسی کو کوئی نزاع اور کلام نہیں ہے۔ لہٰذا ان لوگوں میں بھی حضور علیہ السلام ہی افضل ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اپنا غیب ظاہر فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی خبر دی اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر چیز سے مطلع کیا، ہر شے کا علم دیا اور ہر چیز کو اچھی طرح ظاہر فرما دیا۔ حتیٰ کہ ہر چیز آپ کو بخوبی معلوم ہوگئی چنانچہ جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان تھا اور جو کچھ ہو چکا اور ہونے والا ہے وہ سب آپ نے جان لیا۔

[1] پ ۲۹ آیت ۲۶، ۲۷ سورہ الجن۔

اس کے علاوہ اور وہ تمام چیزیں جن کے بارے میں آپ کی پیشگوئی درست ثابت ہوئی احادیث اور آثارِ متواتر وارد ہوئے اور واقعات نے جن کی تائید کی، آنکھوں نے جن کی تصدیق کی، غرضیکہ زمانہ کی کروٹیں، صدیوں اور سالوں کا گزر جانا اور جس کے بارے میں نبی اکرم نے فرمایا کہ یہ میرے بعد ہوگا، سب کچھ حضور کے فرمان کے موافق اور آپ کی پیش گوئی کے مطابق واقع ہوا۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے صحابہ کو اُس ہر چیز کی خبر دی۔ جو آپ کے بعد ہونے والی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے ایسا ہی منقول ہے اس جماعت میں حضرت عمر بن خطاب، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت ابوزید انصاری حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حضرت طارق بن شہاب سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔

قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه و نسيه من نسيه [1]

ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے تو آپ نے ہمیں مخلوق کی پیدائش کی خبر دی یہاں تک کہ جنتی اپنے مقام پر اور دوزخی اپنے ٹھکانوں میں پہنچ گئے۔ جس نے اسے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

لقد خطبنا النبى صلى الله عليه وسلم خطبة ما ترك فيها شيأ الى قيام الساعة الا ذكره، علمه من علمه وجهله من جهله [2] (الحديث)

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور اس میں قیامت تک ہونے والی کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی کہ جس کا ذکر نہ فرمایا ہو، جس نے اسے جانا اس نے جانا اور جو بے خبر رہا وہ بے خبر رہا۔

[1] بخاری صـ۲۵۳ ج ۱

آپ فرماتے ہیں:-

مَیں ان میں سے کسی چیز کو دیکھوں کہ جس کو مَیں بھول گیا ہوں اور وہ پھر مجھے دکھائی دے تو اس چیز کو ایسے ہی یاد کر سکتا ہوں جیسے کہ کوئی شخص کسی کا چہرہ بہت دن غائب رہنے کے بعد دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے [ع] [2]

ابوداؤد نے اسے حضرت حذیفہ سے ایک اور طریقہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں:- کہ خدا کی قسم مَیں نہیں جانتا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے یا بھلا دیئے گئے۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی قائد فتنہ نہ چھوڑا، جن کی تعداد تین سو سے زائد ہے یہاں تک دنیا ختم ہو گئی مگر یہ کہ ہمیں اس کا، اس کے باپ کا، اس کے قبیلہ کا نام بتا دیا [3] - اور احمد اور مسلم نے حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی پھر آپ منبر مبارک پر تشریف فرما ہوئے اور تقریر فرمائی یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا آپ نیچے اترے نماز ظہر پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف لے گئے حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا پھر آپ اترے عصر پڑھائی، اور پھر منبر پر تشریف لے گئے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو کچھ ہو چکا اور آئندہ ہونے والا ہے سب کی خبر دی۔ جو ہم میں زیادہ عالم ہے وہی زیادہ یاد رکھنے والا ہے [4] احمد، ترمذی اور حاکم نے اپنی صحیح میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک روز عصر کی نماز پڑھائی آپ نے عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک خطبہ دیا، جس نے اسے یاد رکھا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا وہ بھول گیا آپ نے اس خطبہ میں ہر اس چیز کی خبر دی جو قیامت تک ہونے والی ہے [5] اور احمد نے اپنی مسند میں بیان کیا۔ حدثنا مکی بن ابراهيم ثنا هاشم بن هاشم

[1] مسلم صـ۳۹۰ ج ۲، ابوداؤد صـ۱۲۶ ج ۲

[2] مسلم صـ۳۹۰ ج ۲، ابوداؤد صـ۱۲۶ ج ۲

[3] ابوداؤد صـ۱۲۶ ج ۲

[4] مسلم صـ۳۹۰ ج ۲

[5] ترمذی صـ۳۱۹

[ع] یعنی اگر مَیں کوئی چیز دیکھوں تو بتا سکتا ہوں کہ اسی کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ مترجم

ثنا عمرو بن ابراھیم ثنا محمد بن کعب القرظی ثنا مغیرہ بن شعبہ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے اور جو کچھ آپ کی امت میں قیامت تک ہونے والا ہے اس کے بارے میں ہمیں بتایا جو اسے محفوظ رکھ سکا اس نے محفوظ رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا [1]

★

[1] مسند امام احمد صـ ۲۵۴ الجزء الرابع

وجہ تالیف

اسی لیے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیشک ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں چھوڑا کہ کوئی پرندہ اپنے بازوؤں سے آسمان میں نہیں اڑتا جس کے بارے میں آپ نے ہم سے ذکر نہ کیا ہو۔ اسے احمد نے اور ابن سعد نے طبقات میں روایت کیا [1] اسی طرح حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں فرمایا جسے ابویعلیٰ نے اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

مقصد یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ہر اس چیز کے بارے میں بتایا جو آپ کے بعد ہونے والی تھی اور جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع کر دیا۔ پھر آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کے متعلق بیان فرمایا۔ اور ہر اس خبر کا مصداق جس کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہوگا آج تک ظاہر ہوتا چلا آرہا ہے۔ جو کچھ ماضی میں ظاہر ہوا اُسے تو ان لوگوں نے واضح کیا جنہوں نے آپ کی سیرت میں، فضائل میں، معجزات میں اور خصائص میں کتابیں تالیف کیں اور اسے بیان کیا اس کی تشریح، تعیین اور تحقیق کی لیکن آج ہمارے زمانہ میں جو انقلابات، تغیر احوال، فساد اخلاق اور تبدیلیاں ہو رہی ہیں اور جو امور عظیمہ، حوادث اور نت نئی ایجادات ہو رہی ہیں، مَیں نے کوئی ایسا شخص نہ دیکھا جو انہیں جمع کرنے کی کوشش میں ہو اور ان نئے واقعات کے بارے میں صاف صاف آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو اشارات ہیں انہیں واضح کرے اگرچہ ان چیزوں کے بارے میں ان کتابوں میں بھی بہت کچھ مذکور ہے جن میں قیامت کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں لیکن وہ اتنی پیچیدہ ہیں کہ عام لوگ ان میں اور موجودہ زمانہ کی اشیاء عجیبہ میں مطابقت نہیں کر سکتے اور نہ ان آیتوں میں جو ارشادات ہیں ان میں کوئی مطابقت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تو ان چیزوں کے بارے میں صراحۃً بیان فرما دیا اور کبھی تشبیہ، تمثیل اور اشارہ پر اکتفا کیا۔ جیسا بھی مقام ہوا۔ اور اسے ہر زمانہ کے لوگ سمجھتے رہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت جامع اور مختصر کلام فرماتے تھے اسی

[1] مسند امام احمد صـ ۱۵۳ الجزء الخامس

لیے علمار نے ان احادیث کی تشریح میں غور وخوض کیا اور جیسا بھی ان کی عقلوں نے پایا اور ان کی سمجھ میں آیا انہوں نے اس کی تشریح کی۔ ہر زمانہ کے لوگوں نے اپنے زمانہ میں پائی جانے والی چیزوں پر، ان احادیث کو محمول کیا اور جو کچھ بھی ان کے دَور میں حادثات، تغیرات اور مختلف احوال ہوتے رہے ان علمار نے ان میں مطابقت کی۔ اگرچہ وہ بھی صحیح ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حالات وہ ہیں جو ہمارے اس زمانہ میں پائے جا رہے ہیں گویا کہ پچھلے علمار کو پھر بھی کچھ نہ کچھ تاویل کرنا پڑتی تھی لیکن اس زمانہ کے حالات و واقعات یہ بتاتے ہیں کہ احادیث میں موجودہ اشیار کا صاف صاف ذکر ہے۔

اس کتاب میں میں ان احادیث کریمہ کا تذکرہ کر رہا ہوں کہ جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ زمانے کے حالات، لوگ اور نت نئے ایجادات کے بارے میں اشارہ فرمایا ہے۔ جہاں تک میرا علم ہے اور میرے ادراک و فہم نے اسے پایا میں پیش کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کسی اور کو بھی یہ توفیق دے کہ اس سے بھی زیادہ وضاحت کر سکے اور اس کی تشریح کر سکے۔ میں نے اس کتاب کا نام "مطابقة الاختراعات العصریة لما اخبر بہ سید البریة" رکھا۔ (زمانہ کی ایجادات کی مطابقت سرورِ دوعالم کے اقوال سے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث شریف ہے جس میں آپ نے ان تمام عجیب ایجادات کے بارے میں جو اس زمانہ میں ہوئی ہیں، یا جو ہو چکیں، یا جو کچھ آئندہ ہوش ربا قسم کی چیزیں ہونے والی ہیں، ارشاد فرمایا۔

لاتقوم الساعة حتی تروا	قیامت قائم ہونے سے قبل تم ان
اموراً عظاماً لم تکونوا	امورِ عظیمہ کو دیکھ لوگے جنہیں تم نے نہ
ترونها ولا تحدثون	کبھی دیکھا ہے اور نہ تم نے ان کے
بها انفسکم[1]	بارے میں سوچا۔

اس حدیث کو سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ سے نعیم بن حماد نے اپنی مشہور و معروف کتاب "الفتن" میں روایت کیا ہے۔ امام احمد ، بزار اور طبرانی نے بھی کبیر میں طویل طریقہ پر

[1] الفتن

اسے روایت کیا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے علاوہ کوئی حدیث اس موضوع پر مروی نہیں ہے۔ لیکن یہ حدیث جامع ہے۔ اس میں ہر وہ عظیم چیز آگئی جو ظاہر ہو چکی ہے یا ظاہر ہوگی، ایسی نئی نئی ایجادات جو پہلے نہ کسی نے دیکھیں اور نہ سنیں بلکہ ان میں اکثر وہ ہیں جو عادتاً محال تھیں مثلاً ہوائی جہاز جیسا کہ آج کل پایا جاتا ہے۔ پانی کی تہہ میں آبدوزوں میں سفر، دور دور کے شہروں میں ہوتے ہوئے لوگوں کا آپس میں بات چیت کرنا، مغرب میں رہنے والے کی آواز کو مشرق والے کا سننا اور بالعکس، تصویروں کا مع آواز کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا، شہروں میں روشنی ہونا خواہ کتنے ہی بڑے اور وسیع ہوں کہ یہ روشنی دور دور سے اور مختلف شہروں سے پہنچتی ہے۔ اس روشنی کا پانی سے پیدا ہونا جو کہ آگ کی ضد ہے جبکہ بجلی آگ کا کام بھی کرتی ہے اس کے علاوہ بے شمار چیزیں جو عجیب و غریب اور حیران کن ہیں۔ آج سے سو سال پہلے ان چیزوں کا تصور بھی محال تھا لیکن یہ تمام اشیار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک میں داخل ہیں کہ حتی تروا الامور العظام التی لم تکونوا ترونها۔ تو یہ آپ کا ایک جامع کلام اور معجزہ مبارکہ ہے۔

جب یہ واقعات عظیمہ ظاہر ہوئے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا تو بہت سے اہل علم مشرق و مغرب میں یہ پوچھنے لگے کہ کیا ان عجائبات عالم کے بارے میں احادیث نبویہ میں کوئی اشارہ موجود ہے؟ مجھ سے بھی حجاز، مصر اور مراکش کے علمار نے یہ ہی سوال کیا اور ان کا یہ سوال کرنا بھی اسی قبیل سے ہے جس کے بارے میں نبی کریم نے خبر دی۔ (روی البزار والطبرانی فی الکبیر من حدیث سمرة) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یستروں قبل ان تقوم الساعة اشیاء۔ قیامت قائم ہونے سے پہلے تم ایسی چیزیں دیکھوگے

ستنکرونها عظاما تقولون	کہ جن کا تم انکار کر دوگے اور کہوگے
هل کنا حدثنا بهذا فاذا	کہ کیا اس کے بارے میں کچھ ہم سے
رأیتم ذالک فاذکروا	بیان کیا گیا ہے؟ جب تم یہ دیکھو
الله تعالیٰ واعلموا انها	تو اللہ کا ذکر کرو اور جان لو کہ یہ ہی
اوائل الساعة۔	قیامت کی ابتدا ہے۔

امام احمد نے اپنی مسند میں اور صراحت سے اس حدیث کو ذکر کیا وہ فرماتے ہیں :-

حدثنا ابو کامل حدثنا زهير حدثنا الاسود بن قيس ثنا ثعلبة بن عباد العبدی من اهل بصرة عن سمرة بن جندب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں جس میں کہ دجال کے وصف بیان فرمائے' یہ بھی فرمایا کہ :-

ولن يكون ذالك حتى ترو ا امورا يتفاقم شانها فی نفوسكم وتساءلون بينكم هل كان نبيكم ذكر لكم منها ذكراً [1]

اور ایسا اس وقت ہوگا ، کہ تم ایسے امور دیکھو گے جن کی قدر تمہارے نزدیک بہت ہوگی اور تم آپس میں یہ سوال کروگے کہ کیا نبی اکرم نے ان کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا ہے ۔ (الحدیث)

بخدا اسی طرح لوگ مجھ سے مختلف مجالس میں سوالات کیا کرتے تھے اور یہ کہا جاتا تھا کہ کیا ان عجائبات زمانہ کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ارشاد فرمایا ہے ؟ یا کسی حدیث میں کہیں ان چیزوں کی طرف اشارہ ملتا ہے ؟ تو میں اپنے علم کے مطابق انہیں جواب دیتا تھا ۔

ریل گاڑی ، ٹرام اور اس قسم کی دوسری چیزیں

ان واقعات میں سے جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم عنقریب ان کو دیکھیں گے ۔ ریل گاڑی [2] ، ٹرام ، موٹر کار [3] اور اس جیسی دیگر چیزیں ہیں ۔ ان کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ خبر دی ہے اور قرآن کریم و احادیث نبویہ میں

[1] مسند امام احمد ۔ صفحہ ۱۶ الجزء الخامس ۔

[2] ۱۸۱۴ء میں برطانوی باشندے سٹیفن سن نے ایجاد کی ۔

[3] ۱۸۸۶ء میں مسٹر ڈیمرل نے ایجاد کیا ۔

واضح اشارہ بھی وارد ہوا ہے ۔ قرآن پاک کی تین آیتیں پیش کی جاتی ہیں ۔

وآية لهم انا حملنا ذريتهم فی الفلک المشحون ٥ وخلقنا لهم من مثله ما يركبون [1]

اور ان کے لیے ایک نشانی یہ ہے کہ انہیں ان کے بزرگوں کی پیٹھ میں ہم نے (سامان وغیرہ سے بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا ۔ اور ان کے لیے ویسی ہی چیزیں بنا دیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں

یعنی بھری ہوئی کشتی جیسی اور وہ سواریاں بنا دیں جن پر وہ خشکی میں چلتے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ چیز جو اپنے حجم اور زیادہ سامان کے اٹھانے میں بھری ہوئی کشتی کی طرح ہے وہ ریل گاڑی بسیں اور ٹرک وغیرہ ہیں جو کہ بہت سی سواریوں کو مع ان کے سامان کے اٹھاتی ہیں اور ایسے چلتی ہیں گویا کہ بلند اور اونچے پہاڑ گذر رہے ہیں ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سمندر میں چلنے والی کشتیوں کو اونچے اور بلند پہاڑوں سے تشبیہ دی ہے ۔ اسی طرح ریل گاڑی وغیرہ ۔ بلکہ یہ تو ان بھری ہوئی کشتیوں کے زیادہ مشابہ ہیں جو سمندروں میں چلتی ہیں ۔ اس اعتبار سے وہ مفسرین کرام جنہوں نے آیہ کریمہ میں "مثل" کی تفسیر اونٹ سے کی معذور تھے کیوں کہ انہوں نے اپنے زمانے میں کوئی ایسی چیز نہ پائی جو مسافروں اور سامان کو اٹھانے میں کشتی کے کی طرح ہو ۔ لہٰذا وہ مجبور ہوگئے کہ اس آیت کو اونٹ پر محمول کریں ۔ اگرچہ ان کا یہ معنیٰ مراد لینا اب درست معلوم نہیں ہوتا ۔ اس لیے کہ کشتی میں تو بہت سے لوگ مع سامان سوار ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ تجارتی مال اور اسلحہ وغیرہ بھی ہوتا ہے اور یہ بھی اس زمانے کی بات ہے ۔ موجودہ دور میں تو ایک کشتی میں سینکڑوں افراد سفر کرتے ہیں ۔ بحری جہازوں میں ہزاروں افراد اور کئی ٹن مال تجارت بھی ہوتا ہے ۔ پھر ان کے زمانے میں یہ بحری جہاز اور کشتیاں مع اتنے بوجھ کے بھی سمندر میں بہت تیز چلتی تھیں جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔

وله الجوار المنشأت فی البحر كالاعلام [2]

اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں جو اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ ۔

[1] پ ۲۳ سورہ یٰسین آیت ۴۱ ، ۴۲ ۔

[2] پ ۲۷ سورہ الرحمٰن آیت ۲۴ ۔

ادر یہ تمام چیزیں اونٹ کے اوصاف کے بالکل مخالف ہیں۔ کیونکہ اونٹ انتہائی سست رفتاری سے چلتا ہے اور اس کے سامان اٹھانے کو کشتی کے سامان اٹھانے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا بلکہ ایک کشتی میں تو اتنا سامان آتا ہے جتنا کہ سو اونٹ اٹھائیں گے لہٰذا آیت کی تفسیر اونٹ سے کیسے کی جاسکتی ہے تو یہ تفسیر قطعاً ناقابل قبول ہے۔

اب وہ چیز جو فلک مشحون (بھری ہوئی کشتی) کے ساتھ، سامان اٹھانے میں اور خشکی میں تیز چلنے میں پوری پوری مماثلت اور مشابہت رکھتی ہے، ریل گاڑی اور اس جیسی دوسری سواریاں ہیں لہٰذا آیت کریمہ میں یقیناً یہی مراد ہیں۔ حضرت ابن عباس، حسن اور ضحاک رضی اللہ عنہم نے اسی آیت کے بارے میں تفسیر[1] فرمایا کہ

وخلقنا لهم سفنا امثال تلک	ان کشتیوں کی مثل کشتیاں بنا دیں۔
السفن یرکبونها۔	جن پر وہ سوار ہوتے ہیں[1]

نحاس نے کہا کہ یہ ہی زیادہ صحیح ہے اس لیے کہ اس کی سند حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچتی ہے اور یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی باریک بینی اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ معانیٔ قرآن پاک میں باری تعالےٰ کے نور سے صحیح غور و فکر کیا کرتے تھے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کی تصدیق بھی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے فرمایا کہ اے اللہ اسے دین میں فقیہ بنا اور اسے تاویل سکھا[2] کیوں کہ کشتی کا وجود خشکی میں؟ اس کا نہ تو کوئی تصور کر سکتا تھا اور نہ اس وقت میں کوئی سمجھ دار شخص ایسی بات کہہ سکتا تھا لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے باریک پردے سے غیب کی طرف دیکھا اور یہ فرما دیا۔ جو بالکل مطابق حال اور واقع کے موافق ہے۔

دوسری آیت

والخیل والبغال والحمیر	اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان
لترکبوها وزینة	پر سوار ہو اور زینت کیلئے، اور وہ
ویخلق مالا تعلمون[2]	پیدا کریگا جس کی تمہیں خبر نہیں۔

---

۱ تفسیر — ۲ مسلم ص۲۹۸ ج ۲ بخاری ص۵۳ ج ۱

۳ پ ۱۴ سورہ النحل آیت ۸

یعنی ایسی چیزیں جو سواری اور زینت دونوں کا فائدہ دیں اور سامان بھی اٹھائیں، جیسے کہ گھوڑے، خچر اور گدھے سامان ڈھوتے ہیں۔ لہٰذا یہ آیت ان تمام چیزوں میں بالکل صریح ہے جو سامان لادتی ہیں۔ مثلاً ٹرک، بگی، موٹر ٹھیلا اور سائیکل وغیرہ۔

تیسری آیت جو قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ واذا العشار عطلت[1] اور جب جوان اونٹنیاں چھوٹی پھریں۔ الآیۃ۔ یعنی لوگ اونٹنیوں پر سفر کرنا اور ان کے ذریعہ سامان اٹھانا چھوڑ دیں۔ عشار دس ماہ کی اونٹنی کو کہتے ہیں جیسا کہ ثعلب اور دیگر اہل لغت نے کہا۔ ان پر سفر کرنا اور سامان اٹھانا اس لیے چھوڑ دیا گیا کہ اب موٹر کاریں اور ریل گاڑیاں وغیرہ پائی جارہی ہیں اور ان کے پائے جانے کے بعد کوئی شخص ایسا نہ دیکھا گیا جو اونٹ پر سفر کرتا ہو یا اپنا مال ان کے ذریعے کہیں بھیجتا ہو۔ مگر بہت کم یعنی شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے۔ وہ بھی ان مقامات پر جہاں موٹر وغیرہ کا جانا دشوار ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ دیہاتی اور پیشہ ور لوگ جن کی گذر اوقات اونٹوں پر ہی تھی اس بات سے سخت پریشان ہوگئے کہ ان کے شہروں میں سڑکیں بنا دی گئیں اور وہاں ٹریفک شروع ہوگئی جس کی وجہ سے انہیں اپنی روزی کمانا مشکل ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی زیادہ تصریح فرمائی۔ صحیح مسلم میں ہے

حدثنا قتیبہ بن سعید حدثنا لیث عن سعید بن ابی سعید عن عطاء بن میناء عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

واللہ لینزلن ابن مریم حکما	بخدا ابن مریم، حاکم عادل ہو کر نزول
عدلا، فلیکسرن الصلیب،	فرمائیں گے تو صلیب کو توڑ دیں گے۔
ولیقتلن الخنزیر، ولیضعن الجزیۃ	خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ جزیہ کا قانون
ولتترکن القلاص[2] فلا یسعی	وضع کریں گے اور اونٹ کو چھوڑ دیا
علیها۔[3]	جائے گا۔ تو اس پر نہیں چلا جائیگا۔ (الحدیث)

---

۱ سورہ التکویر آیت ۴

۲ قلاص بالکسر جمع قلوص بالفتح کی ہے جس کے معنی جوان اونٹنی، تیز رفتار اونٹنی۔

۳ مسلم ص۸۷ ج ۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول " ولتترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا " اللہ تعالیٰ کے قول (واذا العشار عطلت) کی تعیین مراد ہے۔ یعنی سفر اور سفر اٹھانے کے لیے پہلے جو خدمت اونٹنی سے لی جاتی تھی وہ چھوڑ دی جائے گی۔

تو ان ریل گاڑیوں اور مختلف اقسام کی موٹر کاروں کی ایجاد دراصل قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرب نزول کی علامت ہے کیوں کہ آپ کے نزول کے وقت عالم ایسا ہی ہوگا جیسا کہ آج ہے کہ لوگ موٹروں سے کام لیتے ہیں اور اونٹ وغیرہ سے بے پرواہ ہیں، جیسا کہ آیت کریمہ اور حدیث شریف میں ہے۔

اس کی مزید وضاحت ان متعدد احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں دجال کا ذکر ہے۔ کہ وہ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے قبل نکلے گا اور چالیس دن میں تمام روئے زمین کا چکر لگائے گا اس کا پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا، دوسرا ایک مہینے کے برابر، تیسرا ایک ہفتہ کے برابر اور باقی ایام عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ ان کا مجموعہ ایک سال اور ڈھائی مہینہ بنتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ قلیل مدت پوری زمین کے گرد گھومنے کے لیے کافی نہیں کہ وہ تمام شہروں اور دیہاتوں میں داخل ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ مکہ، مدینہ اور بیت المقدس میں داخل نہیں ہوگا۔ ان کے دروازوں تک ضرور آئے گا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبہ شریف بھی دور سے دیکھے گا۔ آپ کا گنبد شریف آج بھی دور سے نظر آتا ہے۔ دجال کا اس گنبد کو دیکھ کر یہ کہنا کہ " ھذا مسجد ذلک الرجل " " یہ ہی اس شخص کی مسجد ہے " اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہ چھوڑے گا کہ جہاں داخل نہ ہو۔ باوجود یہ کہ دنیا میں اس کے ظہور کے بعد کی مدت جانوروں پر سفر کرنے کے لیے کافی نہیں ہوگی، جیسا کہ اس وقت تھا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث شریف ارشاد فرمائی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ دجال کا سفر اور دنیا کے اطراف میں گھومنا موجودہ سواریوں کے ذریعہ ہوگا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر مبارک پر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا " اے لوگو میں نے تمہیں ایسی خبر کے لیے جمع کیا ہے جو آسمان سے آئی ہے " پھر آپ نے حدیث ذکر فرمائی اور اسی میں یہ ہے " وہ ایک کانا ہے جس کیلئے

ساری دنیا چالیس روز میں لپیٹ دی جائے گی سوائے طیبہ کے، کہ مدینہ کے دروازوں میں سے ہر ایک دروازے پر ایک فرشتہ تلوار کھینچے کھڑا ہوگا جو اس کو روک دے گا اور اسی طرح مکہ مکرمہ میں " [1] ابو یعلیٰ نے اس حدیث کو دو طریقوں سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث کی اصل صحیح میں اور وجوہ سے بھی آئی ہے مگر اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں تطوی لہ الارض فی اربعین یوماً " (چالیس دن میں زمین اس کے لیے لپیٹ دی جائیگی)، صحیح مسلم میں نواس بن سمعان کی روایت سے دجال کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دجال کتنی مدت زمین میں ٹھہرے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا چالیس دن، ایک دن ایک سال کے برابر ایک دن ایک مہینے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ برابر ہوگا باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دن جو ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس دن میں ایک دن کی نماز کافی ہوگی۔ فرمایا نہیں، اس کا اندازہ کر لینا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ زمین میں کس قدر تیز چلے گا؟ فرمایا اس بادل کی طرح جسے ہوا دھکا دیتی ہو [2] الحدیث۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دجال اپنے لشکر اور مددگاروں کے ساتھ موٹر کاروں کے ذریعہ زمین پر بہت تیز چلے گا۔ نیز اس میں ہوائی جہاز کی طرف بھی اشارہ ہے۔ تطوی لہ کی روایت جو کہ حضرت جابر کی حدیث میں ہے اس بات پر محمول کی جائے گی کہ دجال اپنے زمین کے سفر میں کاریں استعمال کرے گا اور حدیث کا وہ حصہ جس میں اس کے چلنے کو تیز بادل سے تشبیہ دی گئی ہے اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنے سفر میں ہوائی جہازوں کا استعمال بھی کرے گا کیوں کہ ہوائی جہاز ہی اس تیز بادل کے ساتھ پوری پوری مشابہت رکھتا ہے۔

اس کی مزید تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ لوگ حج کے بعد سے آپ کی تلاش میں مکہ سے مدینہ کا قصد کریں گے۔ اور یوم عاشورا تک وہ آپ کی تلاش میں تین تین مرتبہ مکہ اور مدینہ کے درمیان بار بار آئیں گے، حالانکہ

---

[1] ابو یعلیٰ [2] مسلم ص ۴۰۱ ج ۲

حج سے فراغت کے بعد یوم عاشورا تک تقریباً پندرہ دن یا اس سے بھی کم ہوتے ہیں اور اتنی مدت میں مکہ اور مدینہ کا ایک ہی چکر ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ اور اس کے بعد موٹروں وغیرہ کے ایجاد ہونے تک مکہ سے مدینہ جانے کی مسافت اونٹ کے ذریعے تقریباً دس دن تھی اور اتنے ہی دن واپسی میں لگتے تھے۔ تو کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی شخص مکہ سے مدینہ صرف پندرہ دن میں تین مرتبہ آئے اور جائے حالانکہ اس میں دو ماہ لگیں گے۔ متقدمین علماء پر یہ بات مشکل ہو گئی کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ خصوصاً یہ کہ جو لوگ حرمین شریفین سے امام مہدی علیہ السلام کی تلاش میں نکلیں گے وہ آپ کو عاشورا کی رات کو پالیں گے۔ اور پھر آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ بعض علماء نے یہ جواب دیا کہ یہ سب لوگ اصحاب خطوات اور اولیاء ہوں گے تو ممکن ہے کہ ان کے لیے زمین کی مسافت کم کر دی جائے۔

بعض علماء نے بحث و تمحیص کے بعد یہ جواب دیا کہ ممکن ہے یہ لوگ اونٹوں پر پانچ دن میں ہی مسافت طے کر لیں جیسا کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ اگر اس کو ہم تسلیم کر لیں اور یہ سمجھیں کہ یہ لوگ بغیر کسی آرام کے پے در پے اتنی مشقت برداشت کر لیں گے تو بھی مسافت چالیس دن کی تو ہے نہیں کہ پینتیس دن رہ جائیں وہاں تو یہ مدت پندرہ دن سے بھی کم ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ ساری باتیں اس کے خلاف ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اس طرف تھا کہ ان ترقی یافتہ سواریوں کے ذریعہ یہ لوگ آرام سے ایک یا دو دن میں مکہ سے مدینہ آ سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کا پندرہ دن میں مکہ سے مدینہ منورہ تین تین مرتبہ آنا جانا ممکن ہے جیسا کہ آج کل ہے۔ خصوصاً اگر ہوائی جہازوں کے ذریعہ سفر کریں۔

اس کے علاوہ بہت سی احادیث متعلقہ مہدی، عیسیٰ و دجال میں یہ اشارہ ہے کہ موٹر کاریں اور ہوائی جہاز ایجاد ہوں گے اور لوگ ان پر سفر کریں گے۔

طبرانی کبیر میں مروی ہے (بسند رجالہ ثقات من حدیث ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تقوم الساعة حتى	قیامت قائم ہونے سے قبل زمانہ
یتقارب الزمان و تزوی الارض زَیّاً [1]	ایک دوسرے سے قریب ہو جائے گا اور زمین سکڑ جائے گی۔ یعنی لپیٹ دی جائیگی اور بعض بعض سے مل جائیگی۔

اور صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یتقارب الزمان و ینقص العلم وفی روایة "العمل" ویلقی الشح ویکثر الهرج [2] (الحدیث)	زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا، علم کم ہو جائے گا اور ایک روایت میں "عمل" ہے اور بخل پایا جائے گا اور فتنہ و فساد و خونریزی میں کثرت ہو گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، یتقارب الزمان اور تزوی الارض بھی موٹر کاروں اور ریل گاڑیوں پر دلیل ہے اس لیے کہ جو مسافت پا پیادہ اور جانوروں کے ذریعہ پہلے ایک ہفتہ میں طے ہوتی تھی اب وہی مسافت ان کے ذریعہ آدھے دن میں قطع کی جاتی ہے۔ جو مسافت ایک سال میں قطع ہوتی تھی اب پندرہ دن سے بھی کم میں طے ہو جاتی ہے اسی طرح جہاں پہلے ایک دن لگتا تھا وہاں اب ایک گھنٹہ میں راستہ طے ہو جاتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ اور ایسی ہی صراحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ چنانچہ ترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تقوم الساعة حتى	قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ
یتقارب الزمان فتکون	زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو
السنة كالشهر والشهر كالجمعة	جائے گا۔ تو سال مہینہ کی طرح ہو
وتکون الجمعة كاليوم	جائے گا اور مہینہ ایک ہفتہ کی طرح،

---

[1] طبرانی کبیر ۔ [2] بخاری ص ۱۰۴۶ ج ۲

ویکون الیوم کالساعة	اور ہفتہ ایک دن کے برابر، اور ایک
وتکون الساعة کالضرمة[1]	دن ایک ساعت کی طرح اور ایک
بالنار[1]	ساعت آگ کی چنگاری کی طرح

اور احمد نے روایت کیا (فی مسنده والطحاوی فی مشکل الآثار من حدیث ابی ھریرة رضی اللہ عنہ قال) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تقوم الساعة حتی	قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ زمانہ ایک
یتقارب الزمان	دوسرے سے قریب ہو جائے گا اور
فتکون السنة کالشہر	ایک سال ایک مہینہ کی طرح ہو جائیگا
ویکون الشہر	اور مہینہ ہفتہ کی طرح اور ہفتہ ایک
کالجمعة وتکون الجمعة	دن کی طرح، اور ایک دن ایک
کالیوم ویکون الیوم	ساعت کی طرح اور ایک ساعت
کالساعة وتکون الساعة	اتنی کہ کھجور کی سوکھی ہوئی شاخ
کاحتراق السعفة[3]	کا جل جائے۔

ابو یعلی نے بھی اسی طرح روایت کیا مگر وہاں الفاظ یہ ہیں: ویکون الیوم کاحتراق الحزمة (اور ایک دن ایسے جیسے کہ سوکھی ہوئی شاخ کا جل جانا)، اصل میں یہاں راوی نے بھولنے کی وجہ سے اختصار کیا ہے اور ان کے حافظہ سے ذکر ساعت نکل گیا ورنہ درحقیقت یہ وصف تو ساعت کا ہے جیسا کہ ماسبق میں ہے۔

اسی طرح زمین کا سکڑ جانا یعنی بعض کا بعض سے مل جانا، مراد یہ ہے کہ موٹروں اور گاڑیوں کے ذریعہ شہر اور گاؤں ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گے۔ آج بہت سے تاجر ایک شہر میں رہتے ہیں اور ان کی دکان دوسرے شہر میں ہوتی ہے اس کے باوجود یہ تاجر روزانہ اپنے گھر سے ان لوگوں کی طرح دکان آتے جاتے ہیں جو اسی شہر میں رہتے ہیں۔

[1] الضرمة، چنگاری۔ (المعجم الاعظم)

[2] ترمذی۔ [3] مسند امام احمد

کی طرح بعض لوگ قاہرہ میں رہتے ہیں اور وہ اسکندریہ میں کسی محکمہ کے آفیسر ہیں تو وہ روزانہ اپنے محکمہ میں جاتے ہیں اور دن کے آخری حصہ میں گاڑیوں وغیرہ پر اپنے گھر لوٹتے ہیں حالانکہ ان شہروں کے درمیان کم از کم ایک ہفتہ کا راستہ ہے۔ تو اس طرح زمین سکیڑ دی گئی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جیسا کہ دوسری احادیث میں ان کی تصریح آئی ہے۔

احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا تقوم الساعة حتی	قیامت قائم ہونے سے پہلے فتنے
تظہر الفتن ویکثر الکذب	ظاہر ہوں گے۔ جھوٹ کی کثرت
وتتقارب الاسواق ویتقارب	ہوگی۔ بازار اور زمانہ ایک دوسرے
الزمان[1] (الحدیث)	سے قریب ہو جائیں گے۔

احمد نے ایک اور حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

لا تقوم الساعة حتی	قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ
تعود ارض العرب	زمین عرب دوبارہ چراگاہیں اور
مروجا وانہارا و	نہریں بن جائے گی اور یہاں تک
حتی یسیر الراکب بین العراق	کہ عراق اور مکہ کے درمیان سفر
ومکة لا یخاف الا	کرنے والا سوائے راستہ بھولنے کے
ضلال الطریق[2] (الحدیث)	کسی اور چیز کا خوف نہ کرے گا۔

تو اب عراق سے مکہ جانے والے لوگ بے خوف وخطر موٹروں اور بسوں وغیرہ کے ذریعہ ہی جاتے ہیں جیسا کہ مشاہدہ ہے، اس سے قبل قاصد مدینہ سے عراق جایا کرتے تھے۔ لیکن طویل مدت اور بڑی مشقت اٹھانے کے بعد پہنچتے تھے اس کے علاوہ گرمی اور

[1] مسند احمد [2] مسند احمد ص ۳۷۰ الجزء الثانی

پیاس وغیرہ کا خوف بھی ہوتا تھا لیکن آج یہ تمام تکالیف زائل ہو چکی ہیں اور سوائے راستہ بھٹکنے کے اور کوئی خوف نہیں ہے۔ یہ خوف بھی ان لوگوں کیلیے ہے جنہیں ان جنگلات اور ریگستانوں میں سفر کی عادت نہیں ہے اس لیے کہ مدینہ اور عراق کے درمیان راستہ بھی صحیح اور معین نہیں رہا کہ اس راستہ پر چلنے والا راہ بھٹکنے سے محفوظ رہے۔

اور زمین عرب میں چراگاہوں اور دریاؤں کا وجود، نظام مواصلات کے ذریعہ عرب کے بہت حصوں میں ہوا ہے جو شخص مکہ اور مدینہ، اور جدہ اور مکہ کے درمیان سفر کرے تو وہ یہ دیکھے گا کہ حجاز بھی ایسا ہی ہوتا جا رہا ہے۔

اس سے زیادہ صراحت وہ ہے جس کو دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں (اخبرنا الکنانی ثنا یعقوب بن ابراهیم البزار ثنا علی بن مسلم ثنا ابن ابی فدیک عن عبد الله بن ابی یحیی عن سعید بن ابی هند عن ابی هریرة) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

لا تقوم الساعة حتى يخرج الناس من المدينة الى الشام يبتغون فيه الصحة [1]	قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ لوگ صحت برقرار رکھنے کے لیے مدینہ سے شام کی طرف جایا کریں گے۔

اس حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تین وجوہ سے معجزہ ثابت ہے۔

(۱) اس میں ریل گاڑی اور موٹروں وغیرہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیوں کہ یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ شہر کے اکثر رہنے والے صحت اور تندرستی کے لیے بیس دن کا تکلیف دہ سفر اونٹوں پر طے کریں؟ ان لوگوں کو اتنی طاقت بھی نہیں ہے! ہاں بعض وہ لوگ جنہیں وہاں جانا انتہائی ناگزیر ہو جاتا ہے وہی اس مشقت کو برداشت کرتے ہیں اور مدینہ منورہ کے لوگ جو خود فراخی عیش کو چاہتے ہیں صحت کی تلاش میں مدینہ منورہ سے شام تک سفر اونٹ پر کیسے کریں گے جبکہ اونٹ کے ذریعے سفر میں انتہائی تکلیف اور مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ یہ سفر موٹروں، بسوں اور

[1] مسند الفردوس

ریل گاڑیوں کے ذریعہ ہوگا جن کی وجہ سے لوگوں کو طلب صحت، تفریح طبع اور سیر و سیاحت کے لیے، مدینہ سے شام جانا آسان ہو جائے گا۔

(۲) اس طرف اشارہ ہے کہ ریل کی پٹری مدینہ منورہ تک آئے گی اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا۔ اور شام سے مدینہ منورہ تک ریل کی پٹری ڈالی گئی حکومت ترکی کے زمانہ میں اس راستہ پر ریل گاڑی چلتی رہی یہاں تک کہ پہلی جنگ عظیم میں جب ترکی اور عرب حجاز میں جنگ ہوئی تو ترکوں نے اس کی پٹری کو اکھیڑ دیا اس طرح یہ ریلوے لائن معطل ہو گئی اور [1] آج تک اس کو دوبارہ قائم کرنے پر بحث ہی ہو رہی ہے۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ لوگ صحت کے لیے مدینہ سے شام کی طرف جایا کریں گے واقع کے مطابق ہے۔ چنانچہ لوگ سیر و تفریح کے لیے مدینہ سے شام جاتے ہیں خصوصاً موسم گرما میں۔

دوسری احادیث میں بھی موٹر کاروں کا ذکر آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اونٹ کے کجاووں سے تشبیہ دی ہے۔ ایک اور روایت میں گھوڑے کی بڑی زین سے تشبیہ دی ہے بلکہ ان لوگوں کی طرف اشارہ بھی فرمایا اور بعض وہ مقامات معین فرمائے جہاں یہ کار والے ٹھہرا کریں گے۔ مثلاً جب جمعہ کی نماز کے لیے کاروں میں لوگ جاتے ہیں تو کاریں مساجد کے دروازوں پر کھڑی کرتے ہیں۔ اور قوم کی عورتوں کے اوصاف بھی بیان فرمائے۔ جو ان کاروں کی مالک ہوں گی اور ایسے لباس پہنیں گی جو عورتوں نے کبھی نہ پہنے ہوں۔ اس قسم کے لباس عورتوں میں اس وقت عام ہوئے جب موٹریں ایجاد ہوئیں۔ فرنگیت ظاہر ہوئی اور ہر بدعت میں انگریز کی تقلید شروع کر دی گئی۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عجیب معجزات سے ہے گویا کہ آپ عیاناً اور مشاہدۃً ان کی خبر دے رہے ہیں۔ احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا (من حدیث عبد الله بن عمرو العاص قال سمعت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"سیکون فی آخر امتی رجال یرکبون علی السروج	میری آخر امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو کجاووں کی مانند زینوں پر

[1] لارنس آف عربیا نامی جاسوس نے اس لائن کو جگہ جگہ ڈائنامیٹ لگا کر اکھاڑ دیا تھا (مترجم)

"كأشباه الرحال ينزلون على ابواب المساجد نساؤهم كاسيات عاريات على رؤوسهن كأسنمة البخت العجاف، العنوهن فانهن ملعونات"[1]

سواری کریں گے اور مساجد کے دروازوں پر اترا کریں گے۔ ان کی عورتیں پہن کر بھی عریاں معلوم ہوں گی۔ ان عورتوں کے سروں پر کمزور اونٹوں کے کوہان کی مانند کوئی چیز ہوگی انہیں لعنت کرو کیوں کہ یہ سب عورتیں ملعون ہیں۔

حاکم نے اسے مستدرک میں روایت کیا ہے مگر "علی السروج" کی جگہ "یرکبون علی المیاثر" ہے[2] اور اسی حدیث کے آخر میں "میاثر" کی تفسیر "سروج" سے کی ہے۔ حاکم نے کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے۔

وہ عورتیں جو پہننے کے باوجود عریاں معلوم ہوتی ہیں، یورپی لباس پہنتی ہیں اور اس میں ہیٹ بھی ہوتا ہے۔ اسی ہیٹ کو جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے کوہان سے تشبیہ دی ہے، اس سے پہلے ایسی عورتیں زمانہ میں نہیں تھیں۔ ان کے مرد جو آج بڑی بڑی کاروں کے مالک ہیں، یہ کاریں وہی ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے کجاووں اور بڑی بڑی زین سے تشبیہ دی ہے یہ کاریں چھوٹی، بڑی، مختلف ماڈل، اور مختلف شکلوں کی ہوتی ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجدوں میں جاتے ہیں اور اپنی کاریں مسجدوں کے دروازے پر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ حدیث موٹروں کے بارے میں بالکل صریح ہے۔

اس کے علاوہ بعض اور احادیث میں ان چیزوں کی طرف اشارہ ہے مثلاً وہ احادیث جن میں خبر دی گئی کہ آخر زمانہ میں تجارت عام ہو جائے گی۔ یہاں تک عورتیں تجارت کریں گی بلکہ عورتیں مردوں کو تجارت کے کام پر لگائیں گی۔ اور ایسا بہت ہو رہا ہے۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔ کیوں کہ تجارت کے اس قدر پھیلنے کی وجہ یہی ہے کہ عورتیں اس میں بکثرت داخل ہو گئیں اور اپنے شوہروں کی بجائے خود تجارت کرتی ہیں اور مال ایک شہر

[1] مسند احمد
[2] المستدرک صفحہ ۴۳۶ ج ۴

سے دوسرے شہر لے جاتی ہیں۔ جیسا کہ مغربی ممالک میں آج کل ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ان ہی موٹروں اور بسوں کے ذریعے ہوا۔ کہ جن کی وجہ سے عورتوں کو تجارت کرنا آسان ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر رباط سے کوئی بس چالیس مسافروں کو لے کر "طنجہ" جاتی ہے یا "طنجہ" سے "تطوان" جاتی ہے تو اس میں اکثر مسافر، تاجر عورتیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح بعض اوقات ٹرام میں صرف عورتیں ہی ہوتی ہیں اور ٹرینوں اور بسوں میں کبھی سوائے عورتوں کے کوئی سفر نہیں کرتا جیسا کہ ہم نے کئی مرتبہ مشاہدہ کیا ہے۔ مقصد یہ کہ ان عورتوں کو اتنی آسانی صرف جدید سواریوں کے ذریعہ حاصل ہے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو عورتیں گھروں میں بیٹھی رہتیں جیسے کہ آج سے پہلے تھا اور جیسا کہ ہر ایک کو معلوم ہے۔

ہوائی جہاز اور اس کی مختلف انواع کا بیان

ان ہی واقعات میں سے کہ جنہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق پاتے ہیں۔ بلندی میں پرواز کرنا ہے، مسافر بردار ہوائی جہاز[1] جو سو سو افراد کو مع ان کے ضروری سامان اور کھانے پینے کی اشیاء کے اٹھاتے ہیں اور وہ بمبار لڑاکا جہاز، جو شہروں اور آبادیوں کو بڑے بھاری بھاری بموں کے ذریعہ ویران کر دیتے ہیں۔ ان دونوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے۔

مسافر بردار ہوائی جہاز تو اسی حدیث میں داخل ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت آنے سے قبل زمانہ اور بازار ایک دوسرے سے قریب ہو جائیں گے اور زمین سکڑ جائے گی، علاوہ ازیں وہ تمام احادیث کریمہ جن میں موٹروں اور بسوں وغیرہ کی طرف اشارہ ہے اس پر دلالت کرتی ہیں بلکہ ہوائی جہاز پر اس کا اطلاق بدرجہ اولیٰ

[1] ہوائی جہاز ۱۹۰۳ء میں دو امریکی باشندوں آرویل اور ویررائٹ نے ایجاد کیا۔

ہوتا ہے اس لیے کہ یہ تو زمین کو طے کرنے میں اور زمانہ کو قریب کرنے میں بہت زیادہ تیز ہے۔ گذشتہ زمانوں میں جو سفر ایک سال میں طے ہوتا تھا اس میں اب ایک دن لگتا ہے۔ پہلے حُجاج مراکش سے حجاز ایک سال میں پہنچتے تھے آج وہ ہوائی جہازوں کی بدولت ایک دن سے کم وقت میں وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح ہوائی جہاز ان احادیث میں بھی داخل ہیں جو دجال کے بارے میں ہیں کہ وہ تقریباً ڈیڑھ سال کے عرصہ میں تمام روئے زمین کا چکر لگائے گا اور تمام شہروں میں گھومے گا اس عرصہ میں روئے زمین کا طواف اسی صورت میں ممکن ہے کہ کبھی وہ موٹروں میں سفر کرے اور کبھی ہوائی جہازوں میں۔

پیچھے ہم نے ذکر کیا ہے جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ ہوائی جہازوں کے ذریعہ بھی سفر کرے گا۔ چنانچہ مسلم میں نواس بن سمعان سے جو حدیث مروی ہے اسی میں یہ ہے کہ:۔

قلنا یا رسول اللہ وما اسراعہ فی الارض قال: کالغیث استدبرتہ الریح[1]	ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ زمین میں کتنا تیز چلے گا؟ فرمایا اس بادل کی طرح جس کو ہوا پیچھے سے دھکا دیتی ہو۔

طبرانی کی روایت میں ہے من حدیث جبیر بن نفیر عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفیہ۔

قیل یا رسول اللہ فما سرعتہ فی الارض؟ قال کالسحاب استدبرتہ الریح[2]	کہا گیا یا رسول اللہ اس کی تیزی زمین پر کتنی ہوگی؟ فرمایا اس بادل کی طرح جسے ہوا پیچھے سے دھکا دیتی ہے۔

اور فضا میں ہوائی جہاز ایسے ہی اڑتا ہے۔ جس شخص نے ہوائی جہاز کے زمین پر اترتے وقت ان تیز چلنے والے بادلوں کو دیکھا ہو وہ جان لے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جو اوصاف بیان فرمائے وہ ذرا بھی مختلف نہیں گویا آپ ان کا ایسے ہی مشاہدہ فرما رہے تھے جیسے کہ اب ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ (جدید جٹ کا استعمال اسی طرح ہے جیسے ہوا بادل کو دھکا دیتی ہو)

طبرانی کبیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] مسلم ص ۴۰۱ ج ۲ [2] طبرانی

نے فرمایا:۔

لا تقوم الساعۃ حتی لا تنطح ذات قرن جماء، وحتی یبعث الغلام الشیخ بریدا بین الافقین[1] وحتی یبلغ التاجر بین الافقین فلا یجد ربحا[2]	قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بے سینگ والی کو سینگ نہ مارلے، اور یہاں تک کہ نوجوان آدمی بوڑھے کو قاصد بنا کر آسمان کے دو کناروں کے درمیان بھیجے گا اور حتیٰ کہ تاجر آسمان کے کناروں کے درمیان پہنچے گا تو بھی منافع نہ پائے گا۔

اور اسی کی ایک روایت میں ہے کہ قیامت آنے سے پہلے حال یہ ہوگا کہ لوگ صرف جان پہچان والوں کو سلام کریں گے۔ مساجد کو راستہ بنالیں گے اور ان میں اللہ کے لیے سجدہ نہ کریں گے۔ نوجوان، بوڑھے کو قاصد بنا کر دو افقوں کے درمیان بھیجے گا۔ تاجر بین الافقین جائے گا تو بھی منافع نہ پائے گا[3]۔ افق پر آدمی سوائے ہوائی جہاز کے اور کسی ذریعہ سے نہیں پہنچ سکتا کتنے ہی نوجوان بادشاہ ایسے ہیں جو اپنے نائب یا بوڑھے وزیر کو سفیر بنا کر ہوائی جہاز میں روانہ کرتے ہیں، حتیٰ کہ وہ افق میں پہنچ جاتا ہے۔ اور کتنے ہی ایسے تاجر ہیں جو اپنے ساتھ ہلکا پھلکا لیکن قیمتی سامان لے کر طیاروں میں سفر کرتے ہیں، لیکن اگر یہی تاجر سامان تجارت لے کر نہ جائیں تو انہیں کچھ منافع نہ ہو۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

پھر دو ایک ماہ بعد یہی تاجر کچھ سامان تجارت کسی شہر میں لے جا کر فروخت کرے تو بھی واپس آئے گا تو یہی کہے گا کہ کچھ منافع نہیں ہوا[4]۔

---

[1] افق: کنارہ آسمان کو کہتے ہیں (قاموس)۔ مؤلف۔

[2] طبرانی کبیر۔

[3] طبرانی کبیر (المستدرک ص ۴۴۶ ج ۴)۔

[4] المستدرک ص ۴۴۶ ج ۴

جنگی بمبار طیارے[1]

جنگی طیارے[2] قرآن کریم میں بھی مذکور ہیں۔ اور احادیث میں بھی ان کا تذکرہ ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے :۔

والمرسلات عرفا،	قسم ان کی جو لگاتار چھوڑے جاتے
فالعاصفات[1] عصفا،	ہیں، پھر تباہ و برباد کر دینے والے،
والناشرات[2] نشرا،	پھر نشر کرنے والے، پھر خوب جدا کر
فالفارقات[3] فرقا،	دینے والے، پھر سنجیدہ بات کرنے
فالملقیات[4] ذکرا،	کیلئے ملاقات کرنے والے، معذرت
عذرا او نذرا،	کرتے ہوئے یا انجام سے ڈرتے ہوئے
انما توعدون	بیشک جس بات کا تم وعدہ دیئے جاتے
لواقع[2]	ہو ضروری ہونی ہے۔

یہ تمام اوصاف لڑاکا طیاروں کے ہیں کہ وہ بموں کے ذریعہ تباہی پھیلاتے[1] ہیں عصف[1] کے لغت میں دو معنی ہو سکتے ہیں ۱۔ یہ کہ لوگ کھائی ہوئی کھیتی کے پتوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ ۲۔ کبھی وہ بم نشانہ سے تجاوز کر جاتے ہیں، یہ بھی عصف[1] کے معنی ہیں۔ میدان جنگ[2] پر افواج کو، اور شہروں میں رہنے والوں کو حفاظتی تدابیر اختیار کرنے اور اعلان جنگ کیلئے سرکاری فرمان نشر کیے جاتے ہیں۔ لوگوں[3] میں اور افواج میں گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے اس لیے کہ ان بموں کا رعب اور گرجدار آواز اس کے انجام سے زیادہ سخت ہے۔ لوگ ان طیاروں کے نیچے بالکل ٹھہرتے ہی نہیں بلکہ اسے دور سے دیکھتے ہی لوگوں میں بھگدڑ پڑ جاتی ہے۔

---

[1] بمبار، ۱۹۳۰ء میں برطانوی باشندے وٹل نے ایجاد کیا۔

[2] پ۲۹ سورہ المرسلات آیت ۱ تا ۷۔

اور وہ چھپنے کے لیے پناہ گاہوں اور خندقوں کی طرف بھاگتے ہیں۔ پھر بعد میں[4] مراسلات کے ذریعہ ملاقات کرتے ہیں اور غیر جانبدار علاقوں اور غیر فوجی ٹھکانوں پر بمباری کی معذرت کرتے ہیں۔ تو یہ عذر ہوا یا ڈر کر ملاقات کرتے ہیں کہ وہاں کے رہنے والے خوف کرتے ہیں، دھمکیاں دیتے ہیں، ڈراتے ہیں اور جنگ بندی چاہتے ہیں۔ علاوہ ازیں انذار کی بہت سی صورتیں ہیں جیسی کہ معروف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

بمباری

قل ھو القادر علے ان یبعث	تم فرماؤ کہ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب
علیکم عذابا من فوقکم او من	بھیجے تمہارے اوپر سے یا تمہارے
تحت ارجلکم[1]	پاؤں کے نیچے سے۔

یہ آیت اس پر وارد ہے کہ طیاروں[2] سے بم گرائے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ "یہ ہونے والا ہے اور اب تک اس کی تاویل نہیں آئی" (رواہ احمد فی مسندہ من حدیث سعد بن ابی وقاص بسند حسن) اس آیت سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوا کہ اوپر سے آنے والے عذاب سے مراد وہی بم ہیں جو بمباری میں پھینکے جاتے ہیں کیونکہ ماضی میں اس امت میں ایسا کوئی واقعہ پیش نہ آیا سوائے اس کے کہ بمبار طیارے ایجاد ہوئے اور پھر بموں کے ذریعہ یہ واقعہ ہوا۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے بعد یہ امر لامحالہ ہوگا چنانچہ یہ بات بالکل ظاہر ہو گئی کہ آیت میں بمبار طیارے مراد ہیں اور جنگوں میں ایسا ہوا کہ اوپر سے بمباری کی گئی بلکہ لوگ تو اس سے بھی زیادہ ہلاکت خیز چیز یعنی ایٹم بم[3] بنا چکے ہیں جو کہ ساری دنیا کے لیے ایک قسم کا عذاب اور مصیبت ہے۔ ایٹم بم

---

[1] القرآن پ۷ سورہ الانعام آیت ۶۵۔

[2] بم۔ موجد ٹالٹ امریکی باشندہ ۱۹۱۲ء

[3] ایٹم بم۔ اوپن ہیمر امریکی باشندہ ۱۹۴۵ء

کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ دوسری آیت میں بھی تذکرہ آیا ہے ۔

بارودی سرنگیں

پاؤں کے نیچے سے عذاب، ان بارودی سرنگوں[1] کی طرف اشارہ ہے جو زمین میں دی جاتی ہیں جب دشمن ان پر سے گذرتا ہے تو وہ پھٹ جاتی ہیں اور دشمن ہلاک ہو جاتا ہے یا بلڈنگوں اور عمارتوں میں بارود لگا دی جاتی ہے تو وہ عمارات ان لوگوں پر گر جاتی ہیں جن کو عذاب دینے اور ہلاک کرنے کا اللہ نے ارادہ فرما لیا ہو۔ اس بارے میں ایک عجیب حدیث وہ ہے کہ (مارواہ احمد فی مسندہ بسند صحیح عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)

لا تقوم الساعۃ حتی تمطر	قیامت قائم ہونے سے قبل ایسی
السماء مطرا لا تکن منہا	بارش ہوگی کہ اس کی وجہ سے سوائے
بیوت المدر ولا تکن منہا	خیموں کے کوئی پکا مکان باقی نہ
الا بیوت الشعر[2]	رہے گا ۔

ایسی بارش کہ جس سے پختہ مکان بھی باقی نہ رہیں وہ یقیناً بمباری ہے جس کے سبب سے ہر پختہ بلڈنگ مکینوں پر گر جاتی ہے ۔ اگر چہ بم کسی مکان پر نہ گرے لیکن اس کے پھٹنے کی قوت اتنی ہوتی ہے کہ قرب وجوار کے مکانات بھی اس سے کافی متاثر ہوتے ہیں ۔ لہٰذا اس طرح پختہ مکانات تباہ ہو جاتے ہیں لیکن وہ لوگ جو جنگلوں میں خیموں میں بستے ہیں ان کے خیموں کو اس بمباری سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا ۔ اس لیے کہ اگر بم ان خیموں پر نہ گریں تو اس سے ان لوگوں کو کوئی ضرر نہیں ہوگا جو غاروں میں اور پتھروں میں پناہ حاصل کرتے ہیں ۔ اگر بم ایجاد نہ ہوتے تو اس حدیث کے معنی کوئی نہ سمجھ سکتا ۔

---

[1] بارودی سرنگ ، نوبل سویڈن کا باشندہ ، ۱۸۶۶ء

[2] مسند احمد ص ۲۶۲ الجزء الثانی ۔

ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کا بیان

بمبار طیارے جن بموں کو تباہی پھیلانے کے لیے گراتے ہیں ان ہی میں ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم[1] بھی ہیں جو حال ہی میں ایجاد ہوئے ہیں اگر چہ مذکورہ گذشتہ آیت میں یہ بھی شامل ہیں لیکن ایک اور آیت سے ان کی مزید تخصیص ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کی نشانیوں میں فرمایا ۔

حتی اذا اخذت الارض	یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا بار
زخرفہا وازینت وظن	سنگار لیا اور خوب آراستہ ہوگئی ۔
اہلہا انہم قادرون علیہا	اور اس کے مالک سمجھے کہ یہ ہمارے
اتاہا امرنا لیلا او نہارا	بس میں آگئی ۔ ہمارا حکم اس پر آیا رات
فجعلناہا حصیدا کان لم	میں یا دن میں تو ہم نے اسے کر دیا
تغن بالامس[2]	کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ۔

دنیا والے یعنی کفار یہ سمجھتے ہیں کہ ان ایجادات کی وجہ سے انہیں آسانی ہوگئی ہے اور اب وہ زمین پر جو چاہیں کر سکتے ہیں خواہ اصلاح کریں یا بگاڑیں ۔ تعمیر کریں یا خراب کریں ۔ لیکن ان کا یہ گمان اس وقت تک یقین میں تبدیل نہ ہوگا اور اس وقت تک وہ اس پر قادر نہیں

---

[1] ہائیڈروجن بم ، ہٹلر امریکی باشندہ ۔

پہلا ایٹمی دھماکہ ۔ امریکہ ، ۱۶ جولائی ۱۹۴۵ء صحرائے میکسیکو ۔

دوسرا ایٹمی دھماکہ ۔ روس ، ۱۴ جولائی ۱۹۴۹ء سائبریا

تیسرا " " ۔ برطانیہ ، ۳ اکتوبر ۱۹۵۳ء جزیرہ مونٹے بیلو نزد ساحل مغربی آسٹریلیا ۔

چوتھا " ۔ فرانس ، ۱۳ فروری ۱۹۶۰ء صحرائے اعظم افریقہ ۔

پانچواں " ۔ چین ، ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۴ء سنکیانگ ۔

چھٹا " ۔ بھارت ۱۹۷۴ء پاکستان کی سرحد کے قریب ۔

[2] القرآن پ ۱۱ سورہ یونس آیت ۲۴

ہو سکتے جب تک کہ انہیں اٹمی توانائی اور ایٹم بموں پر قدرت نہ ہو جائے جیسا کہ سب جانتے ہیں
اسی سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قیامت بہت قریب ہے ۔ اور قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں یعنی ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام آج کل ہی ہونے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول (اتاھا امرنا لیلاً او نھاراً) کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس یہ بم ہوں گے وہ آپس میں ایک دوسرے پر مسلط ہونے کی کوشش کریں گے اور جنگ کریں گے اور یہی جنگ دنیا کی ویرانی کا سبب بنے گی ۔ اور اسی وجہ سے دنیا گویا کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہو جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔
خود ایٹم بم بنانے والوں کا یہی کہنا ہے کہ ساری دنیا اس کی وجہ سے فنا ہو جائے گی اسی وجہ سے دنیا والوں پر ایک خوف طاری ہے ۔ لیکن اس قسم کی جنگ اس وقت ہو گی جب مہدی علیہ السلام تشریف لے آئیں گے ۔ عیسیٰ علیہ السلام قتل دجال کے لیے نزول فرمائیں گے ۔ سورج مغرب سے طلوع ہو گا دابہ ظاہر ہو جائے گا اور وہ تمام علامات ظاہر ہو چکی ہوں گی جو یقیناً واقع ہونی ہیں ۔

ٹیلیفون ٹیلیگراف ریڈیو ٹیلیویژن اور پریس

ان ہی میں سے ٹیلیفون (گرام بیل امریکی ۱۸۷۶ء) ٹیلیگراف (ولیم کوک برطانوی باشندہ ۱۸۳۷ء) ریڈیو مارکونی (اٹلی ۱۹۰۱ء)، ٹی وی، اسکاٹ لینڈ بیئرڈ ۱۹۲۶ء) پریس (ہلو امریکی گٹن برگ ۱۸۸۹ء) ہیں اللہ تعالیٰ کے قول ویقذفون بالغیب من مکان بعید[1] میں اسی طرف اشارہ ہے بلکہ بالکل ظاہر ہے ۔ ترجمہ :۔ اور وہ دور جگہ سے غیب[2] پھینک مارتے ہیں ۔ اس کے علاوہ یہ ان احادیث سے بھی ثابت ہیں جن میں زمانے کے باہم قریب ہو جانے اور زمین کے لپٹ جانے کا ذکر ہے جیسے کہ اجسام کے تیزی سے باہم ملنے کی وجہ سے زمین لپٹ گئی ہے اسی طرح آوازوں کے ایک شہر سے

[1] القرآن پ ۲۲ سورہ سبا آیت ۵۳ ۔
[2] غیب ۔ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو آپ سے غائب ہیں ۔ (مترجم)

دوسرے شہر میں پہنچنے اور ایک ہی ساعت میں ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک جانے سے گویا زمانہ لپٹ گیا ہے ۔ اسی طرح ریڈیو اور ٹیلیگراف بھی مذکورہ آیت اور پچھلی احادیث سے ثابت ہیں اور جو آگے آ رہا ہے کہ چاند دیکھنے کی خبر آناً فاناً دور دور تک پہنچ جائے گی اس سے بھی ٹیلیگراف کی طرف اشارہ ہوتا ہے ۔
(وحدیث رواہ النسائی من حدیث عمرو بن تغلب قال) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

ان من اشراط الساعۃ	قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ
ان یفشوا المال ویکثر	مال پھیل جائے گا اور کثرت ہو گی ،
وتفشو التجارۃ ، ویظھر	تجارت عام ہو جائے گی ، علم ظاہر
العلم ، ویبیع الرجل البیع فیقول	ہو گا ، اور کوئی شخص بیع کرے گا تو
لا حتی[1] استامر تاجر	کہے گا ٹھہرو پہلے میں فلاں جگہ کے تاجر
بنی فلان[1] (الحدیث)	سے مشورہ کر لوں ۔

اور یہ ہمارا اور آپ کا مشاہدہ ہے کہ بڑے بڑے تاجر جب کوئی بیع کرتے ہیں تو تار ، ٹیلیفون کے ذریعہ اپنے دوسرے ساتھیوں سے جو کسی اور شہر میں ہوتے ہیں ، مشورہ کرتے ہیں کہ کہیں بھاؤ کم یا زیادہ نہ ہو گیا ہو یا اس کے شریک نے اس مال کا سودا کسی اور سے نہ کر لیا ہو وغیرہ وغیرہ ۔ اب اس تاجر کیلیے جو اس تاجر سے دور بیٹھا ہے یا کسی اور علاقہ یا کسی اور شہر میں ہے اس سے بیع کرتے وقت مشورہ کرنا سوائے ٹیلیفون اور ٹیلیگرام کے کسی اور چیز سے ممکن نہیں ہے ۔
ایک اور حدیث شریف میں ریڈیو اور پریس دونوں کی طرف اشارہ ہے (رواہ الدارمی فی مسندہ وابو نعیم فی الحلیۃ من حدیث ابو ہریرۃ یرفع الحدیث)

ان اللہ تعالیٰ قال ابث	رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آخر
العلم فی آخر الزمان حتی یعلمہ	زمانہ میں میں علم کو اس طرح پھیلاؤں
الرجل والمرأۃ والعبد	گا کہ ہر مرد و عورت ، آزاد ، غلام ،
والحر والصغیر والکبیر	بچے ، بڑے اس کو حاصل کر لیں گے ۔

[1] نسائی ص ۱۸۶ ج ۲ ۔

فاذا فعلت ذالک بھم اخذتھم بحقی علیھم [۱]

جب میں ایسا کروں گا تو اپنے حق کی وجہ سے ان کی گرفت کروں گا۔

(جو میرا ان پر ہے اور انہوں نے ادا نہیں کیا)

ظاہر ہے کہ علم کے اس طرح عام ہو جانے کی وجہ وہ مذاکرات، مباحثات اور مقالات و تقاریر ہیں جو ریڈیو اور ٹی وی سے وقتاً فوقتاً نشر کیے جاتے ہیں۔ اس حدیث شریف سے مطابع اور پریس کا ثبوت بھی ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے فوائد بھی یہی ہیں لیکن پریس سے صرف پڑھا لکھا او تعلیم یافتہ شخص ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جبکہ ریڈیو اور ٹی وی ہر شخص کے لیے عام ہے خواہ جاہل گنوار ہو یا تعلیم یافتہ و مہذب۔ (ٹی وی کا پروگرام "تعلیم بالغاں" اس کا واضح ثبوت ہے۔

ایک اور حدیث شریف جس سے ریڈیو کی تخصیص ہوتی ہے۔ ابن ماجہ نے ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونھا بغیر اسمھا یضرب علی رؤسھم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بھم الارض ویجعل منھم القردة والخنازیر [۲]

میری امت میں کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل دیں گے۔ ان کے سروں پر گانے بج رہے ہوں گے۔ (اور اسی قسم کی دوسری چیزیں ہونگی) اللہ انہیں زمین میں خسف فرمائے گا او ان میں سے بندر اور خنزیر بنائے گا۔

موجودہ دور میں لوگوں نے مختلف ناموں سے شراب بنالی ہے اور اس کو حلال کر رکھا ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ شراب نہیں حالانکہ وہ شراب ہی ہے۔ شراب خانوں میں دیگر لہو و لعب کی جگہوں میں اور مکانوں میں لوگ شراب پیتے ہیں اور ریڈیو اور گراموفون وغیرہ ان کے سروں پر بجتے رہتے ہیں۔ پناہ بخدا کہیں خدا انہیں خسف نہ فرمادے۔

اس حدیث کو متعدد طرق سے جماعت صحابہ نے روایت کیا ہے۔ صحیح بخاری میں ابو عامر یا ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہما نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔

[۱] دارمی۔ [۲] ابن ماجہ ص ۲۹۰۔

لیکونن من امتی اقوام یستحلون الخمر والحریر۔ (الحدیث) [۱]

میری امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو شراب اور ریشم کو حلال بنالیں گے۔

اور اسی میں یہ ہے کہ:

ویمسخ آخرین قردة وخنازیر الی یوم القیامة [۲]

اور دوسرے قیامت تک بندر اور خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیئے جائیں گے۔

ایک اور حدیث شریف میں جو قیامت کی نشانیوں کے بارے میں ہے ریڈیو کی طرف واضح اشارہ ہے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی حدیث میں یہ ہے - واتخذ القرآن مزامیر [۳] لوگ قرآن کو گانا بنالیں گے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر۔ ابن ماجہ کے نزدیک اس حدیث کی اصل وہ ہے جس میں امت کے تہتر فرقے ہو جانے کا ذکر ہے [۴] اب آپ دیکھتے ہیں کہ ریڈیو سے تلاوت ہوتی ہے اور اسی سے نغمے اور گانے نشر کیے جاتے ہیں۔ گویا ریڈیو گانے بجانے کا آلہ ہو گیا۔ کبھی گانوں سے پہلے اور کبھی موسیقی کے بعد تلاوت نشر ہوتی ہے گویا کہ قرآن کریم بھی گانا ہو گیا کہ ایک ہی نہج پر دونوں کو نشر کیا جاتا ہے۔ دیگر یہ کہ جس طرح لوگ نغمے سن کر سرور پاتے ہیں اسی طرح قرآن کریم کو اس صورت میں سن کر خوش ہوتے ہیں گویا اس کو بھی گانے کی ایک قسم بنا لیا اور ظاہر ہے کہ یہ چیز ریڈیو ہی کے ذریعے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آبدوز اور میزائل

ان ہی واقعات میں سے کہ جنہیں ہم فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق پاتے ہیں آبدوز کا پایا جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول - قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذاباً من فوقکم او من تحت ارجلکم [۵] ترجمہ: آپ فرما دیں کہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر

[۱] بخاری ص ۸۳۷ ج ۲۔ [۲] بخاری ص ۸۳۷ ج ۲۔
[۳] طبرانی کبیر۔ [۴] ابن ماجہ ص ۲۹۶
[۵] القرآن پ ۷ سورہ الانعام آیت ۶۵۔

تمہارے اوپر اور تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے"۔ سے بھی آبدوز[1] ثابت ہے پیچھے ہم نے ایک حدیث شریف ذکر کی کہ (اخرجہ احمد فی مسندہ من حدیث سعد بن ابی وقاص) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا ہونے والا ہے اور اب تک اسکی تاویل سامنے نہیں آئی ہے۔ اب اس کی تاویل اس طرح ہوئی کہ بمبار طیارے میزائل اور آبدوزیں وجود میں آئیں۔ چونکہ پچھلے مفسرین کرام کے زمانے میں اس قسم کی چیزیں نہ تھیں۔ اس لیے انہوں نے اوپر عذاب آنے کی تفسیر بادشاہوں کے ذریعہ کی۔ کہ بادشاہ کا غضب گویا اوپر سے نازل ہوتا ہے اور پاؤں کے نیچے سے عذاب کی تفسیر غلاموں کے ذریعے کی۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا نہیں لیکن چونکہ انہوں نے کوئی ایسی چیز نہ پائی جو اس آیت کے مطابق ہونے کی صلاحیت رکھے اس لیے انہوں نے یہ تفسیر فرمائی لیکن ہمارے زمانے میں اب الحمد للہ یہ چیزیں موجود ہیں۔ جن سے آیت کے معنی بالکل صحیح سمجھ میں آجاتے ہیں۔

فوٹوگرافی اور ٹیپ ریکارڈر

ان ہی میں سے جمادات کا بولنا ہے، جیسے کہ فوٹوگرافی[2] اور ٹیپ ریکارڈ (فقد روی احمد فی مسندہ من حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعۃ حتی تکلم السباع الانس، وحتی تکلم الرجل عذبۃ سوطہ وشراک نعلہ وتخبرہ بما احدث اھلہ من بعدہ۔[3]	اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ درندے انسان سے بات کریں گے اور آدمی کے کوڑے کا پھندہ اور اس کے جوتے کا تسمہ اس سے کلام

کرے گا، اور گھر میں اس آدمی کے بعد جو کچھ ہوا اس کی خبر دے گا۔

---

[1] آبدوز۔ ولندیزی انجینئر ۱۹۲۹ء میزائل۔ [2] کیمرہ نیپس سینٹر، فرانس ۱۸۲۶ء

[3] ترمذی صفحہ ۳۱۸ المستدرک صفحہ ۴۶۷ ج ۴ ۔

(ورواہ ایضاً الترمذی وقال حسن صحیح غریب والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم وابو نعیم فی الحلیۃ وغیرھم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور وہ ان لفظوں میں ہے۔

انھا امارات من امارات بین یدی الساعۃ اوشک الرجل ان یخرج فلا یرجع حتی یحدثہ نعلاہ و سوطہ ما احدث اھلہ من بعدہ۔[1]	یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، قریب ہے کہ آدمی گھر سے نکلے، اور جب واپس آئے گا تو جو کچھ اس کے گھر والوں نے اس کے بعد کیا ہوگا اس آدمی کے جوتے اور چابک اس کو وہ بتا دیں گے۔ اخرجہ احمد فی المسند۔

یہ اس چھوٹے سے آلہ کی طرف اشارہ ہے جو حال ہی میں ایجاد ہوا ہے۔ اور اسے آدمی ہاتھ میں بھی چھپا سکتا ہے اور جیب میں بھی رکھ سکتا ہے۔ یہ آلہ اہل مجلس کی باتوں کو ٹیپ کر لیتا ہے تاکہ ان کی باتیں اور ان کی آوازیں ان کے خلاف حجت بن سکیں جبکہ اہل مجلس کو اس کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ حدیث شریف یہ بتا رہی ہے کہ یہ آلہ عام ہو جائے گا اور اکثر لوگ اسے اسی غرض کے لیے استعمال کریں گے۔ تو آدمی جب اپنے گھر سے نکلے گا اس آلہ کو اپنے گھر میں چھوڑے گا تاکہ وہ اس کے بعد ہونے والی باتوں کو ریکارڈ کرے اور جب وہ واپس لوٹے تو ان لوگوں کی بات چیت سنے۔ جو انہوں نے اس کے جانے کے بعد کیں۔ گویا کہ وہ آلہ اس آدمی سے اس کی غیر موجودگی میں ہونے والی باتیں بیان کر رہا ہے۔ امریکہ اور یورپ میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ اگرچہ ہم تک ابھی وہ نہیں پہنچا ہے لیکن سرکاری کاموں کے استعمال کے لیے وہ ہر شہر میں موجود ہے۔

جس زمانے میں میری زبان بندی کی گئی، میں جیل میں ایک مقفل کوٹھڑی میں تنہا تھا۔ دو تین روز کے بعد ایک آدمی دروازے پر آیا اور مجھے پکار کر پوچھا کہ کیا لکھنا پڑھنا جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں! تو اس شخص نے دروازے کے نیچے سے ایک پرچہ اندر داخل کیا اور کہا کہ اس کو پڑھ لو پھر مجھے واپس دے دو۔ اس پرچہ میں یہ لکھا تھا کہ "صبر کرو وما صبرک الا باللہ" ان لوگوں نے

---

[1] مسند احمد۔

جیل سے باہر تمہارے لیے ایک کمرہ معین کیا ہے جس میں پلنگ کے نیچے ایک آلہ رکھا ہے تاکہ تم جو کچھ بھی بولو اس کو ریکارڈ کر لیا جائے۔ تو جب تم سے کوئی ملاقات کے لیے آئے اور تم اس سے بات چیت کرنا چاہو تو پرچہ پر لکھ کر بات کرنا زبان سے کچھ نہ بولنا" جیسا اس شخص نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔

ترمذی میں یہ حدیث مزید وضاحت سے ہے اور اس کے لفظ یہ ہیں :۔

والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعۃ حتیٰ تکلم السباع الانس وحتی یکلم الرجل عذبۃ سوطہ وشراک نعلہ وتخبرہ فخذہ بما احدث اھلہ بعدہ [1]	قسم بخدا! قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ درندے انسان سے بات کریں گے اور حتیٰ کہ آدمی اپنے چابک کے پھندنے اور اپنے جوتے کے تسمے سے بات کرے گا۔ اور آدمی کی ران اسے وہ باتیں بتائے گی جو اس کے بعد گھر میں ہوئی ہیں۔

اور یہ آپ جانتے ہیں کہ انگریزوں کی پتلونوں میں جیب ان کی رانوں کے مقابل ہوتی ہیں جس میں وہ اپنا ضروری سامان رکھتے ہیں۔ اور یہ کہ ان لوگوں کے پاس متعدد پتلونیں اور کئی جوتے ہوتے ہیں جن میں سے وہ ایک پتلون پہنتے ہیں اور باقی گھر میں ٹنگی رہتی ہیں اور ایک جوتا استعمال کرتے ہیں باقی جوتے گھر میں رکھے رہتے ہیں۔ اس چھوٹے سے آلے کو وہ اپنی پتلون کی جیب میں رکھتے ہیں اور وہ پتلون عادت کے مطابق گھر میں لٹکی رہتی ہے اور وہ آلہ بات چیت کو ٹیپ کر لیتا ہے۔ اسی طرح جوتا اور چابک جس کو عام طور پر یہ لوگ اپنے گھروں میں رکھتے ہیں۔ جب آدمی گھر واپس آتا ہے تو یہ آلہ وہ تمام ٹیپ شدہ باتیں جو اس کے بعد گھر میں ہوئی ہیں اس کو بتلا دیتا ہے گویا کہ اس کی ران، اس کے چابک کا پھندنا اور اس کے جوتے کا تسمہ ہی اس سے بات کر رہا ہے۔
اور اللہ زیادہ جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کیا ہے۔ ممکن ہے اس سے مراد کوئی ایسی چیز ہو جس کا ہم نے اب تک مشاہدہ نہیں کیا ہے۔

---

[1] ترمذی ص ۳۱۸۔

سرکس جس میں جانوروں مثلاً شیر چیتے اور ہاتھی وغیرہ کیسا کھیل ہوتا ہے

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حتی تکلموا لسباع الانس حتیٰ کہ درندے انسان سے کلام کریں گے۔ (اور ایک روایت میں "الانسان" ہے) اسی سرکس کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں جانور یعنی شیر چیتے اور ہاتھی وغیرہ ایسے عجیب وغریب کھیل دکھاتے ہیں کہ جن سے بہت سے انسان بھی عاجز ہیں۔ وہ کھیل دکھانے والا ان جانوروں کو مخاطب کرتا ہے تو وہ سمجھ جاتے ہیں۔ انہیں حکم دیتا ہے تو وہ کرتے ہیں۔ منع کرتا ہے تو وہ رُک جاتے ہیں یعنی جیسا وہ کھیل دکھانے والا چاہتا ہے یہ ویسا ہی کرتے ہیں۔ اس سے وہ باتیں معلوم ہوئیں جو اس کے علاوہ کسی اور طریقہ سے معلوم نہ ہو سکتی تھیں۔

وہ کُتّے جو مجرموں کو پکڑنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں

جاسوس کُتّے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "وحتی تکلم السباع الانسان" حتیٰ کہ درندے انسان سے بات کریں گے" سے ان جاسوسی کُتّوں کی طرف بھی اشارہ ہے جنہیں آج پولیس بڑے بڑے جرائم مثلاً قتل وغیرہ کے مرتکبین کا کھوج لگانے کے لیے استعمال کرتی ہے۔ یہ ایک خاص قسم کے کتے ہیں جو یورپ کے بعض شہروں میں پائے جاتے ہیں اور ان کو ایسی تربیت دی جاتی ہے کہ یہ مجرم کو پہچاننے میں غلطی نہیں کرتے۔ اور پھر چند مخصوص طریقوں سے پولیس کو بتلا دیتے ہیں۔ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ لغت اور شرع دونوں میں کتے درندوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

حدیث اگرچہ دوسرے معنی کا احتمال رکھتی ہے اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد کلام حقیقی ہو اور بعد میں کبھی ایسا ہو لیکن اس کو اس آلہ کے ساتھ ذکر کرنا کہ "جو لوگوں کی باتیں ٹیپ کرے گا اور آدمی کو اس کے پیچھے ہونے والی چیزوں کی خبر دے گا" اس پر قرینہ ہے کہ اس حدیث

میں یہی مراد ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں ایک ہی وقت میں ظاہر ہوئی ہیں۔

چڑیا گھر

درندوں کا انسان سے بات چیت کرنے کے علاوہ، ہم یہ بھی ذکر کریں گے کہ لوگوں کی سیر و تفریح کے لیے درندے اور دیگر ہر قسم کے جانور باغوں (چڑیا گھروں) میں جمع کیے جاتے ہیں اور اکثر شہروں میں چڑیا گھر ہوتے ہیں یہ چیز قیامت کی نشانیوں سے ہے اور اس کے انتہائی قرب کی علامت ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان علامات کو ان چیزوں کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ جو قیامت قائم ہونے کے بعد ہوں گی اور ان تمام اشراط کا آگے ایک ہی جواب ذکر فرمایا گویا کہ یہ سب ایک ہی وقت واقع ہوں گی۔ اسی وجہ سے بہت سے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ تمام نشانیاں قیامت قائم ہونے کے بعد کی ہیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے کچھ نشانیاں قیامت قائم ہونے سے قبل دنیا میں ہی ظہور پذیر ہوں گی اور کچھ آخر میں قیامت قائم ہونے کے بعد، جیسا کہ حضرت ابن عباس، ابی بن کعب اور ابو العالیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا۔

قال تعالیٰ واذا الوحوش حشرت[1] اور جب وحشی جانور جمع کیے جائیں۔ حشر کے معنی "جمع کرنا" اور "ملنا"۔ مختلف قسم کے جانور ان چڑیا گھروں میں جمع کر کے رکھے جاتے ہیں جو اسی مقصد کے لیے تیار کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنا حرام ہے اور شرعاً چند وجوہ سے ممنوع ہے۔

(۱) ان جانوروں کو پنجروں میں بند کر کے گویا عذاب دیا جا رہا ہے۔ اور بغیر کسی فائدہ شرعیہ کے ان کو ان کی فطری آزادی سے روک دیا گیا ہے۔

(۲) ان جانوروں میں بعض ایسے موذی اور خبیث جانور بھی ہوتے ہیں کہ جن کو قتل کرنا واجب ہے اور بغیر کسی فائدہ کے انہیں پالنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً کتوں کے بارے میں آیا کہ جو انہیں، شکار اور مویشیوں کی حفاظت کے علاوہ کسی اور وجہ سے پالے گا اس کے عمل میں روزانہ دو قیراط کی کمی ہو جائے گی[2] صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

[1] القرآن پ ۳۰ سورہ التکویر آیت ۵۔ [2] بخاری ص ۸۲۴ ج ۲۔

سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

اسی طرح خنزیر، چیر پھاڑ کرنے والے جانور سانپ، بچھو، چھپکلی، چوہے اور کوے یہ سب اس صنف سے ہیں کہ جن کو پالنا مطلقاً جائز نہیں۔

(۳) یہ ایک لغو اور باطل کام ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

(۴) جو اموال روزانہ ان جانوروں پر صرف کیے جاتے ہیں اگر یہی چیزیں، دس بلکہ سو غریب خاندانوں پر خرچ کی جائیں تو ان کی حاجت پوری اور ان کا فقر و فاقہ دور ہو سکتا ہے۔

(۵) مال ضائع کرنا حرام ہے، اگر فقراء پر یہ مال خرچ نہیں کیا جاتا، کم از کم اس مال کو بچا کر رکھنا تو اس بات سے اولیٰ ہے کہ یہ مال ان جانوروں پر خرچ کیا جائے جن کا رزق اللہ تعالے نے جنگلوں ہی میں کیا ہے۔

اور یہی بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت کی نشانیوں میں کیا کہ جب یہ واقعات ہوں گے قیامت قائم ہو جائے گی اور جس نے جو کیا ہو گا وہ اس کو جان لے گا اور اس میں کفار کے ساتھ تشبیہ بھی ہے اس لیے کہ انہوں نے اس بدعت کو پیدا کیا ہے اور ظاہر ہے کہ کفار کی بدعتوں اور ان کے خواص کی اقتدا کرنا حرام ہے۔

پٹرول اور گیس[1]

ان ہی میں سے پٹرول اور گیس کے وہ ذخائر ہیں جو زمین سے دستیاب ہوئے اور ساری دنیا میں کام آتے ہیں مثلاً کاریں، ریل گاڑیاں، اسٹیمر، ہوائی جہاز، موٹریں، موٹر سائیکل، آٹا پیسنے کی چکیاں، تندور، اس کے علاوہ سینکڑوں اشیاء ایسی ہیں جن میں ان کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً چولہے اور ایسی ہی دوسری چیزیں، یہ تمام چیزیں قیامت کی نشانیوں میں مذکور ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کانوں کے بارے میں خبر دی۔ اور کانوں کے جگہیں معین فرما دیں۔ پٹرول کو آپ نے سونا فرمایا جیسا کہ آج بھی لوگ اسے "کالا سونا" کہتے ہیں۔

[1] سب سے پہلے پٹرول امریکہ میں دریافت ہوا۔

اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ بعض احادیث میں اس کو ایسے خزانہ سے تعبیر فرمایا ہے کہ جس میں سونا چاندی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ؛۔

والطور۔ وکتاب مسطور۔ فی رق	طور کی قسم۔ اور اس نوشتہ کی جو
منشور۔ والبیت المعمور۔ والسقف	کھلے دفتر میں لکھا ہے۔ اور بلند چھت
المرفوع۔ والبحر المسجور۔[1]	اور سلگائے ہوئے سمندر کی۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذا البحار سجرت [2] اور جب سمندر سلگائے جائیں ؛ یعنی آگ جلائی جائے (کما قال علی وابن عباس ومجاہد وسعید بن جبیر وعبید بن عمیر وجماعۃ من ائمہ التفسیر من السلف)۔

آپ جانتے ہیں کہ زمین میں پٹرول کے سمندر موجود ہیں۔ پیچھے ہم نے ذکر کیا کہ ابی بن کعب، ابن عباس، ابو العالیۃ اور کثیر سلف رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ یہ نشانی قیامت قائم ہونے سے قبل دنیا میں ظاہر ہوگی۔ ان لوگوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں بارہ علامات ذکر فرمائی ہیں۔ ان میں سے چھ دنیا میں اور چھ آخرت میں ہوں گی۔ واذا البحار سجرت تک دنیا میں ہونے والی علامتیں ہیں اور اس کے بعد والی آخرت کی [3] کما رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم۔ اور چونکہ یہ علامت، دنیا میں ہے اور قیامت کی نشانیوں سے ہے، یعنی تیل کے سمندر کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدائش دنیا کے وقت ہی زمین میں محفوظ فرمادیا تھا۔ اور ان کو استعمال کرنے کے لیے ان کا انکشاف اور زمین سے استخراج ہمارے اس زمانے میں ہوا جب کہ تمام چھ علامتیں جو سورہ میں مذکور ہیں وہ بھی پائی جارہی ہیں جیسا کہ ہم نے بتایا کہ واذا العشار عطلت سے مراد موٹریں اور واذا الوحوش حشرت سے مراد چڑیا گھر ہے۔ اور باقی کو ہم آگے بیان کریں گے، تو اب اس بات کا تعین ہوگیا کہ آیت میں پٹرول وغیرہ ہی مراد ہیں۔

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ لوگ پٹرول کو "کالا سونا" کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جن مواضع میں یہ نکلے گا ان میں عراق، فارس، نجد اور ان کے

---

[1] القرآن پارہ ۲۷ سورۃ الطور آیت ۱ - ۶ ۔ [2] القرآن پ۳۰ سورہ التکویر آیت ۶ ۔
[3] ابن جریر ۔

آس پاس وجوار کا علاقہ ہے۔ اور یہ علاقے حجاز کے قریب ہیں۔ اس کی تعبیر ایسے خزانے سے کی گئی ہے کہ جو نہ سونا ہو اور نہ چاندی، چنانچہ اب پٹرول مراد لینے میں کوئی شک نہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یوشک الفرات ان یحسر عن کنز	عنقریب فرات سے سونے کا ایک خزانہ
من الذھب فمن حضر فلا یأخذ	ظاہر ہوگا۔ تو جو شخص وہاں موجود ہو وہ
منہ شیئاً [1]	اس میں سے کچھ نہ لے۔ (الحدیث)

اور مسلم نے ان ہی سے دوسرے الفاظ میں یوں ذکر کیا ہے۔

لا تقوم الساعۃ حتی یحسر	قیامت ہونے سے قبل فرات سونے کا
الفرات عن جبل من ذھب	ایک پہاڑ ظاہر کرے گا کہ جہاں لوگ
یقتتل الناس علیہ فیقتل من کل	قتل کیے جائیں گے اور ہر سو میں سے ننانوے
مائۃ تسعۃ وتسعون [2]	وہاں مارے جائیں گے۔

مسلم بھی ابی بن کعب سے راوی کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یوشک الفرات ان یحسر	عنقریب فرات سونے کا ایک پہاڑ
عن جبل من ذھب فاذا	ظاہر کرے گا تو لوگ اس کے بارے میں
سمع بہ الناس ساروا	سن کر ادھر جائیں گے، جس شخص کے
الیہ فیقول من عندہ لئن	پاس یہ ہوگا وہ کہے گا کہ اگر ہم لوگوں کو
ترکنا الناس یأخذون	اس سے لینے کے لیے چھوٹ دیدیں تو
منہ لیذھبن بہ کلہ	لوگ تو یہ سب لے جائیں گے اس پر
فیقتتلون علیہ فیقتل من	لوگ قتل کیے جائیں گے اور ہر سو میں
کل مائۃ تسعۃ وتسعون [3]	سے ننانوے قتل کیے جائیں گے۔

اسی طرح احمد نے مسند میں ابی بن کعب سے اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابوہریرہ۔

---

[1] بخاری ص ۱۰۵۴ ج ۲ ۔ [2] مسلم ص ۳۹۱ ج ۲ ۔
[3] مسلم ص ۳۹۱ ج ۲ ۔

سے روایت کیا ہے اور ان سب نے پہلے خزانہ والی حدیث اور اس کے بعد جبل کی روایت کو ذکر کیا ہے۔[1] لیکن ابن ماجہ کی روایت میں یہ ہے کہ ہر دس میں سے نو آدمی مارے جائیں گے اور ایک باقی بچے گا۔[2] مطلب یہ ہے کہ قتل بہت زیادہ ہوں گے۔ تحدید مراد نہیں۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو دیکھیں کہ:۔

فیقول من عندہ لئن ترکنا	جس کے پاس یہ ہو گا وہ کہے گا کہ اگر
الناس یأخذون منه	ہم لوگوں کو اس میں سے لینے کی چھوٹ
لیذهبن به کله۔	دے دیں تو لوگ تو یہ سب لے جائیں گے۔

گویا آپ اسی معاملے کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جس کو آج وہ ممالک کرتے ہیں جہاں پر پٹرول پایا جاتا ہے اور وہی بات یہ لوگ کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی۔ اب پٹرول کی وجہ سے اس جنگ کا ہونا بھی ضروری ہے جس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ چنانچہ امریکہ اور روس کے درمیان اختلاف پٹرول کی وجہ سے ہے۔ اور جب ایٹم بموں سے جنگ ہو گی تو آبادیاں ویران ہو جائیں گی۔ اور سو افراد میں سے مشکل سے ایک ہی بچے گا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ عراق کے پٹرول کی بات تھی اور ایران بھی اگرچہ عراق کے تذکرہ میں آ گیا کیونکہ عجم کا عراق ایران ہی ہے لیکن پھر بھی ایران کے پٹرول کے بارے میں تخصیص موجود ہے۔
ابو الغنائم الکوفی کتاب الفتن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ انہوں نے فرمایا۔

"ویحا للطالقان فان لله	"افسوس ہے" طالقان" کے لیے اس
فیه کنوزا لیست من ذهب	میں اللہ تعالیٰ نے ایسے خزانے رکھے
ولا فضة، والطالقان من	ہیں جو سونا اور چاندی نہیں۔ طالقان
قزوین، وتلک ناحیة وجود	قزوین (ایران) میں واقع ہے اور اس
البترول[3]	علاقہ سے پٹرول پایا جاتا ہے۔

آپ کا قول "فیه کنوزا لیست من ذهب ولا فضة" بڑی ہی تعجب خیز تصریح ہے

۱؎ ابو داؤد ص ۱۳۴ ج ۲۔ ۲؎ ابن ماجہ ص ۲۹۳۔
۳؎ کتاب الفتن

جو حرف بحرف واقع کے مطابق ہے۔
اور نجد و بصرہ کے پٹرول کے بارے میں مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کا قول موجود ہے کہ:۔

تخرج معادن مختلفة معدن	مختلف کانیں نکلیں گی اور ان میں سے
منها قریب من الحجاز یأتیه	ایک کان حجاز کے قریب ہے۔ وہاں
من اشرار الناس[1]	سب سے بُرے لوگ آیا کریں گے۔

یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن رفع کا حکم رکھتی ہے بلکہ مرفوع صریح بھی آئی ہے لیکن اس میں تعیین مکان نہیں ہے (فروی احمد فی مسنده من حدیث رجل من بنی سلیم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ:۔

ستکون معادن یحضرها	عنقریب ایسی کانیں ہوں گی جن کا انتظام
شرار الناس[2]	بدترین لوگ سنبھالیں گے۔

اور طبرانی اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

لا تقوم الساعة حتی تظهر	قیامت قائم ہونے سے قبل بہت سی
معادن کثیرة لا یسکنها الا	ایسی کانیں نکلیں گی جن پر صرف کمینوں
اراذل الناس[3]	کا ہی قبضہ ہو گا۔

تو یہ کانیں یقیناً وہی پٹرول کے کنویں ہیں جو ہمارے وقت میں برآمد ہوئے ہیں اور قیامت کی نشانیوں سے ہیں کیونکہ سونے چاندی کی کانیں تو اول دنیا سے ہی موجود ہیں اس لیے کہ سونا تو اگلے لوگوں کے پاس کافی مقدار میں موجود ہوتا تھا۔ اور اس کی تاکید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "یحضرها شرار الناس" (ان کا انتظام بدترین لوگ سنبھالیں گے) سے ہوتی ہے کیونکہ پٹرول کے ذخائر کفار کے ہاتھوں میں ہیں اور وہی اسے نکال کر استعمال کے قابل بناتے ہیں اور یہ کفار

۱؎ المستدرک ص ۴۵۸ ج ۴۔ ۲؎ مسند امام احمد ص ۴۳۰ الجزء الخامس۔
۳؎ طبرانی اوسط۔

یقیناً شریر اور بدترین لوگ ہیں۔

« یحضرھا ، بضم الیاء وفتح الحاء وکسر الضاد المشددۃ ؛ استعمال کے قابل بنا دینا۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول میں بھی پٹرول کی طرف اشارہ ہے۔

اذا زلزلت الارض زلزالھا	اور جب زمین تھرتھرا دی جائے جیسا
واخرجت الارض	اس کا تھرتھرانا ٹھہرا ہے۔ اور زمین اپنے
اثقالھا۔ (الآیۃ) [1]	بوجھ باہر پھینک دے۔

جب زمین کو آلات کے ذریعے حرکت دی گئی یعنی اسے کھودا گیا اور اس میں پٹرول اور گیس کے کنوئیں تلاش کیے گئے تو زمین نے اپنے بھاری بوجھوں کو لاکھوں ٹن پٹرول اور گیس کی شکل میں باہر نکال دیا۔ (وقال الانسان مالھا) اور آدمی اس کے نکالنے پر تعجب کرتے ہوئے کہے کہ اسے کیا ہوا، یا اس سے مراد وہ زلزلے ہیں جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ وتکثر الزلازل ؛ زلزلوں کی کثرت ہوگی، یعنی آخر زمانہ میں بہت زلزلے آئیں گے۔ متعدد احادیث صحیحہ میں یہ مروی ہے۔ زمین میں یہ زلزلے اس وقت آرہے ہیں جبکہ زمین نے اپنے بوجھوں یعنی پٹرول وغیرہ کو نکال باہر کیا ہے اور آدمی کہتا ہے کہ کیا بات ہے کہ زمین میں اس قدر زلزلے آرہے ہیں[2] اور جب یہ سب کا سب واقع ہے تو مابعد کا انتظار کیا جائے کیونکہ زمانہ علم الٰہی کی نسبت کے اعتبار سے ایک ہی ہے اور اللہ تعالیٰ امور متباعدہ کو جمع فرما کر ان سب کو ایک ہی طور پر چلائے گا کیونکہ اس کے علم سے تو سب کا تحقق اور حضور ہے۔

پہاڑ توڑ کر سڑکوں کی تعمیر

ان ہی واقعات میں سے پہاڑوں کا سواریوں کے لیے جو ان پر چلتی ہیں اپنی جگہ سے زائل ہو جانا ہے یعنی موٹروں اور گاڑیوں کے لیے راستے بن جانا، سڑکوں اور شہر کے گرد و نواح کا وسیع ہو جانا، اور اس کے علاوہ دیگر چیزیں جو مشاہدے کے مطابق آج زمین میں کثرت سے واقع ہیں

[1] پ۳۰ سورہ الزلزال آیت ۱-۲ ، [2] ایٹمی دھماکوں سے جو زمین میں حرکت پیدا ہوتی ہے، جو زلزلہ کی مانند ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :- واذا الجبال سیرت ؛ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔[1] ہم نے پہلے بتایا کہ یہ علامت قیامت قائم ہونے سے قبل دنیا میں ظاہر ہوگی۔ تسییر کے معنی اپنی جگہ سے زائل ہو جانا۔

امام احمد اپنی مسند میں سمرۃ بن جندب سے راوی۔ انہوں نے صلاۃ کسوف میں اس حدیث کو روایت کیا اور اس کے بعد اس کا خطبہ ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے۔

وایم اللہ لقد رأیت منذ	قسم بخدا میں نے نماز پڑھتے میں وہ
قمت اصلی ما انتم	چیز دیکھی ہے جس کو تم اپنے دین اور
لاقون فی امر دینکم	آخرت کے امر میں پاؤ گے اور وہ یہ
وآخرتکم وانہ واللہ لا تقوم	ہے کہ خدا کی قسم قیامت قائم ہونے سے
الساعۃ حتی یخرج ثلاثون کذابا	قبل تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ان میں
وآخرھم الاعور الدجال۔[2]	آخری کانا دجّال ہوگا۔

پھر آپ نے مسلمانوں اور یہودیوں کی جنگ فلسطین کا ذکر کیا اور فرمایا۔

ولن یکون ذالک حتی	ایسا اس وقت ہوگا جب کہ تم ایسے
ترون امورا یتفاقم شانھا	واقعات دیکھو گے جن کی شان تمہارے
فی انفسکم وتساءلون	لیے بہت بلند ہوگی اور تم آپس میں
بینکم ھل کان نبیکم ذکر لکم	پوچھو گے کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
منھا ذکرا، وحتی تزول	نے اس کے بارے میں کچھ فرمایا تھا اور
الجبال عن مراتبھا۔[3]	جبکہ پہاڑ اپنے جگہ سے ختم ہو جائیں گے۔

بزار اور طبرانی نے ان الفاظ میں روایت کیا۔

لا تقوم الساعۃ حتی تروا	قیامت قائم ہونے سے قبل تم ایسے
امورا عظاما لم تکونوا	بڑے واقعات دیکھو گے جو تم نے
ترونھا وحتی تزول الجبال	کبھی نہ دیکھے ہوں گے اور پہاڑ اپنی

[1] القرآن پ۳۰ سورۃ التکویر آیت ۳۔ [2] مسند احمد

[3] مسند احمد۔

عن اماکنہا [1] — جگہ سے ختم ہو جائیں گے ۔

امام احمد نے علاماتِ قیامت کے بیان میں عبداللہ بن مسعود سے ایک حدیث روایت کی جو لیلۃ الاسرا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے، آخر حدیث میں یوں ہے ۔

ثم تنسف الجبال وتمد الارض — پھر پہاڑ گرا دیئے جائیں گے اور زمین
مد الادیم [2] — چمڑے کی طرح پھیلا دی جائے گی ۔

پھر فرمایا "کہ اس رات میں میرے رب نے مجھے ذمہ دار بنایا تھا کہ یہ جب ہوگا جبکہ ایسا ایسا ہوگا کیونکہ قیامت کی مثال اس حاملہ اونٹنی کی طرح ہے جو بچہ جننے کے قریب ہو اور اس کے مالک کو پتہ نہیں کہ دن یا رات میں یہ کس وقت بچہ کو جنے گی ۔"

یہ نسف اس نسف کے علاوہ ہے جو قرآن کریم کی اس آیت میں ہے : ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفہا ربی نسفا [3] "اور تم سے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کرکے اڑا دے گا۔" کیونکہ وہ نسف تو قیامت قائم ہونے کے بعد ہوگا جس دن کہ پہاڑ دھنکی اون کی طرح ہو جائیں گے اور یہ نسف (جو حدیث میں مذکور ہے) قیامت قائم ہونے سے قبل ہوگا بلکہ یہ تو قیامت کی ان علامات اور نشانات سے ہے جو قربِ قیامت پر دلالت کرتی ہیں۔ اس نسف کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ دنیا میں ہر روز کہیں پہاڑ کو ڈائنامیٹ [4] سے اڑایا جا رہا ہے کہیں آلات کے ذریعہ کھدائی کرکے اور اس طرح پہاڑوں والی زمین کو چمڑے کی طرح پھیلایا جا رہا ہے ۔ حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو ان تمام چیزوں کو اسی حالت پر پائیں گے ۔

بجلی اور اس کی روشنی

ان ہی واقعات میں سے بجلی [5] ہے کہ آج گھروں میں، راستوں میں، کاروں اور گاڑیوں کے

---

[1] طبرانی ۔ [2] مسند احمد صفحہ ۳۷۵ الجزء الاول ۔ [3] القرآن پ ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت ۱۰۵ ۔
[4] بجلی، ٹامس ایڈیسن، امریکی ۱۸۹۲ء

سفر میں اس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے ۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس قول سے اس کی مراد کیا ہے ۔ واذا النجوم انکدرت [1] "اور جب ستارے ماند پڑ جائیں" پیچھے ہم نے صحابہ کرامؓ اور دیگر تابعین سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ان علامات میں سے ہے جو قیامِ قیامت سے قبل دنیا میں پائی جائیں گی ۔ انکدار النجوم کے معنی ہیں ستاروں کی روشنی کا ماند پڑ جانا، یا بجلی کی روشنی کی موجودگی میں ان کی روشنی بالکل ختم ہو جانا، راستوں اور سفر میں تاروں کی روشنی سے بے پرواہ ہو جانا، اندھیری راتوں میں راہ پہچاننے کے لیے ان سے مدد نہ لینا، کیونکہ بجلی کی روشنی سے قبل اندھیری راتوں میں لوگ صرف ستاروں کی مدد سے ہی راہ پہچانتے تھے ۔ جب بجلی ایجاد ہوگئی تو ستاروں کی روشنی ماند پڑ گئی اور لوگ ان سے بے نیاز ہو گئے، جیسے کہ کاروں اور ریل گاڑیوں کی ایجاد کے بعد لوگ اونٹ سے بے نیاز ہو گئے اور انہوں نے اونٹ پر سفر کرنا چھوڑ دیا اور اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں یوں ذکر فرمایا "واذا العشار عطلت ۔ جب جوان اونٹنیاں چھوٹی پھریں" اس کا بیان پیچھے گذر چکا ہے ۔

اس کی مزید تائید اور وضاحت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو انکدار اذہاب نور سے تعبیر نہیں کیا بلکہ تکویر (لپیٹ دیا جانا) سے تعبیر کیا ۔ اس لیے کہ بجلی کی کتنی ہی روشنی کیوں نہ ہو سورج کی روشنی پر اثر نہیں کر سکتی ۔ ہاں اس کے برعکس ہوتا ہے کہ سورج بجلی کی روشنی پر اثر کرتا ہے لہٰذا سورج کے سامنے بجلی کی کوئی حقیقت نہیں ہے بخلاف تاروں کے ۔

مصنوعی بارش

ان ہی واقعات میں سے کہ جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے ہم انہیں دیکھیں گے، مصنوعی بارش ہے جو مختلف آلات کی مدد سے اوپر سے نازل کی جاتی ہے اور مختلف شہروں میں اس کا تجربہ کامیاب رہا ہے اور اس سے زمین سیراب ہوئی ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر احادیث صحیحہ میں جو دجال کے بارے میں ہیں مصنوعی بارش

---

[1] القرآن پ ۳۰ سورہ التکویر آیت ۲ ۔

کی خبر دی ہے مثلاً حدیث نواس بن سمعان وغیرہ۔ یہ تو کسی سے مخفی نہیں کہ دجال یہودی ہوگا اور یہودی روز اس کے خروج کا انتظار کرتے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت میں یہودیوں کو جو حکومت دی ہے وہ اسی لیے ہے کہ وہ دجال کے خروج کی راہ ہموار کریں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے فتنہ کے ذریعہ عالم کی آزمائش کرے جس کا علم اسے پہلے سے ہے۔ جیسے کہ یہ بھی مخفی نہیں کہ یہودیوں کی حکومت مال و دولت اور ان افراد سے میل جول کی وجہ سے ہے۔ جو یورپ کے ترقی یافتہ ممالک میں پلتے بڑھتے ہیں اسی وجہ سے حکومت یہودیوں کا شمار نوعمری ہی میں ترقی یافتہ ممالک میں ہونے لگا، ان کے پاس ایسی مشینریاں موجود ہیں جن سے نہ صرف وہ اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں بلکہ ان کی وجہ سے یہ لوگ تہذیب یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو گئے چنانچہ جب ان کا جھوٹا اور کانا امام نکلے گا تو ان کے پاس ہر وہ جدید مشینری پائے گا کہ جن کی مدد سے وہ لوگوں کو گمراہ کر سکے، انہیں کافر بنا سکے اور انہیں بہکا سکے اور جو اس کے مقابلہ پہ آئے یا اس سے مزاحمت کرے اس سے جنگ کر سکے یعنی آلات حرب اور آلات سفر اور تنقل ہوائی جہاز، موٹریں اور اس کے علاوہ دیگر ضروری آلات مثلاً وہ چیز کہ جس سے آسمان سے بارش برسا سکے، اور کھانے پینے کی اشیاء، اٹھانے والی گاڑیاں، آٹا پیسنے اور کھانے پکانے کی مشینیں اور تمام وہ چیزیں جو اس وقت جنگوں میں استعمال کرنے کے لیے تمام ممالک کے پاس موجود ہیں۔ فوج کے پاس ہر اس چیز کی سہولت ہوتی ہے جس کی اسے ضرورت ہوتی ہے حتیٰ کہ کپڑے دھونے کی مشین جس میں ایک طرف میلا کچیلا کپڑا ڈالا جائے تو وہی کپڑا صاف و شفاف اور استری ہو کر دوسری طرف سے نکل آتا ہے اور پہننے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح گندم مشین میں ڈالا جاتا ہے وہیں وہ پستا ہے، چھنتا ہے، آٹا گوندھا جاتا ہے، روٹی بنتی ہے اور وہیں سے پک کر تیار ہو کر نکلتی ہے[1] یہ وہی چیز ہے جو کانے دجال کے ساتھ بھی ہوگی۔ اس کے علاوہ اس کے پاس کچھ جادو ٹونے ہوں گے تاکہ اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں اس فتنے کو چاہے اپنے امر کو پورا فرما دے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں اشارہ

[1] یہ وہی پلانٹ ہے جو اب پاکستان میں "پکی پکائی تازہ روٹی" فراہم کرتا ہے۔ مترجم ۱۲۔

فرمایا ہے۔ ہوائی جہازوں اور موٹروں کے ذریعہ دجال کا سفر اور ان کے ذریعہ روئے زمین کے طواف کرنے کے بارے میں جو احادیث وارد ہیں ہم نے انہیں پیچھے موٹروں اور طیاروں کے بیان میں ذکر کیا ہے۔ ہاں بارش برسانے کا آلہ، پانی، کھانا اور آٹا اٹھانے والی گاڑیاں وغیرہا کے بارے میں جو چند احادیث ہیں وہ یہ ہیں (منہا حدیث اسماء بنت یزید انہا سمعت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے درمیان تشریف رکھتے تھے کہ آپ نے فرمایا:-

احذرکم المسیح وانذرکموہ وکل نبی قد حذرہ قومہ وھو فیکم ایھا الامۃ وساحکی لکم من نعتہ مالم تحک الانبیاء قبلی لقومھم، وھو اعور ولیس اللہ باعور، بین عینیہ کافر یقرؤہ کل مومن کاتب وغیر کاتب، اکثر من یتبعہ الیھود والنساء والاعراب ترون السماء تمطر وھی لا تمطر، والارض تنبت وھی لا تنبت، ویقول الاعراب ماتبغون منی الم ارسل السماء علیکم مدرارا۔ (الحدیث)[1]

(رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن)

میں تمہیں مسیح کے خطرے سے آگاہ کرتا ہوں اور اس سے تم کو ڈراتا ہوں ہر نبی نے اس سے اپنی قوم کو ڈرایا۔ اے امت! وہ تم میں سے ہوگا۔ میں تمہیں اس کی ایسی باتیں بتاؤں گا جو کسی نبی نے مجھ سے پہلے اپنی قوم کو نہیں بتائیں۔ وہ کانا ہوگا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر مومن پڑھا لکھا اور جاہل پڑھ سکے گا، اس کے اکثر پیروکار یہودی اور عورتیں اور دیہاتی ہونگے تم آسمان سے بارش دیکھو گے حالانکہ وہ بارش نہیں، تم زمین سے سبزہ دیکھو گے حالانکہ وہ سبزہ نہیں اور وہ دیہاتیوں سے کہے گا کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ کیا آسمان سے تم پر شرّاٹے کا مینہ نہیں برسایا۔

(وفی مسند احمد من حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

[1] طبرانی کبیر۔

" دجال دین کے جھنڈے میں علم سے پیٹھ موڑتا ہوا نکلے گا۔ اس کے لیے چالیس راتیں ہونگی جن میں وہ زمین کی سیر کرے گا۔ ان چالیس دنوں میں سے ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک مہینہ کے برابر، اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا۔ اور باقی دن تمہارے ان ایام کی طرح ہونگے اس کا ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سواری کرے گا۔ اس گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کی چوڑائی ہوگی، وہ لوگوں سے کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں! حالانکہ وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب عزوجل کانا نہیں۔ اس کی آنکھوں کے درمیان ہجوں سے کافر لکھا ہوگا جسے ہر مومن پڑھا لکھا اور جاہل پڑھے گا۔ وہ ہر چشمہ اور ہر گھاٹ پر پہنچے گا سوائے مکہ اور مدینہ کے کہ یہ دونوں شہر اللہ عزوجل نے اس پر حرام کردیئے۔ اور ان دونوں کے دروازوں پر فرشتے کھڑے ہوں گے۔ اس کے ساتھ روٹی کے پہاڑ ہونگے۔ اور سوائے اس کے متبعین کے سب لوگ سخت مشکل میں ہوں گے۔ اس کے پاس دو نہریں ہوں گی جن کے بارے میں، میں اس سے زیادہ جانتا ہوں۔ ایک نہر کو وہ جنت کہے گا اور دوسری کو دوزخ — جس کو وہ اپنی جنت میں داخل کرے گا وہ دوزخ میں ہے اور جس کو وہ اپنی دوزخ میں داخل کرے گا وہ درحقیقت جنت میں ہے۔" آپ نے فرمایا! اس کے ساتھ شیاطین بھیجے جائیں گے جو لوگوں سے بات چیت کریں گے اور ان سے کہیں گے کہ اے لوگو! کیا اس قسم کا کام رب کے علاوہ کوئی اور کرسکتا ہے۔"[1]

تو وہ لوگ کہ جن سے شیاطین ایسی بات کہیں گے وہی گاؤں کے رہنے والے دیہاتی ہیں جیسا کہ اس کی تصریح اس سے پہلے حدیث اسماء میں گزر گئی۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وصف ہے ہے۔ گاؤں کے رہنے والے دیہاتی ان ایجادات کو جانتے ہی نہیں اور نہ ان آلات کی حقیقت سے واقف ہیں جو اس کے ساتھ ہوں گے۔ اسی وجہ سے دجال یہ کام شہروں میں اور ان لوگوں کے درمیان نہیں کرے گا جو مصنوعی بارش برسانے والے آلات سے واقف ہیں۔ اسی طرح روٹی کا وہ پہاڑ اور پانی کی نہر جو اس کے ساتھ ہوگی درحقیقت پہاڑ اور نہر نہیں بلکہ وہ مصنوعی ہوں گی جو ایسی سواریوں پر رکھے ہوں گے جو اس کے ساتھ ساتھ گاؤں گاؤں جائیں گی۔ لوگ اس زمانہ میں قحط زدہ اور حاجت مند ہوں گے کیونکہ دجال کے خروج سے پانچ سال قبل اور ایک روایت میں تین سال پہلے سے ان علاقوں میں بارش نہ ہوئی ہوگی اور اکثر قحط زدہ افراد دیہاتی ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول،

---

[1] مسند احمد۔

"واکثر من یتبعہ الیھود والنساء والاعراب" اس کے اکثر متبعین یہودی، عورتیں اور دیہاتی ہوں گے" سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایمان اور عقل کی کمزوری کی وجہ سے عورتوں کی طرح دجال کے فتنہ سے آزمائے جائیں گے اور یہود تو ایسی قوم ہے جس پر خود اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی

ہمارے مذکور پر قاطع یہ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم حضرت مغیرہ بن شعبہ سے راوی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا کہ وہ دجال کے بارے میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری بہ نسبت کثرت سے سوال کرتا ہو۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں کیا چیز ضرر دیتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ دجال کے پاس روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ پر اس سے زیادہ آسان ہے۔"[1]

ان کے اس پوچھنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ ان چیزوں کے دجال کے ساتھ پائے جانے کا انکار کر رہے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کی خبر تو دی ہے جیسا کہ دیگر احادیث میں موجود ہے ان کے اس انکار کا مطلب یہ تھا کہ یہ چیزیں درحقیقت اس کے پاس نہ ہوں گی اور نہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسمان کو مسخر فرمائے گا کہ وہ اس کا مطیع ہو کہ جب بھی دجال چاہے بارش برسائے گا اور نہ اس کے ساتھ حقیقتاً کوئی نہر ہوگی اور نہ اس کے ساتھ روٹی کا حقیقتاً کوئی پہاڑ ہوگا۔ بلکہ یہ تمام چیزیں ان اسباب کی وجہ سے ہوں گی جو اللہ تعالیٰ اس کے غیروں کو عطا فرمائے گا اور انگریز ان اشیاء کو اس کے ظاہر ہونے سے قبل ایجاد کرلیں گے۔ جب وہ آئے گا تو ان لوگوں سے وہ اسباب حاصل کرلے گا اور پھر وہ لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتے وقت ان اسباب سے تائید حاصل کرے گا پھر لوگوں کو اپنے معجزے کے طور پہ دکھائے گا، نادانوں کو بے وقوف بنائے گا اور ساتھ ساتھ اپنے ان جادوگروں اور شیطانوں سے مدد بھی حاصل کرلے گا جو ضلال اور گمراہی میں اس کے مددگار ہوں گے۔ اسی لیے علماء نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا کہ ھو اھون علی اللہ من ذلک۔ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پاس حقیقتاً نہر وغیرہ نہ ہوں گی بلکہ یہ آنکھوں پر ایک قسم کی تخییل اور تشبیہ ہوگی تو یہ سمجھا جائے گا کہ یہ پانی ہے۔ حالانکہ اس کے پاس پانی نہ ہوگا، اور یہ سمجھا جائے گا کہ اس کے پاس روٹی کا پہاڑ ہے حالانکہ وہ کچھ بھی نہ ہوگا۔

---

[1] بخاری ص۱۰۵۵ ج ۲۔ مسلم ص۴۰۳ ج ۲۔

لیکن اس تاویل کا فساد و بطلان مخفی نہیں کیونکہ دیگر احادیث میں آیا ہے کہ جو لوگ اس کی اتباع کریں گے اور اس پر ایمان لائیں گے انہیں وہ اس میں سے کھلائے گا اور پلائے گا۔ اور بارش بھی برسائے گا حتیٰ کہ دیہاتی اس کی تصدیق بھی کریں گے اس بارش سے فصل تیار ہوگی، جانور موٹے ہوں گے اور تھن بھر جائیں گے حالانکہ اس سے قبل زمین پر قحط پڑ چکا ہوگا۔ تو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ صرف خیالی معاملات ہوں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ پچھلے شارحین نے ان مشینوں کا مشاہدہ نہیں کیا جو ہمارے دور میں پائی جا رہی ہیں اور جن کے ذریعے ان احادیث کی کہ جن میں ان چیزوں کا ذکر ہے اور وہ حدیث کہ جس میں ھو اھون علی اللہ ذلک ہے کی تصدیق ہوتی ہے اس لیے انہوں نے تخییل و تشبیہ پر محمول کیا۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا۔ والحمد للہ۔

ٹریکٹر و دیگر آلاتِ زراعت

ان ہی واقعات میں سے آلاتِ زراعت و کاشت کاری ہیں جو ابھی نئے ایجاد ہوئے ہیں۔ ابی امامۃ الانصاری کی حدیث میں اس کے بارے میں اشارہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ:-

لا تقوم الساعۃ حتیٰ ترجعوا حراثین[1] (رواہ الطبرانی فی الکبیر)	قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم لوگ پھر کسان ہو جاؤ گے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "ترجعوا حراثین" کا مطلب یہ ہے کہ تم میں ان لوگوں کی کثرت ہو جائے گی جو زراعت میں مشغول ہو جائیں گے۔ اور اسی کو کسبِ معاش اور تجارت کا وسیلہ بنائیں گے۔ ورنہ یوں تو کاشت کاری روزِ اوّل سے ہی موجود ہے۔ دراصل یہاں آلاتِ زراعت یعنی ٹریکٹر وغیرہ کی طرف اشارہ ہے کہ جن کے ذریعہ اس وسیع و عریض زمین میں کھیتی کرنا آسان ہو گیا ہے جن میں کہ پہلے جانوروں کے ذریعہ زمین کے دسویں حصے بلکہ دسویں حصے کے بھی نصف میں زراعت کرنے سے انسان عاجز تھا۔ لیکن جب یہ ٹریکٹر وغیرہ ایجاد ہو گئے اور یہ کام سہل ہو گیا، تو لوگ زراعت کی طرف رغبت کرنے

[1] طبرانی کبیر۔

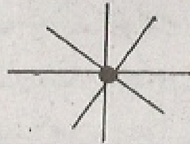
لگے کیونکہ اس میں وہ کثیر منافع ہوتے ہیں جو دوسری تجارتوں میں نہیں ہوتے۔ حتیٰ کہ بہت سے لوگوں نے اپنی املاک کو چھوڑ کر اور اپنی تجارت کو ترک کر کے کھیتی کی طرف توجہ دی اگرچہ کرایہ پر ہی سہی۔ اس طرح لوگ "حراثین" (کسان) ہو گئے۔ واللہ اعلم بمرادہ و رسولہ۔

کیمرہ[1] اور فوٹو گرافی

ان ہی میں سے، وہ آلاتِ تصویر ہیں جن کے سبب سے دنیا میں تصاویر عام ہو گئیں اور جن کے ذریعہ مساجد، بالخصوص حرمین شریفین کی تصاویر اتاری گئیں جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ بہت سے گھروں اور مکانوں میں یہ تصاویر موجود ہیں۔ ان کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ابو نعیم نے حلیہ میں حذیفہ بن الیمان سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "قربِ قیامت کی بہتر علامات ہیں" اس کے بعد پوری حدیث مذکور ہے اور اسی میں یہ ہے۔

وحلیت المصاحف وصوّرت المساجد وطولت المنائر۔ (الحدیث)[2]	قرآن کریم مزین کیے جائیں گے، مساجد کی تصاویر بنائی جائیں گی اور مینار طویل بنائے جائیں گے۔

کیمروں وغیرہ کے ظہور کے بعد ہی مساجد کی تصاویر بنائی گئی ہیں اس حدیث میں اس چیز کی خبر ہے کہ ان کیمروں کے ذریعہ مساجد کی تصاویر لی جائیں گی اور پھر لوگ ان تصویروں کو گھروں اور دکانوں میں لٹکائیں گے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ بہت سے مکانوں اور دکانوں وغیرہ میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس وغیرہا کی تصاویر لٹکی ہوئی ہیں اور ان تصاویر میں بڑے اونچے اونچے مینارے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔



[1] کیمرہ، ہینس سینٹر فرانس ۱۸۲۶ء [2] حلیہ۔

مساجد کو توڑ کر سڑکوں کی توسیع

ان ہی میں سے یہ ہے کہ شہروں میں سڑکوں کی مرمت اور توسیع کی جائے گی اور ان راستوں میں جو مکان اور مساجد حائل ہوں گی انہیں منہدم کر دیا جائے گا۔ کبھی تو ان مساجد کے بدلے دوسری جگہ مساجد تعمیر کر دی جائیں گی اور کبھی نہیں، بلکہ لوگ اس سے بالکل بے پرواہ ہو جائیں گے۔ ایسے واقعات اس سے قبل نہ تھے بلکہ اس زمانے میں پیدا ہوئے۔ جو کہ قیامت کی نشانیوں سے ہے۔

طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تقوم الساعة حتی یکون السلام	قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ سلام صرف
علی معرفة وحتی تتخذ	جان پہچان والوں سے رہ جائے گا
المساجد طرقا فلا یسجد	مساجد کو راستہ بنا لیا جائے گا تو اس
للہ فیھا۔ (الحدیث)[1]	میں اللہ کے لیے سجدہ نہ کیا جائیگا۔

اسی طرح کی ایک اور حدیث، جو آگے آ رہی ہے انس بن مالک سے مروی ہے۔

تو اب مساجد کو راستہ بنا لیا گیا ہے اور کوئی ان میں اللہ کے لیے سجدہ نہیں کرتا، اس لیے کہ اب وہ مسجدیں نہیں رہیں بلکہ وہاں سڑکیں اور راستے بن گئے ہیں۔

دُوربین

ان ہی میں سے دوربین[2] ہے کہ جس کے ذریعہ باریک چاند کو دیکھا جاتا ہے، چھوٹے چھوٹے ستاروں کا نظارہ کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ یہ ایسے آلات ہیں جو دور کو قریب کر دیتے اور چھوٹے کو بڑا کر دیتے ہیں۔ قبل اس کے کہ چاند آنکھوں سے نظر آئے دوربین کے ذریعہ پہلے ہی دیکھ لیا جاتا ہے۔

[1] طبرانی کبیر؛ [2] دوربین منز لیپرشے ڈنمارک، ۱۶۰۸ء

(روی الطبرانی فی الاوسط والدارقطنی فی الافراد من حدیث انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اقتراب الساعة	قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ
ان یری الھلال قبلا	پہلی رات کا چاند صاف دیکھا
فیقال للیلتین، وان تتخذ	جائے گا تو کہا جائے گا کہ یہ دو راتوں
المساجد طرقا، وان	کا ہے اور مساجد کو راستہ بنا لیا جائیگا۔
یظھر موت الفجاءة[1]	اور موت اچانک آ جایا کرے گی یعنی
	(ہارٹ فیل)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول قبلا بفتح القاف والباء ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ چاند کے پورے طلوع ہونے سے قبل ہی اس کے بیشتر حصہ کو دیکھ لیا جائے گا۔ جیسا کہ ابن اثیر نے نہایہ میں ذکر کیا۔ اور قرطبی نے تذکرہ میں ہروی سے نقل کیا۔ وہاں یہ قول زائد ہے جس کی وضاحت اس دوسری حدیث میں ہوتی ہے۔

"من اشراط الساعة انتفاخ	قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ چاند
الاھلة ویقال رأیت	پھول جائے گا اور کہا جائے گا کہ میں
قبلا وقبلا" بفتح القاف	نے صاف صاف دیکھا ہے۔ فتح قاف
وکسرھا ای معاینة[2]	اور کسر قاف دونوں طرح معائنہ کرنا۔

چاند کے پھول جانے کے بارے میں جس حدیث سے استدلال کیا گیا وہ دو طرق سے مروی ہے۔ ایک ابوہریرہ سے اور ایک ابن مسعود سے۔

ابوہریرہ کی حدیث کو طبرانی نے صغیر میں روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"من اقتراب الساعة انتفاخ	قیامت کی نشانیوں سے چاند کا پھول
الاھلة وان یری	جانا ہے اس طرح کہ ایک رات کے

[1] طبرانی اوسط۔ [2] قرطبی۔

الھلال للیلۃ فیقال ھو ابن لیلتین۔[1] — چاند کو دیکھا جائے گا تو کہا جائے گا کہ یہ تو دو راتوں کا ہے۔

ابن مسعود کی حدیث جس کو طبرانی نے کبیر میں ذکر کیا اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

من اقتراب الساعۃ انتفاخ الاھلۃ۔ — قیامت کی نشانی سے چاند کا پھول جانا ہے۔

دوربین کے بارے میں یہ حدیث صریح ہے کیونکہ چاند کے پھول جانے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حقیقتاً پھول جائے گا۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس وقت چاند چھوٹا ہوگا تو بڑا دیکھا جاسکے گا اور وہ پہلا دن ہی ہوتا ہے جبکہ چاند سورج سے جدا ہونے کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس دن وہ آنکھوں سے تو چھوٹا ہی نظر آتا ہے لیکن دوربینوں کے ذریعہ بڑا دیکھنے میں آتا ہے۔ گویا کہ وہ پھولا ہُوا ہے۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جو بڑی بڑی دوربینوں کے ذریعہ چاند دیکھنے پر مامور ہوتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ چاند دو راتوں کا ہے حالانکہ وہ ایک ہی رات کا ہوتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ حدیث میں یہ زیادتی بعض راویوں کی اپنی سمجھ کے مطابق ہے، اس لیے کوئی بھی اس کے بارے میں متفق نہیں ہے ہاں حدیث کے الفاظ بس یہی ہیں کہ "من اقتراب الساعۃ انتفاخ الاھلۃ"۔ جیساکہ دوسری حدیث میں بھی ہیں:۔

وضاحت

انتفاخ الاھلۃ کی حدیث سے جو معنی ہم نے بیان کیے ہیں وہ اس صورت میں ہیں جب کہ اسے خاء المعجمہ سے پڑھا جائے لیکن جس روایت میں انتفاج الاھلۃ بالجیم آیا ہے (ابن مسعود کی حدیث میں بھی یہی صحیح ہے ان کے علاوہ دیگر احادیث میں بھی اس طرح آیا ہے) وہ حدیث بھی موجودہ دور کے واقعات میں سے ایک اور معنی کا فائدہ دیتی ہے اور وہ یہ کہ چاند کی خبر ریڈیو، ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کے ذریعہ دور دور تک پہنچ جائے گی۔ اس لیے کہ لغت میں "انتفاج" کے معنی یہی ہیں۔ یہ ان کے قول انتفجت الارنب سے بنا ہے یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ خرگوش اپنے ٹھکانے سے نکل

[1] طبرانی صغیر۔

کر تیز دوڑنے لگے۔ کلمہ "انتفجت" دو معنی پر ایک ساتھ دلالت کرتا ہے۔ لسان[1] میں ہے نفج الارنب یہ جب کہا جاتا ہے جبکہ خرگوش اٹھ کھڑا ہو اور دوڑنے میں تیزی کرے۔ وانفجھا الصائد یہ اس وقت بولا جاتا ہے جبکہ شکاری خرگوش کو اس کی آرام گاہ سے نکلنے پر مجبور کر دے۔ اور حدیث قیلہ میں ہے کہ "فانتفجت منہ الارنب" خرگوش اس سے دوڑ نکلا۔ ابن اثیر نے نہایہ میں ایسا ہی ذکر کیا ہے اشراط ساعت کی حدیث میں "انتفاج الاھلۃ" بالجیم ماخوذ ہے "انتفج الارض جنبا البعیر" سے اس وقت کہا جاتا ہے جب اونٹ کے دونوں پہلو خلقت کے اعتبار سے بلند اور بڑے ہو جائیں۔ یہ سارا تذکرہ ان کی سمجھ کے مطابق ہے۔

لیکن واقعہ اس کے خلاف دلالت کر رہا ہے۔ کیونکہ حدیث قیامت کی نشانیوں اور قربِ قیامت کے بارے میں ہے اور وہ وقت یہی ہمارا وقت ہے۔ لہٰذا ہم حدیث کے بارے میں ان لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں کیونکہ ہم عیاناً اس چیز کا مشاہدہ کر رہے ہیں جس کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی۔ تو انتفاج الاھلۃ کے معنی ہیں اپنی جگہ سے پھیل جانا اور اس خبر کا اپنی جگہ سے تجاوز کر کے تیزی سے ان دور دراز علاقوں تک پہنچ جانا جہاں کہ چاند نہیں دیکھا گیا۔ مثلاً اگر کہیں دوربینوں کے ذریعہ چاند دیکھا جائے پھر اس کی خبر ریڈیو سے نشر کی جائے تو وہ اسی وقت دنیا کے تمام گوشوں میں پہنچ جائے گی۔ اس طرح انتفاج الاھلۃ کے معنی متحقق ہو گئے جیساکہ انتفاج الارنب جبکہ خرگوش کو اس کے مکان سے بھڑکا کر اٹھایا جائے۔ اور وہ بہت تیزی سے دوڑ جائے۔

اب یہ حدیث دو باتوں پر دلالت کرتی ہے۔ ایک تو رؤیت ہلال کے لیے مختلف اقسام کی دوربینوں کا پایا جانا۔ دوسرے ان آلات کا پایا جانا جن کے ذریعہ رؤیت ہلال کی خبر دور دور تک تیزی سے پہنچ جائے مثلاً ٹیلیفون، ریڈیو اور ٹیلیگراف۔

فاؤنٹن پین

(روی احمد والبزار والطحاوی والطبرانی وغیرھم من حدیث ابن مسعود) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

[1] السان العرب۔ لغت کی ایک کتاب کا نام۔ مترجم۔

ان من أشراط الساعة ان يظهر القلم [1]	قیامت کی نشانیوں سے قلم کا ظاہر ہونا ہے۔

(وروی ابن المبارک وغیرہ من مرسل الحسن قال) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تقوم الساعة حتی یرفع العلم و یفیض المال ویظهر القلم وتکثر التجارة [2]	قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ علم اٹھا لیا جائے گا، دولت کی ریل پیل ہوگی، قلم ظاہر ہوگا اور تجارت کی کثرت ہوگی۔

(وروی النسائی من حدیث عمرو بن تغلب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان من شرائط الساعة ان یفشو التجارة و یظهر العلم [3] (الحدیث)	قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ دولت اور تجارت کی کثرت ہوگی اور علم ظاہر ہوگا۔

پچھلے لوگوں نے اس کو کتابت پر محمول کیا ہے اور اسی وجہ سے ابن قتیبہ نے ان احادیث کو عیون الاخبار میں باب الکتابۃ والکتاب میں لکھا ہے لیکن بات وہ نہیں جو انہوں نے سمجھی کیوں کہ کتابت تو دوسری صدی میں بھی بنو عباس کے دور میں عام ہوگئی تھی جسے ایک ہزار سال سے زائد عرصہ گذر گیا ہے۔ قیامت کی نشانیوں سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو قرب قیامت کے وقت ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ وہ یہی ہمارا زمانہ ہے کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی دوسری چھوٹی علامتیں بھی سامنے آگئی ہیں لہٰذا اب یہ متعین ہوگیا کہ بات وہ نہیں جو انہوں نے کہی۔ ہمارے نزدیک یہ احادیث دو باتوں پر دلالت کرتی ہیں۔

اوّل یہ کہ سیاہی والا قلم (فاؤنٹن پین [4] وغیرہ) ظاہر ہوگا جو مصر میں قلم الأنبوس کے نام سے مشہور ہے۔ یہ پین اس زمانے میں اس قدر عام ہوگیا ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ملے گا جس کی جیب میں دو یا تین پین نہ ہوتے ہوں۔ اور یہ قلم اس وقت ایجاد ہوا ہے جب کہ دولت کی ریل پیل ہے اور تجارت کی وہ بہتات ہے کہ جس کی نظیر گذشتہ زمانوں میں نہیں ملتی۔ قلم کا ان دو چیزوں کے ساتھ

[1] مسند احمد ص ، طحاوی ص ، [2] ابن مبارک ، [3] نسائی ص ۱۸۷ ج ۲۔

[4] فاؤنٹن پین، واٹرمین نے ۱۸۸۴ء میں ایجاد کیا۔

ذکر کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس جگہ فاؤنٹن پین ہی مراد ہے۔

دوم:۔ اگر اس حدیث کو مجازی معنوں پر محمول کیا جائے تو یہ ان سکولوں کی طرف اشارہ ہوگا جو اس وقت دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں جہاں قلم کے ذریعہ کتابت سکھائی جاتی ہے اس سے پہلے ایسا نہیں تھا لیکن اس صورت میں مجازی معنی مراد لیے جا رہے ہیں پھر یہ معنی حدیث کے الفاظ کے بھی مخالف ہیں، اس لیے کہ حدیث میں ظہور قلم ہے انتشار القلم نہیں۔ اگر ہم لفظ ظہور کو در حقیقت قلم کو دیکھیں تو یہی معلوم ہوگا کہ حدیث میں قطعاً یہی قلم (فاؤنٹن پین) مراد ہے۔

موجودہ نظام بینکاری

جو چیزیں اس زمانہ میں ظاہر ہوئی ہیں اور عام طور پر لوگ اس میں مبتلا ہوئے ہیں ان ہی میں سے ایک بنک ہے کہ جس کا کاروبار سود کے بغیر چلتا ہی نہیں۔ خواہ تجارت کے مسائل ہوں یا دیگر مالی کاروبار ہر چیز میں بنک کا بڑا دخل ہے، حتیٰ کہ لوگوں کے پاس جو مال دولت موجود ہے، اور جسے وہ خرچ کرتے ہیں یا ان تک جو رقم پہنچتی ہے، ان سب میں بنک وسیلہ بنتا ہے، یا تو تجارت کے ذریعہ، یا حکومت کے ذریعہ، کیونکہ حکومت اپنا تمام مال بنکوں میں رکھتی ہے اور پھر وہیں سے ملازمین کو تنخواہیں دی جاتی ہیں حتیٰ کہ آئمہ، خطباء، مؤذن اور علماء بھی اسی مال سے اپنے وظائف پاتے ہیں اس طرح بنکوں کے ذریعہ سود عام ہوگیا اور حلال دنیا سے معدوم ہوگیا یا اس بڑی آفت اور مصیبت کی وجہ سے عنقریب حلال دنیا سے معدوم ہو جائے جیسا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (فروی ابوداؤد وابن ماجہ والحاکم من حدیث ابی ہریرۃ قال)

لياتين على الناس زمان لا يبقى منهم احد الا اكل الربا، فمن لم يأكله اصابه من غباره [1]	لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جس نے سود نہ کھایا ہو اور اگر نہ کھایا ہوگا تو کم از کم اس کا غبار تو اس کو پہنچے گا۔

[1] ابوداؤد ص ۵ ج ۲، ابن ماجہ ص ۶۵، المستدرک ص ۱۱ ج ۲۔

(وقال الحارث بن ابی اسامۃ فی مسندہ ؛ حدثنا الحسن بن قتیبۃ ثنا عباد ابن ابی راشد عن سعید ابن ابی خیرۃ عن الحسن عن ابی ہریرۃ قال)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

سیأتی علی الناس زمان	عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ
یأکلون فیہ کلھم الربا،	جس میں سب کے سب سود کھائیں
فقلنا یا رسول اللہ	گے، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ سب؟
کلھم ؟ قال نعم ومن لم	فرمایا، ہاں اور جو نہ کھائے گا اس کو
یأکلہ اصابہ من غبارہ [1]	اس کا غبار تو پہنچے گا۔

(وقال الحسن بن عرفۃ فی جزئہ ؛ ثنا روح بن صلاح ثنا سفیان الثوری عن منصور عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ قال)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تقوم الساعۃ حتی	قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ اللہ عزوجل
یعز اللہ عزوجل فیہ ثلاثۃ	دنیا میں تین چیزوں کو عزت دے گا۔
درھما من حلال، وعلماً مستفاداً	حلال روپیہ۔ علم مستفاد۔ اور اللہ
وأخا فی اللہ۔ [2]	کی راہ میں ساتھ دینے والا۔

(ورواہ الطبرانی وابونعیم فی الحلیۃ من ھذا الوجہ بلفظ) طبرانی کی روایت ہے کہ عنقریب تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں تین سے زیادہ عزیز ترین کوئی نہ ہوگا۔ کسی کا مونس و غم خوار بھائی، حلال درہم، اور وہ سنت جس پر عمل کیا جائے [3] (وروی ابونعیم فی الحلیۃ ایضا من حدیث بن عمر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے کم وہ چیز جو آخر زمانہ میں پائی جائے گی۔ حلال درہم اور ایسا بھائی ہوگا جس پر کہ بھروسہ کیا جائے [4]۔ یہ بات واقع کے بالکل مطابق ہے، پچھلے علماء نے ان احادیث کو اس پر محمول کیا کہ لوگ چونکہ معاملات یعنی خرید و فروخت اور قرض وغیرہ کے مسائل سے واقف نہ ہوں گے اس لیے امکان ہے کہ اس میں سود ہو جائے۔ یہ بات بھی درست ہے لیکن اس میں صرف تاجر ہی شامل ہوں گے۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف تمام لوگوں کو عام ہے، آپ نے فرمایا

---
[1] مسند حارث بن ابی اسامۃ۔ [2] جزء حسن بن عرفۃ۔
[3] طبرانی کبیر۔ [4] ابونعیم۔

کہ کوئی شخص بھی ایسا نہ بچے گا جس کو سود نہ پہنچا ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ بات صرف بینک کے ذریعہ ہوئی ہے جو ہماری معیشت پر پوری طرح حاوی ہو چکا ہے چنانچہ اب کوئی حلال روپیہ باقی نہ رہا شاید کہیں کوئی نکل آئے۔

بلند و بالا عمارتیں خوبصورت سڑکیں

ان ہی میں سے یہ ہے کہ شہری زندگی کی شائستگی کے لیے زمین میں مختلف سڑکیں بنائی جائیں گی اور ان راستوں پر روشنی کے انتظامات کیے جائیں گے۔ کئی کئی منزلہ لمبی عمارتیں تعمیر ہوں گی۔ ان کے علاوہ ہر وہ کام ہوگا جس سے خوبصورتی پیدا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قیامت کی نشانیوں میں ذکر فرمایا جس سے قرب قیامت کا پتہ چلتا ہے کہ:۔

حتی اذا اخذت الارض	یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار
زخرفھا وازینت وظن اھلھا	لے لیا اور خوبصورت ہوگئی اور اس
انھم قادرون علیھا	کے رہنے والے سمجھے کہ وہ اس پر قادر
اتاھا امرنا لیلاً اونھاراً	ہیں ہمارا حکم رات یا دن میں آیا اور
فجعلناھا حصیداً کان لم	ہم نے انہیں کٹی ہوئی کھیتی کی طرح کر
تغن بالامس [1]	دیا گویا کل تھی ہی نہیں۔

(وروی البخاری فی صحیحہ من حدیث ابی ہریرہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا تقوم الساعۃ حتی	قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ علم اٹھا لیا
یقبض العلم وتکثر الزلازل	جائے گا، زلزلوں کی کثرت ہوگی۔
ویتقارب الزمان وتظھر	زمانہ باہم قریب ہو جائے گا، فتنے
الفتن وحتی یتطاول الناس	ظاہر ہوں گے اور لوگ عمارتوں میں
فی البنیان [2]	پھیل جائیں گے۔

---
[1] القرآن پ ۱۱ سورہ یونس آیت ۲۴۔ [2] بخاری ص ۱۰۵۵ ج ۲۔

(وروی الطبرانی فی الکبیر من حدیث) میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ :۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا۔

ما انتم اذا مرج الدین وسفک الدماء وظھرت الزینۃ وشرف البنیان [1]

کیا ہو گے تم؟ جب دین بگڑ جائے گا اور خون بہے گا اور سجاوٹ ظاہر ہو گی اور عمارتوں کو معزز بنا لیا جائے گا۔

نادر امراض

ان ہی میں سے یہ ہے کہ آج اس قسم کے امراض ظاہر ہو رہے ہیں جو آج سے پہلے اتنے نہ تھے، چنانچہ عالم یہ ہے کہ اس قدر کثرت کے ساتھ بڑے بڑے ہسپتال ہونے کے باوجود یہ تمام ہسپتال ان مریضوں سے بھرے پڑے ہیں جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچ رہی ہے۔ بیماریاں اتنی زائد پھیل گئی ہیں کہ جو آج سے پہلے کبھی نہ تھیں اور نہ ہی متقدمین اطبا نے ان کا کہیں ذکر کیا ہے لوگ ان بیماریوں کے اسباب وہ چیزیں سمجھتے ہیں جو انگریز نے بنائیں مثلاً شکر، بناسپتی گھی اور وہ تیل جو مختلف سبزیوں سے نکالے جاتے ہیں اور اسی قسم کی دیگر چیزیں بعض لوگ اس کا سبب یہ سمجھتے ہیں کہ جنگیں ہو ہو کے فضا بہت آلودہ ہو چکی ہے اور اسی کی ہوا سے یہ بیماریاں جڑ پکڑتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں، صحیح یہ ہے کہ یہ تمام باتیں قیامت کی نشانیوں سے ہیں۔ لہٰذا ان کا سبب یہ ہے کہ فحاشی عام ہو گئی ہے اور ہر شخص فحاشی میں مبتلا ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(فقد روی الحاکم بسند صحیح من حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔)

"ان اللہ لا یحب الفاحش والمتفحش" ثم قال والذی نفس محمد بیدہ لا تقوم الساعۃ حتی یظھر الفحش والتفحش وسوء الجوار وقطیعۃ

"بے شک اللہ تعالیٰ بے حیا اور بے شرم کو پسند نہیں فرماتا، پھر فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے۔ قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ بے حیائی، بے شرمی اور

[1] طبرانی کبیر۔

الارحام وحتی یخون الامین ویؤتمن الخائن [1]

بد زبانی پھیل جائے گی، اور برا پڑوس اور قطع بے رحمی، یہاں تک امین خیانت کرے گا اور خائن کو امین بنایا جائے گا۔"

طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ سرکار دو عالم نے فرمایا کہ "قسم خدا کی قیامت قائم نہ ہو گی حتیٰ کہ بے حیائی اور کنجوسی پھیل جائے گی۔" طبرانی کبیر میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"قیامت قائم ہونے سے قبل قرآن کو عار سمجھا جائے گا۔ زمانہ باہم قریب ہو جائے گا۔" اور اسی میں سے یہ ذکر کیا کہ فحاشی کھلے عام ہو گی اور زمین لپیٹ دی جائے گی۔ یہ تو بات ہوئی فحاشی کے عام ہونے سے متعلق، رہی یہ بات کہ یہ چیز قیامت کی علامتوں میں سے ہے اور ان امراض کے ظہور کا سبب جو آج پائے جاتے ہیں، یہ ہے جس کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیف انتم اذا وقعت فیکم خمس واعوذ باللہ ان تکون فیکم او تدرکوھن۔ ما ظھرت الفاحشۃ فی قوم قط یعمل بھا فیھم علانیۃ الا ظھر فیھم الطاعون والاوجاع التی لم تکن فی اخلافھم۔" (الحدیث) [2]

کیا حال ہو گا تمہارا جب کہ تم پر پانچ چیزیں آ پڑیں گی۔ پناہ بخدا کہ تم میں یہ چیزیں ہوں یا تم ان چیزوں کو پا لو۔ جب بھی کوئی قوم علانیہ طور پر کوئی فحش برا کام کرتی ہے تو اس میں طاعون اور ایسی بیماریاں ظاہر ہو جاتی ہیں جو ان کے اگلوں میں نہ تھیں۔

(رواہ ابن ماجہ والبزار والبیہقی فی شعب الایمان وصححہ الحاکم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امراض کے ظہور کی خبر دی جو اسلاف میں نہ تھے اور اب فحش باتوں کے علانیہ کرنے کی وجہ سے یہ امراض ظاہر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ حالت یہ ہے کہ سرِ عام بوس و کنار کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے وہ امراض اور وبائیں پھیل رہی ہیں جو آج سے قبل غیر معروف تھیں۔

[1] المستدرک ص۵۱۳ ج ۴۔ [2] ابن ماجہ ص۲۹۰ [3] المستدرک ص۵۴۰ ج ۴۔

فالج، بواسیر اور ہارٹ فیل

ان ہی امراض میں سے کہ جو اب عام ہوگئے ہیں۔ فالج، بواسیر اور اچانک موت ہونا ہے، ان کے بارے میں بھی خصوصیت کے ساتھ احادیث میں وارد ہوا ہے۔ دینوری نے مجالسہ میں کہا کہ (حدثنا محمد بن عمر بن اسماعیل الدولابی حدثنا ابن خلیفة حدثنا الحسن بن عمارة عن الحواری بن زیاد عن انس بن مالک قال) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اقتراب الساعة ان یفشو الفالج وموت الفجاءة [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرب قیامت کی نشانی یہ ہے کہ فالج اور ہارٹ فیل عام ہو جائے گا۔

اس کو طبرانی نے صغیر میں ایک اور طریق سے روایت کیا شعبی نے انس سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اقتراب الساعة ان یری الهلال قبلا فیقال للیلتین، وان تتخذ المساجد طرقا وان یظهر موت الفجاءة [2]

قرب قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ پہلا چاند صاف صاف دیکھا جائے گا تو کہا جائے گا کہ دو راتوں کا ہے اور مساجد کو راستہ بنا لیا جائے گا، اور اچانک موت ہونا ظاہر ہوگا۔

(وروی الطبرانی وابو نعیم فی الحلیة من حدیث حذیفة قال) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من اقتراب الساعة کثرة الطلاق وموت الفجاءة [3]

قیامت کی نشانیوں سے کثرت طلاق اور اچانک موت ہونا ہے۔

---

[1] مجالسہ
[2] طبرانی صغیر۔
[3] طبرانی۔

قرطبی نے تذکرہ میں ذکر کیا (من حدیث جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ قال) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ قیامت کی نشانیوں سے بواسیر اور اچانک موت ہونا ہے۔

نافرمانی اور گناہ میں عورتوں کی کثرت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں سے یہ بھی ہے کہ عورتیں نافرمانی اور جسارت میں حد سے گذر جائیں گی اور مردوں کے بڑے بڑے عہدوں کی طمع رکھیں گی اور وہ یہ لالچ رکھیں گی کہ جج بنیں، وزراء بنیں اور حکومت کی سفراء بنیں۔ اور پھر وہ بعض ملکوں میں ان بلند مناصب پر فائز ہو جائیں گی اور وہ اپنی نمائش میں مردوں سے بھی آگے نکل جائیں گی بلکہ وہ ان چیزوں پر بھی جرأت کریں گی جو شریعت سے ہوں اور ان کی خواہشات کے خلاف ہوں۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ:۔

کیف بکم ایها الناس اذا طغی نساؤکم وفسق شبابکم، قالوا یا رسول الله إن هذا لکائن؟ قال نعم [1]

اے لوگو! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہاری عورتیں سرکشی کریں گی اور تمہارا شباب نیک بختی کے راستے سے ہٹ جائے گا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ایسا ہوگا فرمایا ہاں!

(رواہ ابو یعلی والطبرانی فی الاوسط من حدیث ابی ہریرة من طریقین عنہ ولہ طریق ثالث مرسل)۔ ابن وضاح نے بدع میں ذکر کیا (حدثنا ابو البشر زید بن البشر الحضرمی ثنا ضمام بن المعافری عن غیر واحد من اهل العلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کیف بکم اذا فسق شبابکم وطغت نساؤکم وکثر جهالکم قالوا

اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارا شباب نیک بختی کے راستے سے ہٹ جائے گا۔ تمہاری عورتیں باغی ہو

---

[1] طبرانی اوسط۔

وان ذالک لکائن یا رسول اللہ؟ قال واشد من ذالک [1]

جائیں گی اور جہلا کی کثرت ہوگی۔ عرض کی یا رسول اللہ کیا ایسا ہونے والا ہے؟ فرمایا اس سے بھی زیادہ ہوگا۔

چنانچہ اب دیکھ لیجئے کہ عورتیں کس قدر آگے بڑھ چکی ہیں اور جوانیاں کس قدر گمراہی کی طرف بڑھ رہی ہیں، حتیٰ کہ کفر و الحاد کی نوبت پہنچ چکی ہے۔ اور تمام ذہنوں سے عورتیں گزر چکی ہیں۔

کاروباری اداروں میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی تجارت

حضور کی پیشگوئیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آج عورتیں مردوں کے ساتھ دکانوں میں کاروبار کرتی ہیں یا تو ان کی شریک کار بن کر، یا ملازمت کے طور پر، یا اپنے شوہروں کا ہاتھ بٹاتے ہوئے، چنانچہ حضور پُر نور علیہ التحیہ نے ارشاد فرمایا۔ راوی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ "سلام خاص خاص لوگوں تک محدود رہ جائے گا اور تجارت اس قدر عام ہو جائے گی کہ عورت اپنے شوہر کو تجارت پر مقرر کرے گی [2]۔ (رواہ احمد والبخاری فی الادب المفرد والبزار والطحاوی فی مشکل الآثار والطبرانی والحاکم) طبرانی عداء بن خالد سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ سلام صرف اس شخص کو کیا جائے گا جس سے جان پہچان ہوگی اور مساجد کو راستہ بنا لیا جائے گا۔ اور مرد عورت مل کر تجارت کریں گے [3]۔

پولیس

ان ہی میں سے یہ ہے کہ پولیس کے سپاہیوں کی کثرت ہوگی اور جگہ جگہ تعینات کیے جائیں گے جیسا کہ آج حکومتیں کرتی ہیں، چنانچہ طبرانی کبیر میں عوف بن مالک سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میں تم پر چھ چیزوں سے خوف کرتا ہوں (ان میں سے ایک) بے وقوفوں کی حکومت اور پولیس کی کثرت [4]۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر اس وجہ سے اظہار خوف فرمایا کہ ایک تو یہ قرب قیامت کی علامت ہے اور پھر یہ بھی کہ یہ لوگ ہر راہ گیر پر ظلم کریں گے اور خواہ مخواہ ان کے چالان کریں گے اور یہ بھی کہ ان کے ہاتھوں میں کوڑے اور چھڑیاں ہوں گی جن سے وہ کسی معمولی سبب سے بھی کمزوروں کو ماریں گے، جیسا کہ خود حضور اکرم نے متعدد احادیث

---

[1] البدع۔ [2] مسند احمد ص ۴۰۷ الجزء الاول ایضاً ص ۴۲۰۔ الادب المفرد ص ۳۶۱۔ المستدرک ص ۴۴۶ ج ۴۔

[3] طبرانی کبیر ص۔ المستدرک ص ۴۴۶ ج ۴۔ [4] طبرانی کبیر۔

کریمہ میں ارشاد فرمایا۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ ایک تو وہ لوگ جن کے پاس گایوں کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسری وہ عورتیں جو پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی۔ اونٹنی کے کوہان کی طرح اپنے سروں کو خم دیتی ہوئیں (یعنی ہیٹ پہنے ہوئے) یہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنے فاصلہ سے محسوس کی جا سکتی ہے [1]۔ یہ کوڑے واقعتاً بیلوں کی دم کے ہوتے ہیں جس کا مشاہدہ یورپ میں فرانسیسی پولیس کے پاس کیا جا سکتا ہے۔ ان ہی میں حدیث امامہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اس امت میں آخر زمانہ میں ایسے لوگ نکلیں گے جن کے پاس بیلوں کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے۔ وہ صبح کریں گے اللہ کی ناراضگی میں اور شام کریں گے اللہ کے غضب میں [2]۔" (رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد)

حکام کی کثرت

اسلام میں تفرقہ ڈالنے کے لیے مختلف ریاستیں اور حکومتیں وجود میں آئیں گی اور اس طرح حکام اور امراء کی کثرت ہوگی۔ مثلاً اس وقت صرف جزیرہ عرب میں تقریباً بیس یا اس سے زائد امراء موجود ہیں جو حجاز، کویت، یمن، بحرین، حضرموت، عراق، مشرقی اردن اور لبنان میں موجود ہیں، چنانچہ ابونعیم نے حلیہ میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم فتنہ میں پڑ جاؤ گے اور یہ رواج بنا لوگے کہ چھوٹے کی خوب دیکھ بھال کرو گے اور بڑے کو بڈھا کھوسٹ بنا دو گے (یعنی بڑوں سے توجہ ہٹا لو گے) اور اگر کوئی اس کے خلاف کرے گا تو کہا جائے گا کہ تو نے رواج کے خلاف کیا: صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ایسا کب ہوگا؟ فرمایا جبکہ قاریوں کی کثرت ہوگی، علماء کی قلت ہوگی، امراء کی کثرت ہوگی اور امین کم ہو جائیں گے اور دنیا عمل آخرت سے معدوم ہو جائیگی [3]۔

(رواہ الحاکم فی المستدرک والدارمی فی مسندہ عن عبداللہ موقوفاً علیہ، ولہ حکم الرفع)

عماموں کو چھوڑ کر ننگے سر یا ترکی ٹوپی کا رواج

ابن لال نے کہا حدثنا محمد بن عبدالواحد — عن عمران بن حصین قال،

---

[1] مسلم ص ۳۸۳ ج ۲ (مسند امام احمد ص ۳۵۳ الجزء الثانی)

[2] المستدرک ص ۴۳۶ ج ۴۔ [3] المستدرک ص ۵۱۴ ج ۴۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمامے مومن کا وقار اور عرب کی عزت ہیں۔ جب عرب عمامے پہننا ترک کر دیں گے تو ان کی عزت ختم ہو جائے گی[1]۔ دیلمی نے مسندِ فردوس میں حضرت عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمامے عرب کا تاج ہیں جب وہ ان کو چھوڑ دیں گے اپنی عزت کھو دیں گے[2]۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے ہے۔ کیونکہ عمامہ عربوں کے لباس میں شامل تھا۔ اور یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ عرب اس کو چھوڑ دیں گے۔ لیکن جب بہت سے بلادِ عربی اور بلادِ اسلامیہ میں ترکی کی حکومت قائم ہوئی تو ترکی ٹوپی کا رواج پڑ گیا اور لوگوں نے عمامے باندھنے ترک کر دیئے۔ اسی وقت سے عرب نے اپنی عزت کھوئی اور ان پر نوآبادیاتی نظام مسلط ہو گیا۔

چنانچہ جب نوآبادیاتی نظام نے اپنے پیر جما لیے اور عربوں نے ان کی تہذیب کو اپنا لیا اور ہر چیز میں ان کی تقلید کی، اور کفار نے اپنے سروں کو ننگا کر لیا حتیٰ کہ ہیٹ بھی اتار پھینکے تو عرب نے اس میں ان کی تقلید کی اور انہوں نے بھی اپنے سروں کو ننگا کر لیا۔ عمامہ اور ترکی ٹوپی بھی اتار پھینکی اب گویا عرب فطرتِ اسلامیہ سے جدا ہو گئے کیونکہ انہوں نے ان تمام باتوں میں ایک ناپسند اندھی تقلید کی۔ جبکہ اپنی عزت پہلے ہی کھو چکے تھے۔ اس بارے میں بھی حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جسے دیلمی نے ابنِ رکانہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری امت اس وقت تک فطرت پر رہے گی جب تک ٹوپیوں پر عمامہ باندھے گی[3]۔ اس حدیث سے اگر ایک طرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ ٹوپی پر عمامہ باندھنا چھوڑ دیں گے وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کی طرف آج لوگ، عمامہ اتار کر، ننگے سر ہو کر، اور انگریز کی تقلید کرتے ہوئے چل پڑے ہیں یعنی دینِ فطرت سے جدائی اور دین کے اخلاق سے پرہیز۔

فحاشی و بدکاری

ایک اور چیز عجیب یہ ہے کہ یورپ کے جوانوں پر مشتمل ایک ایسا گروہ موجود ہے جس نے اس ترکی ٹوپی میں اور اختراع کرتے ہوئے اس میں مختلف رنگ کے ٹکڑے لگائے جیسے کہ کمبل وغیرہ میں ہوتے ہیں اور وہ یہ سمجھے کہ یہ ہمارا قومی لباس ہے ایسے لوگوں کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ احادیث میں تذکرہ ملتا ہے۔ چنانچہ ترمذی نے نوادر الاصول میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" آخر زمانہ

[1] ابن لال۔ [2] مسند فردوس۔
[3] دیلمی۔

میں قُرّا رکیڑوں کی طرح پائے جائیں گے۔ (مراد کثرت ہے) تو جو شخص اس زمانہ کو پائے وہ پناہ مانگے۔ یہ لوگ بہت بدبودار ہوں گے۔ پھر رنگین ٹوپیاں رواج پائیں گی تو اس وقت زنا سے کوئی شرم نہ کی جائے گی اور اس وقت دین پر قائم رہنا ایسا ہو گا جیسے مٹھی میں انگارہ پکڑنا۔ جو اس وقت میں دین پر قائم رہے گا اس کو پچاس آدمیوں کا اجر ملے گا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ "یہ ہم میں سے ہوں گے یا ان میں سے"؟ فرمایا "تم میں سے[1]۔ حضور علیہ السلام نے (قلانس البرد) رنگین ٹوپیوں کا ذکر فرمایا ہے وہ یہی ترکی ٹوپیاں ہیں جو اس سے قبل ایسی معروف نہ تھیں۔ اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آج زناکاری اس قدر عام ہے کہ کوئی اس سے شرماتا بھی نہیں ہے۔ ان ترکی ٹوپیوں کے رواج کے تقریباً پانچ سال بعد ہی جب دوسری عالمگیر جنگ ہوئی تو اسپین اور یورپ کے لشکر، شہر طنجہ میں داخل ہوئے اور ان کے سبب اس علاقہ میں زنا اس قدر پھیلا کہ اس سے قبل کسی اسلامی شہر میں نہ پھیلا تھا۔ اسپینی اور مغربی افواج اس حالت میں پائی گئیں کہ وہ کہیں تو مضافات کے علاقوں میں، درختوں کے نیچے اور کہیں باغات کی دیواروں کے سہارے، دن میں، عورتوں کے ساتھ اس فحش عمل میں مصروف تھیں بہت لوگوں نے اس کا مشاہدہ کیا۔ تقریباً تین سال تک طنجہ میں یہی عالم رہا۔ بالآخر اسپینی (لعنۃ اللہ علیہم) وہاں سے دفع ہوئے تو حالات کچھ درست ہوئے۔ اگرچہ بہت سے وہیں رُک گئے تھے۔

مقامِ غور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک "فلا یستحیی یومئذ من الزنا" "اس وقت زنا سے شرمانا ختم ہو جائے گا"۔ اس چیز پر بالکل صادق آ رہا ہے جو طنجہ میں پیدا ہوئی یعنی "طوائف خانہ" اور تمام وہ فحاشی کے اڈے جو دنیا کے ہر گوشہ میں قائم ہیں۔ کیونکہ ان کے اندر داخل ہو کر بدکاری کرنے والا بالکل نہیں شرماتا۔ حکومت اور حکام کی مدد سے ان فحاشی کے اڈوں کو ایجاد کرنا ہی زنا کا اعلان کرنا ہے۔ مزید یہ کہ حکومتیں ان معاملات میں ان کی مدد کرتی ہیں اور ان کو مراعات دیتی ہیں تاکہ ان زناکار عورتوں کی صحت و تندرستی برقرار رہے۔ ان زانی عورتوں کو یہ احکامات ملے ہوتے ہیں کہ وہ ہر ہفتہ ڈاکٹر سے اپنا معائنہ کرائیں تاکہ ان کے گمان کے مطابق امراض پھیلنے نہ پائیں (ان سب پر خدا کی لعنت)، مذکورہ حدیث اس بات پر صاف صاف دلالت کر رہی ہے کہ یہ استعماری لوگ بلادِ اسلامیہ

[1] نوادر الاصول ترمذی۔

ہں بھی فحاشی کے اڈے قائم کریں گے ،اور اس کی تائید حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول مبارک سے ہوتی ہے: قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا، جہل کی کثرت ہوگی زنا کی زیادتی ہوگی اور شراب نوشی بکثرت ہوگی[1] (بخاری، مسلم) وہ زنا ہی ہے جو آج اس قدر عام ہے کہ لوگ اس سے بالکل نہیں شرماتے کیونکہ طوائف خانوں میں ہونے والی بدکاریاں حکومت کے اشاروں پر ہوتی ہے۔

اسکاؤٹس اور پتلونیں

یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ بعض بدکردار انگریزوں نے لڑکوں کی فوج کی بنیاد ڈالی جس کو آج "اسکاؤٹس" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس فوج کے لیے پتلونیں ایجاد کیں جنہیں پہننے کے باوجود بھی انسانی اعضا ظاہر رہتے ہیں پتلون جیسا بیکار لباس بہت جلد چاروں طرف پھیل گیا اور مسلمانوں نے اس میں بھی انگریز کی تقلید کی بلکہ ہر معاملہ میں ان بدکردار لوگوں کی پیروی کر رہے ہیں جیسا کہ مشاہدہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چیز بدکرداروں کا شیوہ ہے اور آپ کی امت بھی اسے کرے گی۔ چنانچہ حضور کے فرمان کا مصداق آج تقریباً چودہ سو سال بعد امت کا یہ عمل ظاہر ہوا۔

دیلمی نے مسند فردوس میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"خصال عملها قوم لوط	چند عادتیں تھیں جن پر عمل سے قوم لوط
بها اهلكوا وتزيدها	ہلاک ہوئی میری امت ان میں ایک کا
امتی بخصلة[2]	اضافہ اور کرے گی"

پھر آپ نے وہ خصلتیں گنوائیں اور فرمایا کہ ان ہی میں سے یہ ہے۔ والمشی بالاسواق والافخاذ بادية[3] بازاروں میں اس طرح چلیں گے کہ ان کی رانیں ظاہر رہیں گی۔ اس حدیث کو ابو بشر دولابی اور اسمار نے بھی روایت کیا ہے اور اس میں مزید چند عادتوں کا ذکر کیا ہے۔ تو پتہ چلا کہ بازاروں میں چلنا اس وقت مروّج ہوا جب اسکاؤٹس دستے تیار کیے جانے لگے اور یہ تمام شرارت انگریز کی ہے۔ پھر اور ترقی ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ رانیں بالکل ظاہر ہونے لگیں حتیٰ کہ یورپ کی کافر عورتیں بازاروں میں عریاں رانیں چلتی ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور

---

[1] بخاری مسلم صـ۳۴۰ ج ۲ ترمذی صـ۲۲۱ ۔ [2] مسند فردوس ۔ [3] تاریخ ابن عساکر ۔

پیشگوئی درست ثابت ہوگئی۔

داڑھی منڈوانا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ کی امت داڑھی منڈوائے گی۔ چنانچہ ترکی اور یورپی نوآبادیاتی نظام کے بعد لوگ اس قدر کثرت سے داڑھی منڈواتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں گویا کہ ایسا کرنا واجب ہے حرام نہیں؟ نیکی ہے بدی نہیں، کفار اور مجوسیوں کا طریقہ نہیں بلکہ سنت ہے (معاذ اللہ) چنانچہ سرکار نے فرمایا کہ آپ کی امت اس عمل میں گذشتہ قوموں کا اتباع کرے گی جیسا کہ آگے ذکر کیا جائے گا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ قوم لوط کے کارنامے ہیں اور آپ کی امت بھی ان لوگوں کی طرح ایسا کرے گی چنانچہ تاریخ ابن عساکر میں مذکورہ حدیث کے تحت آپ نے اس میں ارشاد فرمایا "قص اللحیہ" یعنی لوگ داڑھی صاف کر دیں گے اور آپ نے جس زائد خصلت کا ذکر فرمایا ہے وہ عورتوں کا آپس میں ناجائز طریقہ پر اختلاط ہے۔

ہر معاملہ میں انگریز کی تقلید

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی کہ آپ کی امت ہر معاملہ میں انگریز کی تقلید کرے گی جیسا کہ آج ہو رہا ہے۔ چنانچہ اب مسلمانوں کا عالم یہ ہے کہ وہ ایک طرف تو کفار سے تشبیہ کرتے ہیں اور دوسری جانب ہر بری اور عیب دار چیز میں ان کی تقلید اور اتباع کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کفار کوئی بھی بُری رسم ایجاد کرتے ہیں خواہ وہ انتہائی درجہ کی قبیح ہو مسلمان دوڑ کر اس کی تقلید کرتے ہیں بلکہ اس پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس سبقت لے جانے میں پہلے تو وہ دینِ اسلام سے نکل جاتے ہیں پھر دیگر ادیان اور شریعتوں سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں، پھر مروت اور انسانیت ان سے جدا ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ ان کی عقل تک بیکار ہو جاتی ہے اور ایک وقت وہ آتا ہے کہ یہ بالکل جانوروں، چوپایوں، اور مجنونوں کی سی حرکتیں کرتے لگتے ہیں، سچی بات تو یہ ہے کہ پھر یہ لوگ جس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں شاید روئے زمین پر کسی مجنون نے بھی نہ تو آج تک کی ہو اور نہ قیامت تک کوئی کرے۔ اس قسم کے مقلدین کفار کی واضح اور روشن مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ ان مثالوں کو وہی سمجھ سکتا ہے جسے اللہ نے نورِ ایمان عطا فرمایا ہو اور ان کی تقلید سے محفوظ رکھا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف خبر دی ہے کہ آپ کی امت ان کی اندھی تقلید میں اس قدر مبالغہ کرے گی کہ وہ اس مقام تک پہنچ جائے جہاں سے کہ جنون بھی پناہ مانگے۔ سنئے اور تعجب کیجئے؟؟ بخاری اور مسلم ابو سعید خدری

سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تم لوگ اگلوں کے طریقوں کی اتباع کروگے بالشت بالشت اور گز گز حتیٰ کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی ایسا ہی کروگے"! صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا یہود و نصاریٰ کی اتباع؟ فرمایا "تو پھر کس کی؟"[1]

طبرانی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

انتم اشبه الامم ببنی اسرائیل لتركبن طريقهم حذو القذة بالقذة حتى لا يكون فيهم شئ الا كان فيكم مثله حتى ان القوم لتمر عليهم المرأة فيقوم اليها بعضهم فيجامعها ثم يرجع الى اصحابه يضحك اليهم ويضحكون اليه۔[2]

تم بنی اسرائیل سے زیادہ مشابہت رکھنے والی امت ہو ان کے طریقوں کو خوب اپناؤ گے حتیٰ کہ ہر وہ چیز جو ان میں ہوئی وہ تم میں پائی جائے گی حتیٰ کہ اگر کچھ لوگ کہیں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہاں سے کوئی عورت گذرے گی تو ایک آدمی اس عورت کے ساتھ جبراً بدفعلی کرے گا پھر اپنے دوستوں کی طرف ہنستا چلا آئے گا اور یہ بھی اس فعل پر ہنسیں گے۔

جو شخص آج ان لوگوں کے حال کا مشاہدہ کرے تو وہ جان لے گا کہ حضور کی ایک ایک پیشگوئی درست ثابت ہو رہی ہے جسے اگر تحریر میں لایا جائے تو بڑے بڑے عقلاء تعجب میں پڑ جائیں گے۔

عربی جوتوں کا متروک ہونا

اور بڑے تعجب کی بات ہے کہ لوگ ہر چیز میں انگریز کی اتباع کرنے لگے۔ چنانچہ پہلے لباس کا نمبر آیا اور عورتوں اور مردوں نے مشرقی اور اسلامی لباس اتار پھینکے گو کہ چند ایک نے اسے نہ چھوڑا لیکن جوتے کے معاملے میں سب انگریز کے مقلد بن گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں بھی خصوصیت سے ارشاد فرمایا ہے جسے طبرانی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ:۔

---

[1] بخاری ص ج مسلم ص ج ابن ماجہ ص ۲۹۰ مطبع مجتبائی۔ [2] طبرانی۔

اذا تخففت امتى بالخفاف ذات المناقب الرجال والنساء وخصفوا نعالهم تخلى الله عنهم۔[1]

جب میری امت طرح طرح کے خوبصورت چمڑے کے جوتے پہنے گی اور انہیں خوب چمکائے گی خواہ مرد ہوں یا عورت اللہ تعالیٰ انہیں تنہا چھوڑ دے گا۔

"خفاف ذات المناقب" یعنی مختلف ٹکڑے یا مختلف رنگ جیسا کہ کتب لغت میں ہے کہ یہ "انگریزی جوتے ہیں" "خصف" چمکانا، پالش کرنا کیونکہ راغب کے قول کے مطابق خصف کے معنی برق اور چمک کے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ اس جوتے میں کئی رنگوں کے چمڑے لگے ہوئے ہوں گے جیسا کہ عام طور پہ پائے جاتے ہیں۔

یورپ کی زبانیں اور عرب کی زبانوں کا اختلاف

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی کہ لوگ یورپ کی زبانیں سیکھیں گے اور عرب کی زبانیں نوآبادیاتی ملکوں کے لحاظ سے مختلف ہو جائیں گی۔ تو کہیں فرانسیسی بولی جائے گی کہیں ہسپانوی کہیں انگریزی اور کہیں روسی و چینی، اور اسی طرح جہاں کوئی نئی آبادی آباد ہوگی وہاں کی زبان بدل جائے گی۔ طبرانی نے اوسط کبیر میں روایت کیا، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اذا ظهر القول وخزن العمل واختلفت الألسن وتباغضت القلوب وقطع كل ذى رحم رحمه فعند ذالك لعنهم الله فاصمهم واعمى ابصارهم۔[2] (الحديث)

جب باتیں رہ جائیں گی اور عمل ختم ہو جائیں گے، زبانیں بدل جائیں گی اور دلوں میں بغض ہو جائے گا اور لوگ صلہ رحمی ترک کر دیں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرمائے گا، انہیں بہرہ کر دے گا اور انہیں بے بصیرت فرما دے گا۔

---

[1] طبرانی [2] طبرانی کبیر۔

اس سے قبل عمرو بن تغلب کی حدیث (ٹیلیفون کی بحث میں) گذر گئی ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ مال کی کثرت ہوگی، تجارت عام ہوگی، فاؤنٹین پین پایا جائے گا، تاجر بیع کے وقت کہے گا کہ ٹھہرو! پہلے میں فلاں شخص سے مشورہ لے لوں، (جو کسی دور کے شہر میں رہتا ہے) اور بڑے بڑے قبیلوں میں ڈھونڈے سے بھی کاتب نہ ملے گا۔[1] (رواہ النسائی فی البیوع من سننہ)۔

زبانوں کے اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ عرب عربی کو چھوڑ کر انگریزی بولنے لگیں گے۔ ورنہ یوں تو زبانوں کا اختلاف اس وقت سے ہے جب سے آدم کی نسل پھیلنا شروع ہوئی ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ دیگر وہ اشیاء جن کا ذکر اس کے ساتھ تھا وہ بھی اسی دَور میں جبکہ نوآبادیاتی نظام کا چکر چل رہا ہے پائی جا رہی ہیں۔ اور اسی استعماریت سے عرب اور دیگر مسلمانوں کے اخلاق بگڑتے جا رہے ہیں، چونکہ عرب نے انگریزوں کے ساتھ بہت دوستی بڑھائی اور ان کی زبان و اخلاق کو اپنایا اس لیے ان کے دلوں میں بغض اور قطع صلۂ رحمی پیدا ہو گیا۔ باتیں رہ گئیں عمل ختم ہو گیا۔

اسکولوں اور کالجوں کی کثرت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے عصری مدارس کی کثرت کی طرف اشارۃً فرمایا ہے، جن میں متعلمین کی اکثریت دین سے ناواقف ہوگی۔ چنانچہ ابو نعیم نے حلیہ میں ابن مسعود سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہیں فتنہ گھیرے گا، اور بوڑھے کی عزت نہ ہوگی جبکہ بچے کی تعظیم کی جائے گی اور یہی رواج پڑ جائے گا پھر اگر کوئی اس کے خلاف کرے گا تو کہا جائے گا کہ اس نے رواج کے خلاف کام کیا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ایسا کب ہوگا؟ فرمایا جب تمہارے قراء کی کثرت ہو جائے گی اور علماء کی کمی ہوگی ایک روایت میں فقہاء کی کمی آیا ہے۔ (الحدیث)[2]

طبرانی، عبدالرحمٰن انصاری سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ قراء کی کثرت ہوگی، فقہاء کی قلت ہوگی، امراء کی کثرت ہوگی اور امینوں کی کمی ہوگی" (یعنی خائنوں کی کثرت ہوگی)[3]

قراء کی کثرت ان ہی مدارس کی وجہ سے ہوئی ہے جو نوآبادیاتی نظام کی وجہ سے جگہ جگہ پھیل

[1] نسائی ص۱۸۷ ج ۲ - [2] حلیہ - [3] طبرانی -

گئے ہیں، پھر ان مدارس سے نکلنے والے قراء دنیا سے تو خوب واقف ہوتے ہیں جبکہ آخرت سے جاہل ہوتے ہیں۔ ان چیزوں سے خوب واقفیت رکھتے ہیں جو اصلاح دنیا میں مددگار ہوں لیکن جو چیز ان پر واجب ہے یعنی اصلاح دین کی معرفت اس سے بالکل نابلد ہوتے ہیں اسی وجہ سے قراء کی کثرت اور فقہاء کی قلت ہے جیسا کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔

ان مدارس میں تمام سکول، کالج اور دیگر تعلیمی سینٹر آجاتے ہیں۔ یہی مدارس اسلام کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں اور اہلِ اسلام کے لیے زبردست دینی نقصان کا باعث۔ کیونکہ ایک اسکول اور کالج کا طالب علم دین سے عام طور پر ناواقف ہوتا ہے۔ کفار نے اس معاملہ میں بہت غور و خوض کیا کہ اسلام کو تباہ کرنے کی کونسی صورتیں ممکنہ ہیں، پانچ سو سال سے زائد عرصہ اس معاملے پر تحقیق کی گئی تو سب سے کامیاب طریقہ یہی نظر آیا کہ جگہ جگہ اس قسم کے دنیوی مدارس قائم کیے جائیں۔ چنانچہ انھوں نے اس طرف بہت توجہ دی اور ہر علاقہ میں اسکول و کالج قائم کرنے لگے، تاکہ اپنے تئیں اسلام کو نیست و نابود کر دیں۔ چنانچہ اس مسئلہ کو پھیلانے کے لیے پہلے چند قواعد اور نظریات تشکیل دیئے گئے جیسا کہ ان کی دو کتابوں "الغارۃ علی العالم الاسلامی" اور "المستشرقون" میں مفصل درج ہیں۔

ایسا شخص جو نوآبادیاتی نظام کے نشہ میں سرشار اور انگریز کے فتنہ میں گھرا ہوا ہے اگر ان کتابوں کو پڑھے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ انگریز کافروں نے مسلمانوں کی اولاد خصوصاً لڑکیوں کو تعلیم دلانے پر اتنا زور کیوں دیا ہے۔ ان کتابوں میں جو وجوہات بیان کی گئی ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ "ایک مسلمان لڑکی جب انگریزی تعلیم حاصل کرے گی تو وہ یقیناً انگریز کے اخلاق کو بھی اپنائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ انگریزیت میں اسے زیادہ تسکین حاصل ہوگی کیونکہ اول تو اس کی تعلیم ہی یہی ہے دُوم وہ جب انگریزی جرائد و رسائل کا مطالعہ کرے گی تو اس میں روح اسلامیہ کمزور ہوتی جائے گی اور اس طرح یہ دینی تعلیم سے برگشتہ ہو جائے گی پھر ایک وقت آئے گا کہ یہ کالج و اسکول کی طالبہ خود ایک مدرسہ اور تربیت گاہ کا کام دے گی اس طرح وہ اپنی اولاد کی تربیت اسی انگریزی انداز و طریقہ پر کرے گی، چنانچہ اولاد دین سے جاہل اور دُور ہوتی چلی جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ نئی نسل دین سے بہت دُور ہو رہی ہے اور ان مدارس کے قیام کا مقصد حل ہوتا جا رہا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے کچھ اوصاف بیان فرمائے ہیں جو مسلمان کہلاتے

ہوئے دین سے گذر جائیں گے اور ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ چنانچہ بخاری و مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "آخر زمانہ میں ایسے لوگ پائے جائیں گے جو نوجوان ہوں گے، بیوقوف ہوں گے، لوگوں کے نزدیک اچھی باتیں کریں گے، ان کا ایمان ان کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا۔ دین سے ایسے گذر جائیں گے جیسے تیر اپنے نشانہ سے اُچٹ جاتا ہے، تم جہاں انہیں دیکھو قتل کردو، کیونکہ ان کو قتل کرنا بہت ثواب ہے۔"[1]

احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو نوجوان ہوں گے، عقل سے پیدل ہوں گے، لوگوں کے نزدیک اچھی باتیں کریں گے، قرآن کی قرأۃ کریں گے لیکن ان کا پڑھا حلق سے آگے نہ بڑھے گا، اسلام سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر نشانے سے" جو کوئی انہیں پائے قتل کر دے کیونکہ اللہ کے نزدیک ان کو قتل کرنا ثواب ہے۔"[2] یہ مذکورہ لوگ وہی ملحد بے دین ہیں جو بڑی فصاحت سے وطنیت جہاد اور نوآبادی نظام سے جنگ کی باتیں کرتے ہیں، حالانکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے استعماریت کو ثابت قدم رکھا اور کفریہ عقائد، اخلاق اور لباس کو پھیلانے میں کفر کی مدد کی، لوگوں کے قلوب سے اسلام کو اکھیڑنے کی کوشش کی، اسلام سے جنگ اور اس کے محاسن کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی، الغرض جو کوششیں وہ کرتے ہیں انہوں نے اپنے قول عمل، طاقت اور قوت کے ذریعہ کیں۔ اگر ان لوگوں کا بس چلتا تو وہ لوگوں کو طاقت کے ذریعہ کافر بنا دیتے جیسا کہ اتاترک نے کیا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ان کے یہ اوصاف بیان فرمائے کہ وہ نوجوان اور کم عقل ہوں گے وہیں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان کے بوڑھے اور جوان سب داڑھی منڈے ہوں گے۔

(روی ابن ماجہ من طریق عبدالرزاق عن معمر عن قتادہ عن انس بن مالک قال) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن ان کا پڑھنا ان کے گلوں سے آگے نہ بڑھے گا، ان کی علامت داڑھی منڈوانا ہے، جب انہیں دیکھو تو ان کو قتل کر دو"[3] (ورواہ مسلم فی صحیحہ من حدیث ابی ذر و رافع بن عمرو الغفاری (انھما سمعا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

[1] بخاری صـ ۱۰۲۴ ج ۲۔ [2] ترمذی صـ ۳۱۹، مسند احمد صـ ۴۰۴ الجزء الاول۔

[3] ابن ماجہ صـ

میری امت کے کچھ لوگ جن کی علامت داڑھی منڈانا ہے، قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن ان کی قرأۃ حلق سے آگے نہ بڑھے گی، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر اپنے نشانے سے، پھر وہ اسلام کی طرف نہ لوٹیں گے، یہ لوگ شریر ترین مخلوق ہیں"[1] (وکذا رواہ احمد وابن ماجہ وغیرھما)۔

(ورواہ احمد والبخاری ومسلم من حدیث ابی سعید الخدری) بخاری مسلم کی روایت میں آخر میں ذکر ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا" داڑھی منڈانا۔ اور اسی میں یہ ہے کہ" ان لوگوں کے قول اچھے ہوں گے اور عمل برے ہوں گے"[2]

انگریزی بال

طبرانی کبیر نے آخر حدیث میں ذکر کیا کہ یہ لوگ اپنی گدیوں کو منڈوائیں گے جیسا کہ آج کل عام ہے یعنی انگریزی کٹ بال رکھتے ہیں کہ سر پہ بال چھوڑ دیتے ہیں اور گدی کے بال منڈواتے ہیں اور یہ سب کچھ اپنے ان انگریز آقاؤں کی اتباع میں کرتے ہیں جن سے اس کا ڈر ہے کہ وہ ان سے جنگ کریں گے اور ان سے ناراض ہو جائیں گے۔ ایسے ہی لوگوں کو انگریز پسند کرتے ہیں۔ اللہ ایسے لوگوں کو رسوا کرے ان لوگوں کی شرم و حیا بالکل ہی ختم ہو گئی۔

نبی کریم علیہ السلام نے گدی کے بال منڈوانے سے منع فرمایا ہے ہاں کوئی ضرورت ہو تو بات دوسری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لیے منع فرمایا کہ کفار سے جو دین کے دشمن ہیں تشبیہ نہ ہو۔ ابو نعیم نے تاریخ اصبہان میں نقل کیا (حدثنا احمد بن ابراہیم بن یوسف ثنا سہل بن عبداللہ ثنا ابو ایوب سلیمان بن عبدالرحمٰن ثنا الولید بن مسلم ثنا سعید بن بشیر عن قتادہ عن الحسن عن انس عن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدی کے بال سوائے ضرورت کے، منڈوانے سے منع فرمایا ہے"[2]

طبرانی صغیر میں بھی اسی طرح ہے۔

ابن عساکر نے اسے مرفوع ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حلق القفا من غیر حاجۃ مجوسیۃ۔ بغیر ضرورت گدی منڈوانا علامت مجوسیہ ہے۔ یعنی مجوسیوں کی خصلت ہے۔ حضور کے فرمان کے مطابق جو کسی قوم سے تشبیہ اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔

جو احادیث ان بے دینوں کے بارے میں وارد ہوئی ہیں وہ ان احادیث سے مشابہت رکھتی ہیں جو خوارج کے بارے میں آئی ہیں۔ اگرچہ یہ سب لوگ بھی دین سے خارج ہیں اور سب کے سب

[1] مسلم بخاری مسند احمد صـ ۱۰۶ الجزء الخامس۔ [2] طبرانی صغیر۔

"کلاب نار" ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن پھر بھی ان کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ معروف قسم جو اپنے اسی نام سے مشہور ہے جیسا کہ اس کے اوصاف آئے ہیں یعنی دین میں غلو کرنا حتیٰ کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں حقیر سمجھتا ہے اپنے روزوں کو ان کے روزوں سے کم تر جانتا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو اس زمانہ کے ملحدین پر مشتمل ہے اور اس میں وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں حدیث میں آیا کہ وہ نوجوان کم عقل ہیں اور ان کی علامت "منڈوانا" ہے۔ جب نجد میں بارہویں صدی میں قرن شیطان طلوع ہوا اور اس کا فتنہ پھیلا تو اس وقت علماء نے ان تمام احادیث کو اس پر اور اس کے ساتھیوں پر محمول کیا کہ اس لیے کہ کوئی خارجی اور ملحد اس نوع کا اس وقت نہ تھا۔ اور علماء نے تحلیق کو سر منڈوانے پر محمول کیا، حالانکہ سر منڈانا صرف ان ہی کا شعار نہیں پھر سر منڈانا حرام بھی نہیں۔ ہاں مکروہ یا خلاف اولیٰ کہہ سکتے ہیں بلکہ ایک قول کے مطابق مباح ہے۔ اگرچہ دلائل دونوں اطراف کا احتمال رکھتے ہیں لیکن راجح قول اول ہی ہے۔ نجد میں اس وقت شاذ و نادر ہی کوئی سر منڈواتا تھا جو چیز ان بے دینوں کی علامت بنی وہ داڑھی منڈوانا ہے جو اس سے قبل اسلام میں مروج نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس سے اور اسی میں کفار و مجوسیوں کے ساتھ تشبیہ سے منع فرمایا ہے۔ دوسری احادیث جو گدی کے بارے میں ہیں اس کی مؤید ہیں کیونکہ داڑھی منڈانا اور گدی منڈانا ایک ساتھ ہی مروج ہوئے ہیں۔

قتل عام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بتوں کے پجاریوں کو دعوت دیں گے، چنانچہ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے بعد میری امت سے کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے حالانکہ وہ ان کے حلقوم سے آگے نہ بڑھے گا، مسلمانوں کو قتل کریں گے، مشرکین سے درگذر کریں گے، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔ اگر میں انہیں پالوں تو ایسے قتل کروں جیسے قوم عاد قتل کی گئی ہے[1]

اس وقت مغرب کے علاقہ میں ایسے بے دین لوگ موجود ہیں جو اس حدیث کا پورا مصداق ہیں۔ ان لوگوں کے دوست فرانسیسی، ہسپانوی اور بدبخت یہودی ہیں، اللہ ان سب پر لعنت کرے[2] کوئی

---

[1] بخاری ج ۲ ص ۱۰۲ مسلم ص ابوداؤد ص نسائی ص۔ [2] قادیانی بھی اس دور میں ان ہی میں شامل ہیں۔ مترجم

دن ایسا نہیں گذرتا کہ یہ لوگ دو تین مسلمانوں کو قتل نہ کرتے ہوں۔ بعض کو وہ اس لیے قتل کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے کسی ہفتہ میں ہڑتال کا پروگرام بنایا اور اس دن کوئی مسلمان اپنے بیوی بچوں کے لیے کام کرتا ہے تو وہ اسے مار دیتے ہیں۔ بعض کو اس لیے مارتے ہیں کہ ان لوگوں نے کسی ہفتہ دکانیں بند کرنے کا حکم دیا تھا، اور کسی نے اپنی ضرورت کے لیے اس کو کھول دیا۔ یہ چیز تقریباً ہر ملک میں پائی جاتی ہے اور لوگ ناحق مسلمان کو قتل کر دیتے ہیں، غرضیکہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر وہ مسلمانوں کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا دیتے ہیں اس کے برخلاف عیسائی اور یہودی چاہے ان کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوں وہ انہیں کچھ نہیں کہتے۔

ایک اور عجیب تر بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس بات پر بھی قتل کر دیتے ہیں کہ وہ اپنے دین کی باتیں کیوں کر رہے ہیں اور فرائض و سنن کیوں ادا کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ پوری ایک جماعت کو محض اس لیے قتل کر دیا گیا کہ وہ لوگ نماز جمعہ ادا کر رہے تھے۔ چنانچہ مراکش کے بعض شہروں مثلاً سلا اور رباط میں دو سال تک نماز جمعہ نہ ہوئی۔ اور بھی کئی شہروں میں جہاں ان کی اکثریت تھی یہی حال رہا اور انہوں نے کئی خطیبوں کو قتل کر دیا اور بہت سے مسلمانوں کو شدید زخمی کر دیا، عیدین کی نماز پڑھنے والوں کو قتل کر دیا ان کے گھروں کو آگ لگا دی۔ اگر کچھ لوگ فریضہ حج کے لیے گئے تو ان کا خون بہایا بہت سے لوگوں کو اس بنا پر قتل کر دیا کہ وہ اللہ کا ذکر کر رہے تھے اور صلوٰۃ و سلام پڑھ رہے تھے۔ چاہے وہ گھروں میں ہوں یا کسی اور جگہ ہوں یا مسجدوں میں ہوں بعض اوقات دلائل الخیرات پڑھنے والوں کو اس سے روکنے کے لیے مسجدوں میں، مجلسوں میں اور اولیاء کے مزارات پر بم رکھ دیئے جس سے وہ لوگ شدید زخمی ہو گئے۔ حالانکہ ان ہی علاقوں میں عیسائیوں اور یہودیوں کے عبادت گھر اور گرجے صحیح سلامت رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ برائی کا حکم دیں گے، بھلائی سے روکیں گے، ان کے زمانہ میں سنت بدعت ہو جائے گی اور بدعت سنت ہو جائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب تم برائی کا حکم دیئے جاؤ گے اور بھلائی سے روکے جاؤ گے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ایسا بھی ہو گا؟ فرمایا ہاں! اب یہی لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کو برائی کا حکم دیتے ہیں انہیں سینماؤں اور کلب میں جانے کے لیے کہتے ہیں۔ نماز روزہ سے روکتے ہیں

ایسے ہی لوگوں سے ملتے جلتے دوسرے لوگ اور ہیں جو بزرگوں کی توہین کرتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں ۔ ابن وضاح نے بدع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، اسی میں یہ الفاظ ہیں ۔

ترک القوم الطریق، وتزین الرجل منهم بزینة لزوجها وتبرج النساء[1] الخ

لوگ سیدھا راستہ چھوڑ دیں گے ، مرد ایسی زینت کریں گے جیسے ایک عورت اپنے شوہر کے لیے کرتی ہے اور عورتوں کی طرح سنگھار کریں گے ۔

اگر کوئی بزرگ ان سے نیک کام کے لیے کہے گا تو اس سے کہیں گے تم تو شیطان کے ساتھی ہو، گمراہی کی جڑ ہو، تم کتاب اللہ کی تکذیب کرتے ہو ۔

من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق[2]

اللہ کی اس زینت کو حرام کرتے ہیں جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی ہے ۔

کتاب اللہ کی غلط تاویل کریں گے اور بزرگوں کی تذلیل کریں گے ۔

ان ہی بے دینوں اور بد مذہبوں کی وجہ سے کفر اور الحاد اس قدر عام ہو گیا کہ اب علم دین کے نام نہاد طلبہ بھی ان کی تقلید میں ان سے آگے بڑھ گئے ۔ چنانچہ اگر مدرس انہیں پڑھاتا ہے تو کہتے ہیں کہ قرآن سے استدلال مت کرو ۔ حضور کا نام آئے تو صرف "محمد" کہہ کر پکارو بلکہ بعض مدرس بھی یہ کہتے پائے گئے کہ ان طلبہ کی "فکر صحیح" سے ہمیں معلوم ہوا کہ واقعی دین اسلام "غیر صحیح" ہے ۔ اور ہم لوگ اپنے عقیدے میں آزاد ہیں ۔ جامع ازہر کے بعض طلبہ کا تو یہ عالم ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں تو اس میں کھاتے ہیں، مزاح کرتے ہیں، ہنستے ہیں ۔ ابن عساکر نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ مساجد میں جمع ہوں گے لیکن نماز نہ پڑھیں گے"[3]

بعض بے دین ایسے بھی ہوئے ہیں کہ ان میں سے ایک بے دین ایک مرتبہ فاس میں جمعہ کے

[1] البدع ۔ [2] القرآن پ۸ سورۃ الاعراف آیت ۳۲
[3] ابن عساکر

دن تقریر کر رہا تھا، کہنے لگا کہ لوگ بادشاہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ محمد خامس ہے حالانکہ یہ تو محمد ثانی ہے بلکہ یہ تو وہ کچھ لایا ہے جو محمد اول بھی نہ لائے (معاذ اللہ) اسی جگہ ایک بے دین عورتوں میں تقریر کر رہا تھا کہنے لگا کہ یہ عائشہ یعنی محمد خامس کی بیٹی، عائشہ بنت حضرت صدیق اکبر یعنی زوجۂ نبی اکرم و ام المؤمنین سے افضل ہے ۔ (معاذ اللہ)

یہی وجہ ہے کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد جامع ازہر کافی عرصہ تک ان بے دینوں اور بد مذہبوں کا گڑھ رہا ہے جہاں ان کے بڑے بڑے اجتماعات ہوتے تھے ۔ احمد نے اپنی مسند میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم ایسے زمانہ میں ہو کہ ابھی علماء تو بہت ہیں خطباء کم ہیں ۔ جو شخص اس زمانہ میں علم کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہو جائے گا، عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں علماء کم ہوں گے اور واعظین زیادہ ہوں گے اس وقت جو علم کا دسواں حصہ بھی پکڑے گا وہ نجات پا جائے گا"[1] (الحدیث)

ہڑتالیں اور مظاہرے

ان ہی حوادث میں سے ہڑتالیں اور مظاہرے ہیں جن میں لوگ انگریز کی تقلید کرتے ہوئے چیختے چلاتے سڑکوں پر نکل آتے ہیں، اپنے مطالبے چیخ چیخ کر پیش کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم یہ کام کرکے جنگ اور جہاد کر رہے ہیں ۔ طبرانی نے کبیر میں ذکر کیا (حدثنا ابوشعیب ثنا یحییٰ بن عبداللہ البابلتی ثنا الاوزاعی حدثنی محمد بن خیثرابة ثنی عروة بن محمد السعدی عن ابیہ محمد بن عطیہ عن ابیہ قال) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم تین چیزیں دیکھو تو اس وقت قیامت قائم ہو گی ۔ آبادی کا ویران ہونا، ویرانی کا آباد ہونا، جہاد صرف شور و غل تک محدود ہو جائے ۔ اور تیسرے یہ کہ آدمی اپنی امانت سے ایسے گذر جائے گا جیسے اونٹ درخت سے"[2] بغوی نے اسے معجم الصحابۃ میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں ان لفظوں سے بیان کیا ۔

ان من اشراط الساعة — قیامت کی نشانیوں سے ہے کہ آبادی

[1] مسند احمد ص ۱۵۵ الجزء الخامس ۔ [2] طبرانی کبیر ۔

اخراب العامر و اعمار الخراب۔ الخ	ویران ہو جائے اور ویران آباد ہو جائے (آخر حدیث تک)۔

وہ جہاد جو صرف چیخ و پکار تک محدود رہ جائے گا یہی ہڑتالیں اور مظاہرے ہیں جن میں مسلمان اپنے انگریز کافر لیڈروں کی تقلید کرتے ہیں۔

ڈارون کے نظریہ کی تردید

ایک اور چیز جو اس زمانہ میں بہت زیادہ مشہور ہوگئی ہے کفار کے نظریات میں سے ڈارون کا وہ غلط نظریہ ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ انسان کی اصل بندر تھی اور اب وہ ترقی کرتے کرتے نوادر ارتقاء کے منازل کو طے کر کے موجودہ صورت میں آیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس نظریہ کے بطلان کی طرف اشارہ فرمایا۔

"ان اللہ خلق آدم علی صورتہ" ۱؎	اللہ نے آدم کو اس کی اپنی صورت پر بنایا ہے۔

یعنی جیسی صورت آدمی کی اس وقت ہے اسی صورت پر آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تھی، یہ غلط ہے کہ پہلے وہ بندر کی شکل میں تخلیق ہوا اور پھر نشو و نما کے ذریعے بنی آدم آج کی موجودہ شکل میں آئے یہ حدیث بھی حضور علیہ السلام کے معجزات سے ہے اگرچہ اس معاملہ میں بہت زیادہ قیل و قال ہے مگر یہ مقام تفصیل کے قابل نہیں۔

دجال کے ذکر سے غفلت

لوگوں نے اپنے وعظ و تقریروں میں دجال کا ذکر چھوڑ دیا ہے، میں نے کوئی ایسا خطیب اور مقرر نہ دیکھا جو اس کا ذکر کر کے لوگوں کو ڈرائے اور نہ ہی ایسا کوئی مدرس دیکھا کہ جو اس کے فتنے کے بارے میں کسی کو کچھ بتائے اس کے برخلاف بہت سے لوگوں کو کہتے سنا جو دجال کے وجود ہی کا انکار

۱؎ مسند امام احمد ص ۳۱۵ الجزء الثانی۔

کر دیتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں بھی ارشاد فرمایا (فروی الامام احمد من حدیث الصعب بن جثامۃ قال)

لا یخرج الدجال حتی یذهل الناس عن ذکره وحتی تترک الائمة ذکره علی المنابر ۱؎	دجال کا خروج اس وقت ہوگا جب لوگ اس کے ذکر سے غافل ہو جائیں گے اور ائمہ منبروں پر اس کا تذکرہ چھوڑ دیں گے۔

زلزلوں کی کثرت

ان ہی واقعات میں سے کہ جن کی کثرت اس وقت ہوگی، زمین میں دھنس جانا اور زلزلوں کا آنا ہے، چند دن نہیں گزرنے پاتے کہ کہیں نہ کہیں سے زلزلوں کی اطلاع آجاتی ہے کبھی مشرق میں کبھی مغرب میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی ان احادیث میں جو حد تواتر تک پہنچی ہیں اس کی خبر دی اور فرمایا کہ اس امت میں دھنس جانا، مسخ ہو جانا اور زلزلے آنا عام ہوگا اور یہ چیز قیامت کی نشانی سے ہوگی بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دو بڑے گروہ جو ایک ہی مقصد کے داعی ہوں گے آپس میں جنگ کریں گے اور قتل کر دیئے جائیں گے۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ جھوٹے دجالوں کو بھیجے گا جو تقریباً تیس ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا گمان ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، علم اٹھا لیا جائے گا، زلزلوں کی کثرت ہوگی، زمانہ باہم قریب ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے، قتل کی زیادتی ہوگی" (الحدیث) ۲؎

یہ بھی آیا ہے کہ زمین میں زلزلوں کی کثرت کا سبب سود، سودی کاروبار اور سود خوری ہوگا پیچھے ہم اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں کہ زلزلوں کی کثرت کا سبب، بینکوں میں سودی کاروبار ہے، اور دنیا میں کوئی روپیہ پیسہ ایسا نہیں کہ جس کا تعلق کسی نہ کسی طرح بنک سے نہ ہوتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ سود اس قدر عام ہوگیا اور زمین فتنہ گاہ بن گئی، اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین۔

۱؎ مسند احمد۔ ۲؎ بخاری ص ۱۰۵۴ ج ۲۔

مستشرقین کی اسلام دوستی

عجائبات قدرت میں سے ایک عجیب بات اور معجزات رسول میں سے ایک عظیم معجزہ یہ ہے کہ مستشرقین باوجود اس کے کہ یہ لوگ اسلام کے دشمن ہیں اور اس کے صحیح راستوں کو بگاڑنے کے درپے رہتے ہیں بلکہ اسلام کے خلاف تمام باطل قوتیں متحد ہیں، زیادہ سے زیادہ مال اسلام کےخلاف خرچ کرتے ہیں اور ان میں آپس میں پھوٹ ڈال کر جنگ کرتے ہیں لیکن ان سب باتوں کے باوجود یہ لوگ دینی کتب کو نہایت نفیس اور اعلیٰ پیمانے پر طبع کرکے اسلام کی بڑی خدمت کر رہے ہیں ان کتب میں تفسیر، قرأت، حدیث، سیرت نبوی، تصوف، تاریخ اسلام اور بڑے محدثین کے حالات پر مشتمل کتابیں شامل ہیں، اس کے علاوہ علوم اسلامیہ کی دیگر نافع کتابیں بھی طبع کراتے ہیں اور وہ کتابیں شائع کراتے ہیں جو نایاب اور معدوم مانی جاتی ہیں اور ان کی طباعت میں تصحیح، اعلیٰ کاغذ اور ایسی فہرستوں کا خاص اہتمام کرتے ہیں جو کتاب کے مطالعہ کرنے والے کو آسانی پیدا کرے اور جو مسئلہ قاری کتاب میں تلاش کر رہا ہے وہ اسے فوراً مل جائے اس کے ساتھ اس بات کا خیال بھی رکھتے ہیں کہ ان کے علاوہ مسلمانوں نے جس طریقہ پر اس کتاب کو شائع کیا ہے اس سے ذرہ برابر ٹکراؤ نہ ہو۔ اب تک ان لوگوں نے جو اسلامی کتب شائع کی ہیں ان کی تعداد تقریباً بارہ سو ہے، ان میں سے بعض تو کئی جلدوں میں ہیں اور بعض ایک ایک جلد میں:۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ قرآن کریم جس کو یہ اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں اور مکہ مکرمہ جہاں ہر سال مسلمانوں کا کثیر اجتماع ہوتا ہے، ان دونوں کے خلاف اگرچہ یہ لوگ طرح طرح کی سازشیں کرتے رہتے ہیں لیکن اس کے باوجود آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ قرآن کریم کی طباعت بہت اعلیٰ پیمانے پر کرتے ہیں، قابل اعتماد تصحیح، عمدہ کاغذ، خوبصورت جلد ایسی کہ خود ممالک اسلامیہ میں سوائے چند کے اتنے شاندار طریقہ پر مصحف شریف طبع نہیں ہوئے — اسی طرح مکہ مکرمہ کی تواریخ کو اس قدر اعلیٰ پیمانے پر طبع کیا ہے کہ خود بلادِ اسلامیہ میں اس سے قبل طبع نہ ہوئی تھیں اور یہی لوگ ہیں کہ مسلمانوں کو حج کے لیے بحری، خشکی اور فضائی راستوں میں سہولتیں پہنچاتے ہیں حتیٰ کہ جنگ کے زمانہ میں بھی اور اس وقت بھی جبکہ راستے منقطع ہوتے ہیں یہ لوگ امداد کرتے ہیں، اگر

یہ لوگ اس زمانہ میں سہولتیں نہ پہنچائیں اور سمندری جہاز، موٹریں اور ہوائی جہاز وغیرہ استعمال نہ کریں تو اس قدر کثیر تعداد میں شاید لوگ حج بھی نہ کر سکیں — خصوصاً دور دراز کے لوگ —

پھر قرآن اور مکہ مکرمہ کے بعد ان کے واحد دشمن صوفیاء اور مشائخ ہیں کیونکہ وہ لوگ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ اسلام کو تمام علاقوں میں پھیلانے والے اور اس کو باقی رکھنے والے یہی صوفیاء اور مشائخ ہیں جیساکہ "الغارة علی العالم الاسلامی" میں انہوں نے لکھا ہے اس کے باوجود یہ لوگ سب سے زیادہ صوفیاء کی خدمت، تعظیم اور مزارات اولیاء کرام کا احترام کرتے ہیں۔ ان کی جائے پیدائش کا تحفظ کرتے ہیں — اور ان کاموں پر کافی رقومات خرچ کرتے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے لیڈر وہاں حاضری دیتے ہیں، غرضیکہ ہر وہ کام کرتے ہیں جس سے شوکت اسلام کا مظاہرہ ہوتا ہے، آپس میں میل محبت، اجتماع اور تعارف حاصل کرتے ہیں اور اس ذریعہ سے وہ ملک کے خلاف جنگ کا راستہ ڈھونڈتے ہیں — حاصل کلام یہ کہ ان لوگوں کے یہ اور اس جیسے دوسرے کام دین اسلام کے لیے بڑے مؤید ہیں۔ ان ہی کتابوں میں وہ کتب بھی شامل ہیں جن میں توحید کا ذکر ہے حالانکہ توحید، ان کے شرک اور تثلیث کی ضد ہے حال ہی میں اس بارے میں ایک کتاب طبع ہوئی ہے جس کا نام "الارشاد لامام الحرمین" ہے۔ دین کے لیے ان کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے حدیث کی ان کتابوں کو جو سنت کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں نئے طریقے پر ترتیب دیا ہے ان میں درج ذیل کتابیں شامل ہیں، موطا امام مالک، مسند طیالسی، مسند امام احمد، مسند دارمی، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند امام زید، طبقات ابن سعد، مغازی واقدی، سیرت ابن ہشام۔ ان کی احادیث کو ان لوگوں نے حروفِ ابجد کی ترتیب سے مرتب کیا ہے جس سے مسلمان بہت آسانی سے ان سے نفع اٹھا سکتے ہیں، پھر ایک اور فہرست بنائی ہے جو علماء کے لیے پہلی فہرست سے زیادہ نافع ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کتب میں جو کلمات نبویہ ہیں انہیں لغت کی کتابوں کی ترتیب کے مطابق مرتب کیا ہے، جس سے کسی بھی حدیث کو تلاش کرنے والا شخص ایک منٹ میں تمام کتابیں دیکھ کر تلاش کر سکتا ہے۔ یہ ایک زبردست خدمت ہے جو مسلمان خود اپنے لیے نہ کر سکے۔ اس بارے میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چنانچہ طبرانی کبیر میں ہے (من حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

انّ اللہ لیؤید الاسلام برجال ماھم من اھلہ ؎۱

اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں سے کرائے گا جو خود مسلمان نہ ہوں گے۔

اور فرمایا (روی ابن حبان فی صحیح والدولابی فی الکنی وابونعیم فی الحلیۃ من حدیث انس، واحمد والطبرانی من حدیث ابی بکرۃ کلاھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ان اللہ تعالیٰ یؤید ھذا الدین باقوام لاخلاق لھم فی الآخرۃ ؎۲

اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید ایسے لوگوں سے کرائے گا، جن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ لوگ کافر ہی ہیں۔

فسادِ اخلاق اور ایمان کی کمزوری

حضور علیہ السلام کی ان ہی پیشگوئیوں سے ہے کہ لوگوں کے اخلاق خراب اور ایمان کمزور ہو جائیں گے بلکہ دنیا کی محبت اور ذاتی مصلحت کوشی کی بنا پر ایمان دلوں سے نکل جائے گا۔ لوگ ظاہری طور پر اپنے قول و عمل اور لباس سے مسلمانوں کی طرف اپنی نسبت کریں گے لیکن امورِ دینیہ کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ ہوگی، اور آپس میں بھی نفاق ہوگا۔ حضور علیہ السلام نے اسی طرف اشارہ فرمایا۔ حاکم نے تاریخ میں عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سیاتی علی الناس زمان مایبقی من القرآن الا رسمہ، ولا من الاسلام الا اسمہ یتسمون بہ وھو ابعد الناس منہ، مساجدھم عامرۃ وھی خراب

لوگوں پر عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ قرآن کا صرف لکھنا اور اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ لوگ اسلام کا نام لیں گے لیکن اس سے بہت دور ہوں گے، مساجد آباد ہوں گی لیکن ہدایت سے ویران ہوں گی۔ اس وقت کے

؎۱ طبرانی کبیر۔ ؎۲ طبرانی کبیر۔

من الھدیٰ، فقھاء ذلک الزمان شر فقھاء تحت ظل السماء منھم خرجت الفتنۃ والیھم تعود ؎۱

فقہاء اس وقت زمین کے اوپر شریر فقہاء ہوں گے ان ہی میں سے فتنہ نکلے گا اور ان ہی میں لوٹے گا۔

دیلمی نے بھی حضرت ابن عمر سے روایت کیا۔

کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا، کہ مسجد میں ہزار یا اس سے زائد لوگ نماز پڑھیں گے، لیکن ان میں سے کوئی بھی (کامل) مومن نہ ہوگا۔ ؎۲ طبرانی اور ابونعیم نے بھی اس کا ذکر کیا کہ حضور نے فرمایا، مؤذن اذان دے گا، لوگ نماز بھی قائم کریں گے لیکن ان میں سے کوئی مومن نہ ہوگا۔ ؎۳

(وروی الحاکم فی المستدرک من حدیث سفیان عن الاعمش عن خیثمۃ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال) ایک روایت میں ہے کہ "لوگ مساجد میں جمع ہوا کریں گے لیکن ان میں مومن نہ ہوگا" ؎۴

(ورواہ ابوشیب الطبرانی فی فوائدہ من طریق الفضیل بن عیاض عن الاعمش بسندہ) ایک جگہ ہے۔ کہ لوگ نماز پڑھیں گے، حج کریں گے، روزہ رکھیں گے اور ان میں کوئی مومن نہ ہوگا ؎۵

امام احمد نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔
"لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوں گے اور فوج در فوج نکل جائیں گے" ؎۶

اسلام کے خلاف پولیس کے ہتھکنڈے

حضور نبی اکرم علیہ السلام کے اقوال سے ثابت ہے کہ محکمہ پولیس اپنے ہتھیاروں کو اسلام کے خلاف استعمال کرے گا اور اسلام دشمنوں کا ساتھ دے گا چنانچہ ابن عساکر نے تاریخ میں ایک صحابی سے روایت کیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا۔

لیت شعری کیف امتی

کاش کہ میں جانتا کہ میرے بعد میری

؎۱ تاریخ حاکم۔ ؎۲ دیلمی
؎۳ طبرانی۔ ؎۴ ص ۴۴۲ ج ۴ المستدرک
؎۵ ؎۶ المستدرک ص ۴۹۶ ج ۴ عن ابی ہریرۃ مسند احمد ص

بعدی حتی تتبختر	امت کا کیا حال ہو گا، جب کہ ان کے
رجالهم وتمرح	مرد گھمنڈ سے چلیں گے اور ان کی عورتیں
نساؤهم ولیت شعری	اترا کر چلیں گی اور کاش کہ میں جانتا کہ
کیف هم حین یصیرون	ان کا حال اس وقت کیا ہو گا جب
صفین۔ الخ [1]	وہ دو صفوں میں بٹ جائیں گے۔

ایک صف اپنی گردنوں کو راہِ خدا میں جھکا دے گی اور دوسری صف اللہ کے غیروں کے لیے کام کرے گی۔

قسم خدا کی اس وقت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حال ہے، کہ نو آبادیاتی نظام کی جنگوں میں یہ دو حصوں میں بٹے رہے، ایک حصہ راہِ خدا میں اپنی گردن کٹاتا رہا اور دوسرا حصہ ان کے مقابلے پر اللہ کے دشمنوں کے لیے اجرت پر کام کرتا رہا۔ نعیم بن حماد نے فتن میں کہا۔ حدثنا ابن وہب عن الحارث بن بنہان عن محمد بن سعید عن عبادۃ بن نسی عن الاسود بن ثعلبۃ عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں دو مدہوشیاں ظاہر ہو جائیں، ایک جہالت کی مدہوشی، ایک لذتِ دنیا کی عیش کوشی اور لوگ غیر اللہ کے راستے میں جہاد کرنے لگیں، تو اس کتاب کتاب اللہ پر علانیہ اور خفیہ قائم رہنے والے اگلے مہاجرین اور انصار کی طرح ہوں گے [2]۔ اب دیکھیے فرمانِ نبوی کے تحت دونوں مدہوشیوں کو، پہلی مدہوشی یعنی گمراہی، جہالت ہے کیونکہ پولیس میں اکثر غیر مہذب جہلا، اور جھگڑالو قسم کے دیہاتی چرواہے، ہی بھرتی کیے جاتے ہیں، ان میں سے اکثر کو اگر بہ نسبت انسانیت کے وحشی کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ یہ انسانی شکلوں میں جانور ہوتے ہیں، اگر قوتِ گویائی ان میں نہ ہو تو ان کو بھی کتوں اور بھیڑوں کے باڑے میں باندھا جائے۔ مجھے ان میں سے ایک سے گفتگو کا موقع اس وقت ملا جب فرانس والے دروزیوں [3] سے جنگ کر رہے تھے۔ اس وقت دمشق کی ایک شاہراہ پر میری ایک پولیس کے سپاہی سے بات ہوئی

---

[1] تاریخ ابن عساکر۔ [2] الفتن۔

[3] دروز:- ایک اسلامی فرقہ جو شام کے کوہستانی حصہ میں آباد ہے اور خلیفہ حاکم بامر اللہ فاطمی کے زندہ آسمان پر جانے اور انصاف و عدل کی خاطر دوبارہ دنیا میں بعثت کا قائل ہے۔ (مترجم)

میں نے اس سے پوچھا تم شام کیوں آئے ہو؟ وہ کہنے لگا کہ دروزیوں سے جنگ کرنے کے لیے آئے ہیں میں نے کہا تمہارے ساتھ دُروزی کیا کریں گے، وہ تم پر غلبہ پائیں گے یا تم ان پر غلبہ پا لو گے؟ تو وہ کہنے لگا، ہم تو خنزیروں کی طرح مردک مخنث (جو عادت بد میں مبتلا ہو) ہیں وہ ہم پر کیسے غالب آئیں گے؟ میں نے اپنے دل میں کہا، تم لوگ خدا کی قسم خنزیر ہی ہو۔

دوسری مدہوشی دنیا کی لذتوں سے محبت ہے، عالم یہ ہے کہ اگر کوئی آوارہ شخص جب کچھ کھانے کو نہیں پاتا اور دیکھتا ہے کہ پولیس کی ملازمت میں، کپڑے بھی ہیں، کھانا بھی ہے، مال بھی ہے تو وہ یہ دیکھے بغیر کہ اس کا انجام کیا ہو گا، فوراً پولیس کے محکمہ میں ملازم ہو جاتا ہے، پھر اگر کہیں جنگ پر جانا پڑے تو، وہ اس کمترین زندگی کے مقابلے میں اپنی دنیا و دین دونوں کو برباد کر لیتا ہے اور اگر جنگ سے واسطہ نہ پڑے تو بھی وہ انسانیت اور دین کے لیے باعثِ نقصان اور اللہ، اور اپنے وطن کا باغی نیز قوم اور دین کا خائن بن کر زندگی گذارتا ہے۔

اُن اہلِ ایمان کے لیے جو کتاب و سنت پر عمل کرتے اور اس پر قائم رہتے ہیں اور جہالت و اندھی تقلید سے بچتے ہیں ایک حدیث شریف اس لائق ہے کہ یہ لوگ اس کو اپنی آنکھوں کی سیاہی سے اپنے دلوں کے صفحات پر لکھ لیں، اس لیے کہ اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی خوشخبری ہے والحمد للہ علیٰ فضلہ، حاکم نے مستدرک میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔

"میرے رب نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا، میں نے اس کے مشرق و مغرب (شمال، جنوب) کو دیکھا اور اس نے مجھے سرخ اور سفید دو خزانے عطا فرمائے، میری امت کی سلطنت زمین کے اس حصے تک پہنچ جائے گی جہاں تک میرے لیے زمین کو لپیٹا گیا ہے، میں نے اپنے رب سے امت کے لیے دعا کی کہ وہ ان سب کو ایک ہی سال میں ہلاک نہ کرے تو رب نے منظور فرما لیا، میں نے دعا کی کہ میری امت پر غیروں میں سے کوئی دشمن مسلط نہ ہو، اس نے منظور فرما لیا، میں نے دعا کی کہ میری امت کے افراد ایک دوسرے کو تکلیف نہ پہنچائیں تو رب نے مجھے اس دعا سے منع فرما دیا اور فرمایا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو واپس نہیں لوٹاتا، میں نے تیری یہ دعا منظور کر لی کہ ان کو ایک ہی سال میں ہلاک نہ کروں گا اور ان کے غیروں میں سے کوئی دشمن

ان پر مسلط نہ کروں گا، .... میں اپنی امت پر گمراہ کرنے والے آئمہ سے ڈرتا ہوں قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں گے، کچھ قبیلے بتوں کی پوجا شروع کر دیں گے، اور جب میری امت میں قتل و غارت گری کی بنیاد پڑ جائے تو قیامت تک نہ اٹھے گی آپ نے ہر وہ چیز جو ہر سو سال بعد پائی جاتی ہے بیان فرمائی[1] امام احمد نے اسی حدیث کا کچھ حصہ شداد بن اوس سے روایت کیا ہے۔

حاکم نے عبداللہ بن مسعود کی زبانی ذکر کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنہ کے بارے میں سوال کیا کہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا "وہ لوٹ مار کے دن ہوں گے، جب آدمی اپنے پاس بیٹھنے والے سے بھی محفوظ نہ رہے گا"[2]

اور وہ وقت یقیناً ہمارا ہی وقت ہے کہ اس وقت یورپ میں کوئی بھی شخص اپنے ہم جلیس سے محفوظ نہیں ہے کیونکہ جاسوسوں کی کثرت ہے۔

سچے دوست کی قلت

حضور اکرم کی پیشگوئیوں میں سے یہ ہے کہ سچے دوست اور بھائی کم رہ جائیں گے۔ (وقد روی ابونعیم فی الحلیۃ من طریق محمد بن ایوب الرقی عن میمون بن مہران عن عبداللہ بن عمر قال) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بہت کم ہے کہ آخر میں سچا دوست اور حلال روپیہ پایا جائے" (پیچھے اس مضمون کی دیگر احادیث ضمناً گذر چکی ہیں) آج کل سچا دوست اسی لیے کمیاب ہے کہ لوگوں کے دلوں میں کینہ بھر گیا ہے۔ ذاتی اور شخصی منفعت کی محبت باقی رہ گئی ہے اور حلال روپیہ کی کمیابی کا سبب بنکاری ہے جہاں سارا معاملہ سود سے ہوتا ہے اور سنتِ رسول پر عمل کی کمیابی کی وجہ یہ ہے کہ عوام، لوگوں کی رائے کی اطاعت اور تقلید کرتے ہیں اور لوگوں کی رائے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر فوقیت دیتے ہیں، حتیٰ کہ اب اگر کوئی سنت پر عمل بھی کرتا ہے تو صرف اس لیے کہ فلاں صاحب ایسا کرتے ہیں اس لیے نہیں کہ اس کام کے کرنے میں طاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے[3]

[1] المستدرک ص ۴۴۹ ج ۴ [2] المستدرک ص ۴۲۶ ج ۴۔ [3] یا بطور فیشن ایسا کرتے ہیں جیسا کہ آج مثلاً داڑھی رکھنے کا رواج ہو چلا ہے مترجم

دُعا کا قبول نہ ہونا

دعاؤں کا قبول نہ ہونا بھی سرکار کی پیش گوئی ہے، پہلے مومن دعا کرتے تھے تو ان کی دعائیں قبول ہوتی تھیں پھر اجابت کو اٹھا لیا گیا اور صرف ماہ رمضان شریف میں، کعبہ معظمہ کے پاس اور عرفات میں دعاؤں کا اثر ہوتا رہا پھر یہ سلسلہ مطلقاً اٹھا لیا گیا اور اب دعا کا اثر نہیں ہوتا، ہم اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں (آمین) آخری چیز جو اَب باقی ہے یہ ہے کہ ہم قرآن کریم سے شفاعت کے طالب ہوں، اللہ ہمیں اس کی برکت اور اس پر عمل سے محروم نہ فرمائے اور اس کے دامن سے ہمارا تعلق قائم رکھے۔ (آمین) بیشک اللہ کریم ہے، وہاب ہے، حلیم ہے، رحیم ہے۔

پیچھے ابنِ عباس کی حدیث گزر چکی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "

"آخر زمانہ میں ایسے لوگ آئیں گے جن کے چہرے آدمیوں کی طرح ہوں گے اور ان کے دل شیطانوں کے دلوں کی طرح ہوں گے، ان کے دلوں میں رحمت کا کچھ حصّہ نہ ہوگا" یہاں تک آپ نے فرمایا "ان میں جو بردبار ہے وہ گمراہ ہوگا، ان میں جو آمر بالمعروف ہوں گے وہ بدعمل ہوں گے، مومن ان میں کمزور ہوگا، فاسق کی تعظیم کی جائے گی، سنت کو بدعت مانیں گے، اس وقت ان لوگوں پر شریر لوگوں کو مسلط کر دیا جائیگا ان میں سے نیک لوگ دعا کریں گے تو دعا قبول نہ ہوگی"

ابونعیم نے حضرت انس سے روایت کی کہ رسول اللہ نے فرمایا:۔

"لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں مومن (کامل) لوگوں کے لیے دعا کرے گا، تو اس سے اللہ فرمائے گا، صرف اپنے لیے دُعا کر، میں قبول کروں، باقی رہے عام لوگ تو میں ان پر ناراض ہوں" مومن سے مراد یہاں کامل مومن ہے۔ واللہ اعلم۔

نئی تہذیب

سب سے عجیب چیز جو اس دَور میں ظاہر ہوئی یہ ہے کہ مرد عورتوں کی طرح ہو گئے ہیں اور

عورتیں مردوں کی طرح ہیں، آج کا نوجوان ہر صبح اٹھ کر پہلا کام یہی کرتا ہے کہ وہ اپنی داڑھی کو مونڈتا ہے اس کو طرح طرح کی ہیر آئل اور خوشبودار کریم سے چمکاتا ہے جیسا کہ عورتیں کرتی ہیں بعض اپنی ابرو کو باریک بناتے ہیں، محراب دار بناتے ہیں، اکثر اپنے رخساروں کے بالوں کو اکھیڑ دیتے ہیں، سر کے بالوں میں طرح طرح کے عطریات اور خوشبوئیں لگاتے ہیں، عورتوں کی طرح بالوں میں کنگھے کر کے ان کو، جدید فیشن کے تقاضوں کے مطابق "ڈھالتے ہوئے عورتوں سے بھی بازی لے جاتے ہیں۔ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے ہیں تو پہلے گھنٹوں اپنے سنگھار پر لگاتے ہیں، ہاتھ میں کنگن کی طرح سونے کی گھڑی ہوتی ہے، بعض ایسے ہیں جو سر کے بالوں پر عورتوں کی طرح جال بھی لپیٹ لیتے ہیں۔ یہی عالم لباس کا ہوتا ہے کہ صاحبزادے دیکھنے میں صاحبزادی معلوم ہوتے ہیں۔

اور یہی حال عورتوں کا ہے کہ وہ لباس میں، جوتوں میں، ملازمت میں، جرائد و رسائل کے لکھنے میں، سیاست میں اور بہت سی دوسری چیزوں میں مردوں کے مشابہ ہو گئی ہیں۔ "پتہ نہیں چلتا کہ یہ کوئی لڑکا جا رہا ہے یا لڑکی جا رہی ہے" حضور نے اس کی خبر دی اور فرمایا کہ یہ بھی قیامت کی نشانی ہے۔ چنانچہ ابونعیم نے حلیہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ مرد عورتوں سے مشابہت کریں اور عورتیں مردوں کے مشابہ ہو جائیں۔

علماء وقت کا فساد

حاکم نے تاریخ نیشاپور میں کہا، اخبرنا محمد بن حامد حدثنا ابو حاتم السلمی حدثنا اسحاق بن ابراہیم بن یحییٰ حدثنا خالد بن یزید الانصاری عن ابن ابی ذئب عن نافع عن ابن عمر قال۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں قرآن کا صرف لکھنا، اور اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا، لوگ اسلام کا نام لیں گے لیکن اس سے بہت دور ہوں گے، ان کی آباد مسجدیں ہدایت سے ویران ہوں گی۔ اس زمانہ کے فقہاء، آسمان کے نیچے شریر فقہاء ہوں گے ان ہی کی طرف سے فتنہ نکلا اور ان ہی کی طرف لوٹے گا۔"

طبرانی نے کہا، حدثنا ابراہیم بن محمد بن عوف حدثنا محمد بن حفص الاصابی، حدثنا محمد بن حمیر، حدثنا ابوبکر ابی مریم، عن حبیب بن عبید عن ابی امامۃ قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے، جو طرح طرح کے کھانے کھائیں گے، قسم قسم کے شربت پئیں گے، مختلف رنگوں کے کپڑے پہنا کریں گے اور باتیں بڑھ چڑھ کر کیا کریں گے، یہ میری امت کے شریر لوگ ہیں: (اس عنوان پر بکثرت احادیث موجود ہیں، اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے)

قرآن وسنت کے خلاف فیصلے

ایک چیز جو اس دور میں عام ہو چکی ہے یہ ہے کہ لوگوں نے قرآن وحدیث سے اعراض کر لیا ہے شریعت پر عمل متروک ہو چکا ہے، لوگوں کی رائے کو اہمیت دی جاتی ہے اور عالم یہ ہے کہ جو عمل بھی کیا جاتا ہے وہ ظن پر کیا جاتا ہے اس بارے میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے چنانچہ طبرانی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ کتاب اللہ کو عار سمجھا جائے گا، زمانہ باہم قریب ہو جائے گا محبت و خلوص کم ہو جائے گا، خائنوں کو امین بنایا جائے گا، امینوں پر تہمت لگائی جائے گی، جھوٹے کو سچا کہا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا، لوٹ مار، قتل کی کثرت ہوگی، بغاوت، حسد اور کینہ بڑھے گا۔ لوگ مختلف امور میں اختلاف رکھیں گے، خواہش کی اتباع کی جائے گی، ظن و گمان پر فیصلہ کیا جائیگا علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت بڑھے گی۔"

قضاء بالظن یعنی گمان پر فیصلہ وہی چیز ہے جس کو آج لوگ فقہ کا نام دیتے ہیں۔ آج اگر کوئی شخص روئے زمین پر تلاش کرے تو شاید ہی کوئی ایسا مفتی ملے جو بالکل سنت سے فتویٰ دے، ورنہ اکثر اپنے ائمہ اسلاف کے اقوال و اجتہاد سے فتویٰ دیتے ہیں، اسی قسم کی بات ابن وضاح نے نقل کی ہے لکھتے ہیں کہ، خالد بن سلیمان نے کہا کہ میں نے ابو سمیع دراج سے سنا فرماتے ہیں۔ "لوگوں پر عنقریب ایسا زمانہ آئے گا، کہ اگر کوئی شخص خوب موٹا تازہ چربی کا گٹھڑ بن کر شہر شہر پھرے گا تو وہ جب واپس آئے گا، کمزور ہو چکا ہوگا لیکن ایسا کوئی مفتی تلاش نہ کر سکے گا جو سنت کا عامل ہو بلکہ اسے جو بھی مفتی ملیں گے وہ ظن پر عمل کرنے والے ہوں گے۔" یعنی اپنی اس ذاتی رائے کو فقہ کہیں گے، آج تقریباً ایسا ہی ہے۔

بعض لوگوں کا طریقہ یہ بن گیا ہے کہ قرآن وسنت سے جو چیز اور دلیل ان کے مطلب کی ہوتی ہے اس کو لیتے ہیں اور قرآن اور ایک ہزار حدیثیں ان کی رائے کے خلاف پائی جاتی ہوں تو ان سب

ہیں غلط تاویلات کرتے ہیں اور اگر کوئی تاویل بھی نہ چل سکے تو اس کو بغیر کسی تاویل اور اعتذار کے صراحۃً دور کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارا مذہب اس کے برخلاف ہے ہمارے امام نے اس کو نہیں لیا ہے۔ اس صورت میں قرآن قرآن نہ رہا اور حدیث، حدیث نہ رہی، بلکہ (معاذ اللہ) ضلال و گمراہی کا ایک خزانہ بن گیا کہ جو اس پر عمل کرتا ہے فوراً اس کے بدعتی ہونے کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ گمراہ ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں ارشاد فرمایا ہے، فقال الطبرانی حدثنا علی بن عبد العزیز حدثنا ابو حفص عمر بن یزید الرفا البصری ثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن شقیق بن سلمۃ عن عبد اللہ بن مسعود قال ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مابال اقوام یشرفون المترفین ویستخفون بالعابدین ویعملو بالقرآن ما وافق اھواءھم وما خالف اھواءھم ترکوہ، فعند ذالک یؤمنون ببعض و یکفرون ببعض۔	ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ہلاک کرنے والوں کی تو عزت کریں گے اور عبادت کرنے والوں کو ذلیل سمجھیں گے، قرآن سے جو ان کی رائے کے موافق ہوگا تو عمل کریں گے اور جو ان کی خواہش کے خلاف ہوگا اس کو چھوڑ دیں گے، تو اس وقت وہ بعض پر ایمان رکھیں گے اور بعض سے کفر کریں گے۔

بعض ایسے بدبخت بھی گزرے ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ رسول اللہ کے قول کو میں اپنے پیر کے نیچے رکھتا ہوں اور جو میرے دوست نے کہا اس کو سر پر رکھتا ہوں۔ اللہ ایسے لوگوں کو رسوا کرے۔

تحدیث نعمت

اللہ کا ہزار ہزار شکر و احسان کہ ہم اس جماعت میں ہیں جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت گمراہی پر جمع ہو جائے گی لیکن ایک جماعت حق پر قائم رہے گی اور حق پر عمل کرتی رہے گی حتیٰ کہ قیامت آجائے گی[1] ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ۔ ان فتنوں کے زمانے میں کتاب اللہ پر چھپ کر اعلانیہ عمل کرنے والے سابقین اولین کی طرح ہیں۔" الحمد للہ کہ ہم اسی جماعت میں ہیں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم تسلیما کثیرا الیٰ یوم الدین، والحمد للہ رب العالمین۔

[1] المستدرک صفحہ ۴۲۹ جلد ۴۔

ضمیمہ (اسلام اور عصری ایجادات)

از: مترجم

ٹائپ رائٹر، ٹیلی پرنٹر اور بال پوائنٹ

پیچھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت گزری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

ان من اشراط الساعۃ ان یظھر القلم[1]	قیامت کی نشانیوں سے قلم کا ظاہر ہونا بھی ہے۔

عمرو بن تغلب کی حدیث میں الفاظ یہ ہیں، جس کو نسائی نے روایت کیا۔

ان من اشراط الساعۃ ان یفشوا التجارۃ ویظھر العلم[2]	قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ تجارت کی کثرت ہوگی اور علم ظاہر ہوگا۔

ان احادیث سے جہاں فاؤنٹین پین مراد ہے وہیں بال پوائنٹ بھی اسی زمرے میں آتا ہے، جس میں روشنائی ڈالنے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی اور یہ فاؤنٹین پین سے بھی زیادہ مقبول ہوا ہے، اور ہر شخص کی جیب یا بیگ میں طرح طرح کے رنگ برنگے کئی بال پوائنٹ نظر آتے ہیں۔ ان ہی احادیث سے ٹائپ رائٹر اور ٹیلی پرنٹر کا ثبوت بھی ملتا ہے، جہاں نہ قلم کی ضرورت ہے اور نہ کاتب کی بلکہ صرف انگلیوں کے اشارے سے انسانی تحریر سے زیادہ تیز اور صاف ٹائپ کر دیتا ہے۔ بلکہ ٹیلی پرنٹر، جس میں آدمی کی ضرورت بھی نہیں ہوتی، صرف بجلی کے ذریعہ دُور دراز کی

[1] مسند احمد [2] نسائی ج۲ ص۱۸۶ ابن مبارک کی روایت میں "یظھر القلم" ہے (مترجم) ملاحظہ ہو۔ اسی کتاب کا صفحہ ۴۰، ۶۷، ۶۸، ۸۴

خبریں، انگریزی اُردو، اور عربی میں دن رات چھاپا کرتا ہے اور تقریباً ہر اخبار کے دفتر میں ہوتا ہے۔ پہلے اردو میں یہ اتنے عام نہ تھا، لیکن حال ہی میں پاکستان میں اُردو پر جو عظیم الشان کام شروع ہوا ہے، اس کی وجہ سے اردو میں بھی یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور اب بعض اردو اخبارات بھی ٹیلی پرنٹر کے ذریعہ طباعت کے مراحل طے کرتے ہیں،

اسی طرح ٹائپ رائٹر پہلے صرف انگریزی میں ہوتے تھے لیکن اردو اور عربی کے بھی ٹائپ رائٹر ایجاد ہو گئے ہیں، اور ان کی اس قدر بہتات ہے کہ کوئی دفتر کوئی ادارہ یہاں تک کہ کچہری اور ڈاک خانوں کے آس پاس لوگ اسے لئے بیٹھے رہتے ہیں اور عرضیاں ٹائپ کر کے اپنی روزی کماتے ہیں اور اسی ٹائپ رائٹر کے کے ذریعہ سینکڑوں ٹائپسٹ روزی کما رہے ہیں لہٰذا اس حدیث سے ٹائپ رائٹر کا ذکر بھی ملتا ہے۔

اسی کی تائید میں عمرو بن تغلب کی حدیث کے یہ الفاظ بھی ہیں۔

ویلتمس فی الحی العظیم	اور بڑے بڑے قبیلوں میں بھی
الکاتب فلا یوجد [1]	ڈھونڈے سے کاتب نہ ملے گا،

پچھلے شارحین نے اس سے مراد یہ لیا ہے کہ عدل و انصاف کا لکھنے والا کوئی "کاتب" نہ ملے گا، اگرچہ یہ بھی صحیح ہے، لیکن درحقیقت یہ ٹائپ رائٹر ٹیلی پرنٹر، کمپیوٹر اور الیکٹرک کمپوزنگ کی طرف اشارہ ہے، کہ ان کے ایجاد ہونے کے بعد کاتب بہت کم رہ گئے ہیں۔ حتیٰ کہ یورپی اور مغربی ممالک میں تو اردو کا کوئی کاتب ملتا ہی نہیں یعنی جو فن کتابت سے واقف ہو اور اُردو لکھے، انگریزی کے کاتب ان ممالک میں پہلے ہی قریب الفنا ہیں، پاکستان و ہندوستان میں کاتبوں کے کچھ گروہ نظر آتے ہیں، لیکن درحقیقت بعض اوقات ان ممالک میں بھی کاتب نہیں ملتے اور لوگ کاتبوں کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ اور اب اردو ٹیلی پرنٹر کی ایجاد کے بعد ثابت ہو گیا کہ دراصل اس حدیث میں اسی ایجاد کی طرف اشارہ ہے۔

[1] نسائی صہ۱۸۶ ج ۲

ائیر کنڈیشنڈ، ریل گاڑی اور بسیں

قرآن کریم کی آیت ۸ سورہ النحل کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ لوگوں کی سواری اور زینت کے لئے چند سواریاں پیدا فرمائے گا۔ [1]

اس آیت میں آسائشی سہولتوں سے مزید ائیر کنڈیشنڈ، ریل گاڑیاں اور بسیں بھی آجاتی ہیں، جن میں عمدہ نشستیں اور نہانے دھونے کا اور زینت کا سامان میسر ہوتا ہے۔

وِگ کا استعمال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

علی رؤسھن کاسنمۃ البخت	ان عورتوں کے سروں پر کمزور اونٹ
العجاف [2]	کے کوہان کی مانند کوئی چیز ہوگی۔

اس حدیث میں جہاں ہیٹ کا ذکر ہے وہیں اس سے "وِگ" بھی مراد ہو سکتا ہے، جو بالوں کا نقلی گچھا ہوتا ہے، آج کل عام دستیاب ہے اور عورتوں کے علاوہ مرد بھی استعمال کرنے لگے ہیں۔

ڈولفن مچھلی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ درندے انسان سے بات کریں گے" [3]

اس حدیث سے سرکس کے جانور اور جاسوسی کتے بھی مراد لئے گئے ہیں جو انسانی گفتگو یا اشاروں کو سمجھتے ہیں، لیکن اس سے بھی زیادہ واضح وہ جانور ہے جو "ڈولفن مچھلی" کے نام سے مشہور ہے، یہ خاص قسم کی بڑی مچھلی انسانوں سے باتیں کرتی ہے، سائنسدانوں

[1] دیکھیں اسی کتاب کا صہ۲۲ ، [2] دیکھیں صہ۲۴ (یہی کتاب)
[3] ترمذی، مستدرک (دیکھیں اسی کتاب کا صہ۱۴۴)

نے ان کے مفاہیم مرتب کر لئے ہیں، یہ مچھلی انسان دوستی کا مزید ثبوت اس طرح دیتی ہے کہ خواتین کو اپنے پر بٹھا کر سمندر میں کئی میل دُور سے جاتی ہے پھر واپس چھوڑ جاتی ہے

شمسی توانائی

پیچھے تفصیلی بحث گزر چکی ہے، جہاں بجلی پر روشنی ڈالی گئی ہے[۱] اور آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے "سورج کو تکویر" سے تعبیر فرمایا، یعنی سورج کی روشنی کو لپیٹ دیا جائے۔ اس سے اس نئی سائنسی تکنیک کی طرف اشارہ ہے کہ جن کے ذریعہ شمسی توانائی حاصل کر کے سورج ہی کے ذریعہ بلب اور مشینیں چلائی جاتی ہیں۔

اسکائی کریپرز

حضور نے ارشاد فرمایا:

ظھرت المدینۃ وشرف البنیان[۲] — سجاوٹ ظاہر ہوگی اور عمارتوں کو معزز بنایا جائے گا۔

آج کل کئی کئی منزلہ خوبصورت عمارتیں (اسکائی کریپرز) بنائی جا رہی ہیں، جن کو اب بہترین کاروبار بنا لیا گیا ہے، اور ان کی تزئین وسجاوٹ پر بے دریغ روپیہ صرف کیا جا رہا ہے۔

---

[۱] دیکھیں اسی کتاب کا صہ ۵۶، ۵۷
[۲] دیکھیں اسی کتاب کا عہ ۷۲

اشاریہ

اسماء رجال

بسم اللہ الرحمن الرحیم O

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل: ۹)

بے شک یہ قرآن سب سے زیادہ سیدھی راہ دکھاتا ہے

علامہ علی بن محمد خازن شافعی المتوفی ۷۲۵ھ

کی مشہور و معروف تصنیف

(مترجم و محشی)

تفسیر الخازن

کا اُردو زبان میں ترجمہ کیا جا رہا ہے۔

مترجم

علامہ مفتی محمد اسماعیل حسین نورانی

(فاضل دارالعلوم نعیمیہ، مدرس و نائب انوار القرآن، گلشن اقبال، کراچی)

چند خصوصیات:

- ★ تفسیر الخازن میں درج احادیث کا سلیس ترجمہ اور (عمدۃ القاری، فتح الباری، شرح مسلم علامہ نووی اور شرح صحیح مسلم کی روشنی میں) پر کشش تشریح و تحقیق اور مترجم کے ذکر کردہ زائد فوائد اور ان احادیث کی مفصل تخریج
- ★ تفسیر الخازن میں درج شوافع کے دلائل کے متین و مفصل جوابات
- ★ علامہ خازن کے فقہ حنفی پر کیے گئے اعتراضات کے مسکت جوابات
- ★ قرآن مجید کی آیات کے ذیل میں مسلک اہل سنت و جماعت کی تائید و تقویت
- ★ گم راہ فرقوں کا مہذب اور شائستہ انداز میں رد و ابطال
- ★ مسائل عصریہ پر مدلل اور سیر حاصل گفتگو